THE UNTOLD STORY OF NGO'S

اہداف، ترجیحات اور مقاصد

www.KitaboSunnat.com
www.KitaboSunnat.com

انوار ہاشمی

بسم الله الرحمن الرحیم

www.KitaboSunnat.com

THE UNTOLD STORY OF NGO'S

اہداف، ترجیحات اور مقاصد

www.KitaboSunnat.com

انوار ہاشمی

فیکٹ پبلیکیشنز لاہور
Visit our web site:www.fact.com.pk
Email:factpublication@fact.com.pk

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش لفظ

این جی اوز کا تصور برا نہیں ہے۔ ان کے بنیادی اہداف بھی بڑے نیک ہیں۔ دنیا کی بڑھتی ہوئی آبادی کے باعث صحت، تعلیم، غربت اور سماجی شعور سے متعلق مسائل بھی گھمبیر شکل اختیار کر چکے ہیں۔ حکومتوں کیلئے یہ ممکن نہیں رہا کہ وہ سرکاری سطح پر یہ مسائل حل کر سکیں۔ اس پس منظر میں این جی اوز کے قیام کا رجحان کسی نیک مشن سے کم نہیں لیکن یہ نیک مشن اس وقت معاشرے کیلئے عذاب بن جاتے ہیں، جب ان کے ظاہری اہداف کے پیچھے پیچھے خفیہ مقاصد بھی دبے پاؤں چلے آتے ہیں۔ یہ این جی اوز ترقی یافتہ ممالک کے فنڈز اور ڈونر ایجنسیوں کی امداد سے چلتی ہیں، چنانچہ جب دنیا بھر خصوصاً تیسری دنیا کے ممالک میں این جی اوز کا نیٹ ورک مکمل ہو گیا تو ڈونر ممالک نے ان فنڈز اور امداد کو اپنے مقاصد کی تکمیل کے ساتھ مشروط کر دیا۔ امداد کے ساتھ ساتھ ان این جی اوز کے ذریعے اپنے مذہبی، مشنری، اقتصادی، جغرافیائی اور دیگر خفیہ مقاصد کو بھی ایکسپورٹ کیا جانے لگا۔ یہ حقیقت ہے کہ ڈونر ممالک میں زیادہ تر غیر مسلم مغربی ممالک شامل ہیں، اس لئے ان کے مخصوص مقاصد اور اہداف کا شکار زیادہ تر تیسری دنیا کے اسلامی ممالک ہیں۔

پاکستان خصوصاً ترقی پذیر ممالک میں این جی اوز کا کردار اس حد تک مشکوک ہو چکا ہے کہ ان کے نیک مقاصد دب کر رہ گئے ہیں۔ اس موضوع کو احاطہ تحریر میں لانا اتنا آسان کام نہیں ہے تاہم میں نے اس موضوع کے کچھ پہلوؤں کو زیر بحث لانے کی ایک کوشش کی ہے۔ اس کتاب میں این جی اوز کے بنیادی مقاصد سے آگاہ بھی کیا گیا ہے۔ این جی اوز کی سرگرمیوں کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شک کی نگاہ سے دیکھنے والوں کا نقطہ نظر بھی تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے جبکہ این جی اوز کی نمائندہ شخصیات کو ان الزامات کے جواب میں صفائی پیش کرنے کا تفصیلی موقع بھی فراہم کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ این جی اوز کو پیسہ کون دیتا ہے اور کس مقصد کیلئے دیتا ہے؟ پس پردہ سرگرمیاں کیا ہیں؟ غیر ملکی طاقتوں کی ایما پر وہ کیا اور کس طرح کام کر رہی ہیں؟ انسانی حقوق کی عالمی تنظیموں کا اصل چہرہ کیا ہے؟ قادیانیت اور عیسائیت کی تبلیغ کرنے والی این جی اوز مسلمان معاشرے کو کس طرح بے دینی کی طرف لے جانے کی کوشش میں مصروف ہیں؟ اور اس طرح کے کئی موضوعات اس کتاب میں شامل کیے گئے ہیں۔

یہ کتاب این جی اوز کے خلاف کوئی چارج شیٹ نہیں ہے بلکہ حقائق کو بے نقاب کرتی ایک دستاویز ہے۔ اس کتاب میں بعض اسلامی جرائد سے بھی مواد حاصل کیا گیا ہے اور بعض اسلامی سکالرز کا نقطہ نظر بھی شامل کیا گیا ہے۔ تاکہ اس موضوع کو نہ صرف یکطرفہ ہونے سے بچایا جائے بلکہ کوئی تشنگی باقی نہ رہے۔ این جی اوز سے متعلق یہ کتاب گذشتہ ایک سال سے زیر التوا تھی تاہم میں نے اپنے دوست اور سینئر صحافی مقبول ارشد کی تحریک پر اسے ہنگامی طور پر مکمل کیا ہے، اس سلسلے میں، میں ان کا مشکور ہوں۔ کتاب کی تیاری میں خاص طور پر میں اپنے دوست خرم خالد کا بھی بے حد مشکور ہوں جنہوں نے اپنی پیشہ وارانہ مصروفیات میں سے وقت نکال کر اس کتاب کی تزئین و آرائش اور تحقیقی کام کو ترتیب دینے میں ہر ممکن تعاون کیا۔ میں ذاتی طور پر اس کتاب کو ایک مکمل کتاب نہیں سمجھتا، تاہم یہ قارئین کو اسلامی دنیا خصوصاً پاکستان میں کام کرنے والی این جی اوز کے طریقہ کار کو سمجھنے میں ایک سمت کا تعین کرنے میں مددگار ثابت ہو سکتی ہے۔

انوار ہاشمی

لاہور

hashmijournalist@hotmail.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غیر سرکاری تنظیمیں، حقائق اور مقاصد

بیسویں صدی کے آخری عشرے میں عالمی نقشہ پر سیاسی ، جغرافیائی تبدیلیاں رونما ہوئیں ۔ سرد جنگ کے خاتمے، سوویت یونین کے انہدام نے دنیا کو دو بلاکوں سے ایک بلاک میں بدل دیا۔ بڑے بڑے مفکرین تحقیق ودانش کے اداروں Think Tanks نے یہ خیال عام کرنا شروع کر دیا، اب تاریخ مغرب مرتب کرے گا اور قیادت میں عمل دخل بھی مغرب کو ہوگا ۔ سموئیل ہنگٹن نے The clashes of civilization میں مثلثی طاقت کو متعارف کروایا تو فرانس فوکویاما نے The end of history میں مغرب کو طاقت کا سربراہ مانا۔ قوموں کی نئی صف بندی ہوئی ، اس نئی صف بندی میں اقوام متحدہ اور اقتصادی امداد کی عالمی تنظیمیں یعنی بین الاقوامی مالیاتی فنڈ اور عالمی بینک امریکی اشارہ ابرو کے منتظر رہے، ان کے ساتھ نئی اصلاح میں غیر حکومتی تنظیمیں یعنی این جی اوز قائم ہوئیں ۔

این جی اوز کیا ہیں؟

این جی اوز سے مراد ہر وہ ادارہ ہے جو متعین مقاصد کے حصول کیلئے کوشاں ہو اور وہ انتظامی اور مالیاتی امور میں خودمختار ہو۔ اس عمومی تعریف کی رو سے سیاسی جماعتیں ہر روز پیشہ ور تنظیمیں، تجارتی وثقافتی تنظیمیں اور دیگر تنظیمیں فی الحقیقت غیر سرکاری تنظیمیں ہیں، تاہم غیر سرکاری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تنظیموں کے مخصوص پس منظر مقاصد اور طریق کار کی روشنی میں ان کی تعریف یوں کی جاتی ہے۔

وہ تنظیمیں جو غیر سرکاری طور پر معاشرے کے مجموعی یا ایک مخصوص شعبے کی فلاح اور ترقی کیلئے کام کریں۔ بدلتے ہوئے حالات میں یہ تنظیمیں صرف فلاح و بہبود اور ترقی کے کاموں پر توجہ نہیں دے رہیں بلکہ مفاد عامہ کے کسی بھی مسئلے پر نہ صرف یہ کہ حرکت میں آتی ہیں بلکہ محرومیت، استحصال، حقوق انسانی کی پامالی اور معاشرے کے خلاف ہونے والے ہر کام پر ردعمل ظاہر کر سکتی ہیں۔

این جی اوز ملکی قوانین، حکومتی پالیسیوں اور بین الاقوامی تعلقات میں اپنے مخصوص نکتہ نظر کو منوانے کیلئے سڑکوں پر آنے پر بھی نہیں کتراتی۔ اپنے دائرہ کار میں وسعت کی وجہ سے تنظیموں سے متعلق لوگ اپنے آپ کو این کے بجائے پی آئی اوز یعنی مفاد عامہ کی تنظیمیں کہلوانا پسند کرتی ہیں۔

تاریخی پس منظر

این جی اوز کا تصور انیسویں صدی عیسوی کے دوران امیر صنعتی ممالک میں مزدوروں کے حقوق کی حفاظت کے نام سے پروان چڑھا۔ اس وقت مسائل یعنی غلاموں کی حالت زار، بچوں کی مشقت اور بالغ رائے دہی جیسے امور پر سماجی کارکن اپنا موقف سامنے لاتے رہے۔ مشنری اداروں کا ایک ہی مقصد تھا کہ تنظیموں کے ذریعے عیسائیت کو فروغ دیا جائے۔

بیسوی صدی عیسوی کے دوسرے نصف میں عوامی بہبود کے کام حکومتی سرپرستی میں ہوتے رہے تاہم مغربی ممالک میں اس حوالے سے جائزہ لیا گیا تو یہ حقیقت سامنے آئی کہ ریاستی سرپرستی میں بہبود کے سارے کام ممکن نہیں کیونکہ ایک طرف حکومت کو بھاری اخراجات برداشت کرنا پڑتے تھے اور دوسری طرف سرکاری سطح پر انجام دینے کی روایت آگے بڑھی۔ اس مرحلے پر غیر حکومتی تنظیموں نے بہبود سے ایک قدم آگے جا کر نئے تصورات سے دنیا کو آگاہ کر دیا۔ ان جدید تصورات میں انسانی ترقی، شراکت اور سماجی تبدیلی جیسے اصول شامل تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آج دنیا کے کسی بھی حصے میں این جی اوز اور درج ذیل شعبہ جات میں سب یا ان میں سے بعض میں مداخلت کرتی ہیں۔ خدمات اور سپلائی، وسائل میں اضافہ، تحقیق و تجسس، انسانی وسائل کی ترقی، عوامی اطلاعات، تعلیم۔

پاکستان میں این جی اوز کا قیام

پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد قبل از تقسیم قائم کردہ خیراتی اداروں نے اپنا کام جاری رکھا۔ ایک جائزے کے مطابق حکومت پاکستان نے ان اداروں کو سماجی اور معاشی مسائل کے حل کیلئے ناکافی قرار دیا۔ اس مرحلے پر اس ضرورت کا احساس ہوا کہ سماجی خدمات کے ایک مربوط نظام کی بنیاد ڈال دی جائے۔ چنانچہ 1951ء میں اقوام متحدہ کے تعاون سے حکومت پاکستان نے سماجی بہبود امداد باہمی کا مربوط نظام متعارف کروایا۔ 1954ء سے 1958 تک اس کام کو وزارت ورکس اور محنت اور سماجی بہبود سرانجام دیتی رہی۔ 1958ء میں اس مقصد کیلئے وزارت قائم کی، جس کو وزارت محنت و سماجی بہبود کا نام دیا گیا۔ اگلے سال 1959ء میں وزارت صحت محنت و سماجی بہبود کو یکجا کرتے ہوئے اسے ایک مرکزی سیکرٹری کے تحت کر دیا گیا۔ 1961ء میں ایک آرڈیننس کے ذریعے رضا کارانہ سماجی خدمات کے اداروں کے عنوان سے Voluntary social welfare Association ایک قانون نافذ کر دیا گیا۔ اس قانون میں سماجی اداروں کی ہیت ترکیبی، مقاصد، دائرہ کار اور احتساب جیسے امور وضاحت کے ساتھ کیئے گئے ہیں۔ یہی قانون آج تک پاکستان میں نافذ ہیں۔ 1962ء میں سماجی بہبود کا محکمہ صوبائی سطح پر بھی قائم کیا گیا چنانچہ صوبوں میں موجودہ انتظامی ڈھانچہ وزیر سماجی بہبود، سیکرٹری (ان کا ماتحت عملہ) نظامت سماجی بہبود اور اس کے ذیلی اداروں پر مشتمل ہے۔

1979ء میں افغانستان پر روسی قبضے کے بعد امریکہ کی قیادت میں مغربی دنیا نے جہاں جنگی سامان اور مالی و سیاسی امداد سے افغانوں کو نوازا، وہاں ان ممالک سے بڑی تعداد میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رضا کارانہ تنظیموں نے پاکستان کا رخ کیا۔ ان میں قابل ذکر 50 تنظیمیں تھیں، جو مہاجرین سے متعلق پاکستانی ادارے افغان کمشنریٹ کے ساتھ باقاعدہ طور پر رجسٹرڈ تھیں۔ ان میں سے صرف 6 تنظیمیں اسلامی ممالک کے ساتھ تعلق رکھتی تھیں۔ ابتداء میں ان تنظیموں نے مہاجرین کی خوراک، لباس اور علاج معالجے پر توجہ دی لیکن بعد میں انہوں نے افغان معاشرے میں کام شروع کیا اور مختلف امور کے بارے میں افغانوں کی رائے بنانے کی کوششیں شروع کیں ،جن میں خواتین کے حقوق اور آبادی کی منصوبہ بندی جیسے شعبے شامل تھے۔ کہا جاتا ہے کہ پاکستان میں افغانوں کیلئے کام کرنے والی این جی اوز نے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اپنا دائرہ کار پاکستان میں بھی بڑھانا شروع کر دیا۔ 1980 اور 1990ء کے عشروں میں ان کے کام میں نمایاں اضافہ ہوا ہے۔

پاکستان نے رجسٹرڈ تنظیموں کیلئے مندرجہ ذیل قوانین بنائے ہیں۔

1۔ رضا کار تنظیموں کی رجسٹریشن اور کنٹرول کا قانون مجریہ 1961ء

اس قانون کے تحت بچوں، نوجوانوں، خواتین، معذوروں، قیدیوں، ناداروں، مریضوں اور ضعیفوں کی بہبود، فروغ تعلیم، تفریحی امور اور سماجی تربیت قانون 1961ء کی دیگر ضروریات میں سے ایک یہ ہے کہ اس کے تحت رجسٹرڈ ہونے والی تنظیموں میں مسلمہ جمہوری روایات کے ذریعے عہدیداران کا باقاعدہ انتخاب کیا جاتا ہے۔

2۔ سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ 1860ء

جو تنظیمیں اس قانون کے تحت رجسٹریشن کی خواہش مند ہوں، ان کے کار پرداز محکمہ صنعت میں موجود جوائنٹ سٹاک کمپنیز کے رجسٹرار کے پاس درخواست جمع کراتی ہیں۔ عام طور پر اس قانون کے تحت جو تنظیمیں رجسٹرڈ ہوتی ہیں، وہ سائنس، ادب اور تعلیم کے فروغ، تاریخی و ثقافتی امور اور عام رفاہی کاموں میں حصہ لیتی ہیں۔ آج کل این جی اوز کی بہت بڑی تعداد اس قانون کے تحت رجسٹر ہونا پسند کرتی ہے۔ عام تاثر یہ ہے کہ اس قانون میں کشش کا سبب یہ ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ اس میں عہدیداروں کا انتخاب نہیں کیا جاتا بلکہ چند افراد پر مشتمل بورڈ آف ڈائریکٹرز اس کے سیاہ وسفید کا مالک ہوتا ہے جو عام طور پر اساسی ارکان کے خاندان یا قرابت داروں پر مشتمل ہوتا ہے۔

3۔امداد باہمی کے اداروں کا قانون مجریہ 1925ء

اس قانون کے تحت رجسٹریشن کے کام کی نگرانی امداد باہمی کے رجسٹرار کرتے ہیں۔ جو تنظیمیں اس قانون کے تحت رجسٹر ہوسکتی ہیں، ان میں کاشتکاروں، وکلاء، اساتذہ، ڈاکٹرز، صارفین، ہنرمند خواتین اور ٹرانسپورٹ کے شعبے سے متعلق این جی اوز شامل ہیں۔

4۔کمپنیوں کے آرڈیننس مجریہ 1984ء

کوئی بھی ایسی تنظیم جو غیر منافع بخش ہو اور تجارت، سائنس، مذہب، کھیلوں، سماجی خدمات اور عمومی رفاہی کاموں میں دلچسپی لیتی ہوں، اس قانون کے تحت رجسٹر ہوتی ہیں۔ مذکورہ قانون کے تحت رجسٹریشن کا اختیار کارپوریٹ لاء اتھارٹی کو حاصل ہے، جس نے صوبائی سطح پر یہ اختیار ڈپٹی رجسٹرار کو تفویض کردیا ہے۔

5۔ٹرسٹ یا وقف کا قانون مجریہ 1882ء

قانون وقف کے تحت کوئی بھی وقف کا ادارہ ضلعی کچہری کے سب رجسٹرار کے پاس رجسٹر کرایا جاتا ہے۔ رجسٹرڈ وقف مذہب، تعلیم، حفظان صحت، انسانی حقوق اور مفاد عامہ کے دیگر امور جیسی سرگرمیوں میں حصہ لینے کا مجاز ہوتا ہے۔

پاکستان میں ایک محتاط اندازے کے مطابق چھوٹی بڑی ہزاروں تنظیمیں مختلف کاموں میں مصروف ہیں۔ عام رائے کے مطابق این جی اوز مغربی اور سیکولر سوچ کے تحت مخصوص مقاصد کیلئے کام کررہی ہیں۔ کچھ تنظیمیں ڈونر ایجنسیوں کے ساتھ مل کر یتیموں، بیواؤں اور ناداروں کیلئے کام کرتی ہیں، جو عموماً عید، شب برات، رمضان پر زکوۃ کی تقسیم اور افطاریوں کے اہتمام اور قربانی کا گوشت فراہم کرنے کا کام ہی سرانجام دیتی ہیں، جن کا دیہاتوں سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

این جی اوز کا ایجنڈا

پاکستان میں این جی اوز کے ایجنڈا پر مختلف آراء پائی جاتی ہیں۔ایک مکتبہ فکر اسے تقاضائے وقت قرار دیتا ہے جبکہ دوسرا زہر قاتل۔ دونوں کے انتہائی دلائی کی درمیانی راہ یقیناً فلاح و بہبود کے تقاضے پورا کرنا ہی ہے۔ بین الاقوامی سطح پر دیکھا جائے تو اقتصادی و سیاسی ادارے ان تنظیموں کی حتی المقدور مدد اور پشت پناہی کر رہے ہیں۔تقریباً دس سالوں سے اقوام متحدہ کے تحت مختلف موضوعات پر عالمی کانفرنسیں منعقد ہو رہی ہیں،جن میں دنیا بھر کی این جی اوز اور سربراہاں حکومت پہلو بہ پہلو بیٹھ کر مسائل کے حل کیلئے پالیسیاں وضع کرتے ہیں۔ان میں اہم 1992ء میں ریوڈی جنیرو کی ارض سربراہ کانفرنس، 1996ء کی آبادی کانفرنس منعقدہ ''قاہرہ، کوپن ہیگن میں 1996ء کی سماجی سربراہ کانفرنس اور اسی سال بیجنگ میں عالمی خواتین کانفرنس اس کی نمایاں مثالیں ہیں۔اس کی ایک اور مثال ستمبر 2000ء میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کا میلینیم سربراہی اجلاس تھا،جس میں ریکارڈ تعداد میں سربراہان مملکت وحکومت اور دیگر اعلیٰ سطحی عہدیداروں نے شرکت کی۔اس اجلاس کے اختتام پر جو اعلامیہ جاری ہوا، جس پر پاکستان اور تمام اسلامی ممالک نے دستخط کئے،اس میں نئے ہزاریے کیلئے ایک واضح ایجنڈا پیش کیا گیا ہے۔اعلامیہ کے مطابق شرکاء نے غربت، بیماری، جہالت اور خون ریز جھگڑوں کو ختم کرنے، عالمی سطح پر جمہوریت کی کارفرمائی، قانون کی حکمرانی، انسانی حقوق اور خواتین کے مساوی درجے کے تحفظ اور تمام اقوام عالم کے مابین امن وتعاون اور ترقی کو فروغ دینے کے عزم کا اظہار کیا۔اس اعلامیہ میں این جی اوز کے بارے میں واضح طور پر کہا گیا کہ نجی شعبے اور این جی اوز کے ذریعے ہم اقوام متحدہ کے خوابوں کو تعبیر دیں گے۔چنانچہ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ ترقی کا جدید تصور این جی اوز کے ذریعے عام کرنے کے عمل کو اقوام متحدہ کی سند اور حمایت حاصل ہے اور اسلامی دنیا اس پورے پروگرام کی حامی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاکستان میں این جی اوز کے مخالفین ان پر درج ذیل الزامات عائد کرتے ہیں۔

1۔ این جی اوز ایک مخصوص ایجنڈا پر عمل پیرا ہو کر ملک میں فحاشی، عریانیت اور مغربی ثقافت کو فروغ دے رہی ہیں۔

2۔ متعدد تنظیمیں پاکستان اور افغانستان میں عیسائیت کی تبلیغ کر رہی ہیں۔

3۔ یہ تنظیمیں مخصوص اور غیر مخصوص انداز میں اسلامی شعائر کا مذاق اڑا کر اسلام اور پاکستان کے خلاف پراپیگنڈہ کر رہی ہیں، مزید برآں یہ لوگ پاکستان کو تقسیم کرنے کی سازش میں مصروف ہیں۔

4۔ یہ انسانیت کی بھلائی کے نام پر پیسے لوٹ رہی ہیں۔

5۔ یہ پاکستان میں مشرقی تیمور جیسی صورتحال پیدا کرنا چاہتی ہیں۔

6۔ غیر سرکاری تنظیموں کو افغانستان میں طالبان حکومت کو کمزور کرنے کا ہدف دیا گیا ہے۔

7۔ پاکستان کے کمیونسٹوں نے سوویت یونین کے خاتمے کے بعد این جی اوز کے آڑ میں پناہ لے کر اپنا کام نئے انداز سے شروع کر رکھا ہے۔

8۔ پاکستان کی این جی اوز بھارت کے حق میں فضاء ہموار کر کے ملک کی نظریاتی اور جغرافیائی سرحدات پر تیشہ چلا رہی ہیں۔

اب یہ الزامات ایک تحریک کی صورت اختیار کر چکے ہیں، جس میں صوبہ سرحد سے پورے ملک تک اثر ڈالا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ این جی اوز کے کار پرداز الزامات کا جائزہ لیں اور وہ لوگ جو غلط مقاصد کے تحت ان میں موجود ہیں، ان کا احتساب کریں۔ یہ حقیقت ہے کہ غیر سرکاری تنظیمیں خراب نہیں لیکن پالیسیز کے حوالے سے پورا سیکٹر زد میں ہے۔ این جی اوز کو ترقی اور بہبود کیلئے معاشرے کی روایات کا بھی احترام کرنا ہوگا۔ دوسری حکومت کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ فوری اقدامات کرے اور

1۔ این جی اوز کے قابل اعتبار اعداد و شمار شائع کرے۔

2۔ رجسٹریشن کے موجودہ قوائد میں احتساب اور نگرانی کو موثر بنایا جائے۔

3۔ این جی اوز کے خلاف شکایات کا جائزہ لینے کیلئے آزاد کمیشن قائم کیا جائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

4۔ تصادم کو روکنے کیلئے علماء، مذہبی جماعتوں اور این جی اوز کے نمائندوں کے درمیان مذاکرات کروا کے ضابطہ اخلاق مرتب کیا جائے۔

حکومت اگر ملک سے کرپشن، بدعنوانی، نااہلیت ختم کرتے ہوئے ملک کو خودانحصاری اور معاشی ترقی کی منزل سے ہمکنار کردے تو بھی مغربی ممالک ہم پر اپنی حکمت عملی مسلط نہ کرسکیں گے۔

☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

این جی اوز اعداد و شمار کے آئینے میں

اس وقت پاکستان میں ایک محتاط اندازے کے مطابق 54 ہزار رجسٹرڈ این جی اوز ہیں۔ یہ دنیا میں سب سے بڑی تعداد ہے۔ان کے ظاہری فنڈز 12 ارب 40 کروڑ روپے ہیں جبکہ وہ باطنی فنڈز جو ابھی تک حکومتی اداروں کے نوٹس میں نہیں آئے ان کی مالیت ان سے کئی گنا زیادہ ہے۔ان این جی اوز کے اخراجات 13 ارب روپے سالانہ ہیں۔ان این جی اوز کے باقاعدہ ملازمین کی تعداد 3 لاکھ اور رضا کار 2 لاکھ ہیں۔ یہ ادارے اپنے محاصل کا 87 فیصد حصہ نجی شعبے،عطیات اور فیسوں کی صورت میں حاصل کرتے ہیں جبکہ باقی 13 فیصد حکومت اور بیرونِ ملک ایجنسیاں فراہم کرتی ہیں۔ ان کے کل ارکان کی تعداد 60 لاکھ ہے۔ یہ تعداد پاکستان آرمی سے 10 گنا اور پولیس سے 20 گنا زیادہ ہے۔ان تنظیموں میں سے 33 ہزار 168 پنجاب (صرف لاہور شہر میں ساڑھے چھ ہزار این جی اوز ہیں) 16 ہزار 891 سندھ، 35 ہزار 367 بلوچستان اور 3 ہزار 33 صوبہ سرحد میں رجسٹرڈ ہیں۔ یہ تنظیمیں تین مختلف قوانین کے تحت رجسٹرڈ ہوئی ہیں، وولنٹیر سوشل ویلفیئر ایجنسیز آرڈیننس 1961ء کے تحت رجسٹرڈ ہونے والی این جی اوز کی تعداد 12 ہزار 703 ہے۔ سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ 1860ء کے ذریعے رجسٹرڈ ہونے والی تنظیموں کی تعداد 43 ہزار 1700 کمپنیز آرڈیننس ایکٹ 1984ء کے تحت 905 این جی اوز رجسٹرڈ ہوئیں۔ 2002ء میں سوشل پالیسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈویلپمنٹ سنٹر کراچی نے جو اعداد و شمار جاری کئے ،ان کے مطابق یہ تنظیمیں تعلیم و تحقیق پر 41ء7 فیصد، صحت پر 27ء6 ڈویلپمنٹ اینڈ ہاؤسنگ پر 12ء8 شہری حقوق پر 7ء8 فیصد اور سماجی خدمات کے شعبے میں 15ء9 فیصد رقم خرچ کرتی ہیں ۔ان این جی اوز میں تعلیم و تحقیق کی تنظیمیں سب سے زیادہ ہیں ۔ ان کی تعداد 21 ہے ،شہری حقوق اور ایڈووکیٹس (قانونی مشاورت) کی تنظیمیں 9 ہزار، سماجی خدمات کی 41 ہزار، ہاؤسنگ اور تعمیرات کی 3 ہزار 264، صحت پونے تین ہزار ثقافت اور تفریح کی اڑھائی ہزار خالصتاً مذہبی 2 ہزار 184 کاروباری پیشہ وارانہ ایسوسی ایشنز کی 70 اور ماحولیات کی 100 تنظیمیں ہیں ۔ضرب مومن کے مطابق حقائق اور اعداد و شمار بتاتے ہیں اس ملک کی 70 فیصد آبادی دیہی علاقوں میں رہتی ہے ۔اس 70 فیصد آبادی اور شہروں میں رہنے والے 30 فیصد لوگوں کے معیار زندگی میں تین صدیوں کا فرق ہے ۔وہ کچا گھڑا جسے جدید دنیا نے 300 سال پہلے چھوڑ دیا تھا وہ ہمارے 99 فیصد دیہات میں ابھی تک موجود ہے ۔وہ تانگے ، ریڑھے ،بیل گاڑیاں اور اونٹ گاڑیاں جسے ماڈرن ایج نے 17 ویں صدر میں ترک کر دیا تھا وہ ہمارے گاؤں ، دیہات اور گوٹھوں میں اب تک موجود ہیں ۔علاج کا وہ نظام جسے میڈیکل سائنس نے 1610ء میں متروک قرار دے دیا وہ ابھی تک ہماری دیہی زندگی میں قائم دائم ہے ، لہٰذا ہمارے 70 فیصد دیہات کو این جی اوز کی زیادہ ضرورت ہے مگر بدقسمتی ملاحظہ کیجئے کہ 56 ہزار 219 این جی اوز میں سے 78 فیصد تنظیمیں صرف شہروں تک محدود ہیں، دینی تنظیموں میں سے 68ء6 فیصد اداروں نے اپنے سکول شہروں میں قائم کر رکھے ہیں، پرائمری تعلیم کی 92ء3 فیصد این جی اوز ،سیکنڈری تعلیم کے 77ء8 فیصد ،صحت کے 90 فیصد، خوفناک امراض کے 100 فیصد ہسپتال ،کھیلوں کے 83ء5 فیصد، ووکیشنل ،ٹیکنیکل اور سپیشل تعلیم کے 63 فیصد، شہری حقوق کے 84ء1 فیصد، انکم سپورٹ کے 89ء9 فیصد اور سماجی خدمات کے 76ء3 فیصد اداروں کے دفاتر شہروں میں کام کر رہے ہیں ۔ اب دو سوال پیدا ہوتے ہیں جب 54 ہزار 219 اداروں بے 60 لاکھ ارکان ملک میں کام کر رہے ہیں تو پھر ملک میں بہتری کے آثار دکھائی کیوں نہیں دے رہے؟ خود سوچئے اس ملک میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

20 لاکھ 79 ہزار پڑھے لکھے لوگ شہری حقوق اور ایڈووکیٹس کے شعبوں میں کام کرتے ہیں لیکن پاکستان کا شمار دنیا کے ان ممالک میں ہوتا ہے جہاں شہری حقوق کی صورتحال انتہائی ناگفتہ بہ ہے۔ اس کے مقابلے میں پورے امریکہ میں صرف ڈھائی لاکھ لوگ ہیں شہری حقوق کی پاسداری جن کے ذمے ہیں اور امریکہ کا شمار شہری حقوق کے شعبے میں دنیا کے پہلے 12 ممالک میں ہوتا ہے۔ کاروباری و پیشہ وارانہ ایسوسی ایشنز میں 16 لاکھ 3 ہزار ماہرین کام کرتے ہیں جبکہ ان شعبوں میں پاکستان کی یہ پوزیشن ہے کہ پاکستان کی کل برآمدات 8 ارب ڈالر کے برابر ہیں، اتنی مالیت کے برابر تو انڈونیشیا ہر سال کاٹن کی مصنوعات برآمد کر دیتا ہے۔ امریکہ میں اس شعبے میں صرف ایک لاکھ 57 ہزار لوگ کام کرتے ہیں، آپ امریکہ کی معیشت کا سائز دیکھ لیں۔ تعلیم و تحقیق کے شعبے میں پاکستان میں 10 لاکھ لوگ کام کر رہے ہیں، اتنی بڑی فوج کے باوجود پاکستان تعلیم کے شعبے میں 139 ویں نمبر پر ہے۔ امریکہ میں تعلیم و تحقیق کی این جی اوز کی تعداد فقط 8 ہزار ہے اور ان میں صرف 3 لاکھ لوگ کام کرتے ہیں، آپ امریکہ کا تعلیمی معیار ملاحظہ کر لیجئے۔ ہاؤسنگ اینڈ ڈویلپمنٹ میں این جی اوز کے ساڑھے چار لاکھ لوگ کام کرتے ہیں اس کے باوجود پاکستان کا شمار دنیا کے ان ممالک میں ہوتا ہے جن میں ایک ایک کمرے میں 6 سے 8 لوگ رہتے ہیں، ملک کے 2 کروڑ لوگوں کے پاس اپنا گھر نہیں ہے۔ ہاؤسنگ سکیمیں آج تک کوئی حتمی چارٹر نہیں بنا سکیں اور کوآپریٹو سوسائٹیاں پاکستان کا سب سے بڑا اسکینڈل ہیں۔

سماجی خدمات کے شعبے میں تین لاکھ کارکن کام کرتے ہیں لیکن ان خدمات کا یہ عالم ہے کہ پاکستان کا شمار دنیا کے گندے ترین ممالک میں ہوتا ہے۔ آج بھی پاکستان میں زچگیوں کے دوران مرنے والی خواتین کی تعداد دنیا میں سب سے زیادہ ہے۔ صحت کے شعبے میں 3 لاکھ رضا کار کام کر رہے ہیں لیکن پاکستان میں ڈسپرین تک ہر جگہ بسہولت دستیاب نہیں۔ آج بھی پاکستان کے 65 فیصد لوگوں کی ہسپتال اور ڈاکٹر تک رسائی نہیں۔ ثقافت اور تفریح کی ترویج کیلئے سوا لاکھ لوگ کام کر رہے ہیں لیکن پاکستان تفریح کی سہولتوں میں 121 ویں نمبر پر ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے آپ ان این جی اوز کی کارکردگی کا اندازہ لگا سکتے ہیں ۔ دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ ادارے پاکستان میں فعال کردار ادا کرنے میں ناکام رہے ہیں تو پھر یہ قائم کیوں ہیں؟ یہ اپنی دکان بند کیوں نہیں کر دیتے؟ یہ حقیقت بھی بڑی دلچسپ ہے۔ بنیادی طور پر کام کرنا ان اداروں کے دستور میں شامل نہیں، یہ ادارے بنیادی طور پر ملٹی نیشنل کمپنیوں کے ایجنٹ ہیں، ان کا کام تعمیر نہیں تخریب ہے، ان اداروں نے ملک کو کیا کیا نقصان پہنچایا؟ یہ ادارے اور ان کے پیچھے چھپی ملٹی نیشنل کمپنیاں اس ملک کے عوام کو کس کس طرح خوراک کے ایک ایک دانے کیلئے ترسا رہی ہیں؟ انہوں نے کس کس طرح درد کی ایک ایک گولی کو بلیک میلنگ کا ذریعہ بنایا؟ ان تمام سوالوں کا جواب حل طلب ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

این جی اوز کے اہداف

بیسویں صدی کی آخری دہائیوں میں غیر حکومتی تنظیموں کا ظہور اجتماعات تاریخ کا اہم ترین واقعہ ہے۔ تجزیہ نگاروں نے اسے قومی حکومتوں کے قیام کی سطح کا واقعہ قرار دیا۔ اس سیاق وسباق میں دو سوالات ذہن میں اٹھتے ہیں ۔ اولاً این جی اوز کا ظہور اور ان کا پھیلاؤ قومی سلطنتوں کی سیکولر ماہیت پر کیا اثرات مرتب ہوئے ہیں یا ہو رہے ہیں۔ آیا قومی سلطنتوں میں سیکولرازم بڑھا ہے یا کم ہوا ہے۔ دوئم آیا ان تنظیمات کے نتیجے میں قومی سلطنتیں عالمگیر شکل اختیار کرتی جا رہی ہیں یا اس کے برعکس ریاست کی حد بندیاں زیادہ مضبوط ہوئی ہیں۔ اس سوال کا براہ راست تعلق قومی سلطنتوں کے وجود سے ہے۔ دوسرے الفاظ میں کیا قومی حکومتیں ان تنظیمات کے نتیجے میں ختم ہو رہی ہیں اور ہم عالمگیریت اور گلوبلائزیشن کے کسی نئے دور میں داخل ہو رہے ہیں ۔ ان سوالات کا جواب این جی اوز کی ماہیت میں ہے، نیز ریاست، معاشرے اور بین الاقوامی استعمار سے ان کے نظریاتی تعلق میں پوشیدہ ہے ۔ یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ اسلامی معاشرے اور اسلامی تحریکوں سے ان کی وابستگی کہاں تک ہے۔

این جی اوز کی ماہیت

ان تنظیموں کی غیر نمائندہ حیثیت ان کو ان حکومتی اداروں سے ممیز کرتی ہے جو عوام کو مادی مفادات کیلئے متحرک تو کر سکتے ہیں لیکن وہ ان نمائندہ تنظیمات کے برعکس ہوتے ہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ حکومت عوام منتخب کرتی ہے اور وہ عوام کو جوابدہ ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس غیر حکومتی تنظیمیں فقط عطیات فراہم کرنے والے اداروں اور افراد کو جوابدہ ہوتی ہیں۔ دوسرے مادی مفادات کی طرف ان کی دعوت انہیں مذہبی نظریات سے ممیز کرتی ہے جبکہ الہامی مذہب محبت، انسانی اقدار کا تقدس دینے، اس کے برعکس مغربی سوچ مادی مفادات کو سامنے رکھتے ہوئے معاشرتی و ریاستی صف بندی کرتی ہے۔ اس لحاظ سے بدیہی طور پر غیر حکومتی تنظیمات کا مقصد ہمارے معاشرے کو مغربانہ اور لادینی بنانا ہے، اس لحاظ سے دیکھا جائے تو اس بات میں کوئی شک نہیں کہ غیر حکومتی تنظیمیں ہمارے معاشرے کو لادینی بنانے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ تیسرا یہ کہ ان تنظیمات کی عوام کو متحرک کرنے کی کوششیں انہیں دوسرے نجی اور غیر نجی سیکولر اور لبرل اداروں کو جدا کرتی ہے جو عام اغراض اور مفادات کو عمومیت دینے کا کہتے ہیں لیکن درحقیقت وہ انہیں سیکولر لبرل تحقیقی اداروں کی طرف راغب کرتے ہیں یعنی غیر حکومتی تنظیموں کا مقصد مغربی نظریے کا فروغ ہے۔

این جی اوز اور معاشرہ

غیر حکومتی تنظیمیں اس کوشش میں مصروف ہیں کہ روائتی اداروں کو مغربی معاشرے میں بدل دیا جائے یعنی سول سوسائٹی مذہبی معاشرے کی عین ضد ہے۔ سول سوسائٹی کے خدوخال کی وضاحت اور خصوصیات کو سمجھنے کیلئے مذہبی معاشروں کو سمجھنا ضروری ہے۔ مذہبی معاشرہ کی بنیاد محبت، اخوت، رواداری اور قربانی پر ہوتی ہے۔ افراد کا آپس میں تعلق بنا کسی غرض اور خواہش پر ہوتا ہے جبکہ غیر حکومتی تنظیمیں اس بات پر مصر ہیں کہ افراد کو مخصوص مفادات کے پیچھے بھگا کر اسلامی معاشرے کو تباہ و برباد کر دیا جائے تاکہ ہر فرد تنہا ہو کر مغربی افراد کیلئے تر نوالہ ہو جائے۔

این جی اوز اور اسلامی معاشرے، جیسا کہ اوپر بھی بتایا گیا ہے کہ اسلامی معاشرے کی خصوصیت محبت و رواداری ہے جو رسوم و رواج کی حیثیت سے عوام میں سرایت کر گئی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غیر حکومتی تنظیموں کا مقصد ہمارے معاشرے میں پنپنے والی ان روایات کے حامل اداروں کو تباہ کرنا ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام محبت کی اکائی خاندان کو سرے سے ہی پسند نہیں کرتا۔ معاشرتی سوچ کو تبدیل کرنے کیلئے سکولوں کا قیام نکاسی آب کی بہتری وغیرہ جیسے عملی کام جو انسانی زندگی کی بنیاد ہیں، شروع کئے جاتے ہیں۔ اس طرح معاشرے میں سرایت کر کے حقوق و مفادات کے نظریے کو عام بنا کر لوگوں کی سوچ کو مفاد پرستانہ بنانا بھی این جی اوز کی ایک خوبی ہے۔ خاندان کے بعد این جی اوز کا دوسرا حصہ بازار ہے۔ معاشی کمزوریوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے این جی اوز چھوٹے پیمانے پر قرضہ فراہم کرتی ہیں۔ عام آدمی کو سود کے جال میں آسانی سے پھنسا لیتی ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

این جی اوز اور ریاست

ریاست جائز طاقتوں کا وہ نظام ہے جس کی بنیاد جبر کے جائز استعمال پر ہوتی ہے۔ ریاست کے جواز کو برقرار رکھنے کیلئے ضروری ہے کہ وہ قوت کے استعمال اور اپنے فرائض کی بجا آوری میں اپنی اجارہ داری قائم رکھے۔ یہی وجہ ہے کہ جب غیر حکومتی تنظیمیں اپنے ذمہ وہ امور لیتی ہیں جو درحقیقت حکومت اور خاص طور پر مقامی حکومت کے فرائض منصبی ہیں تو لامحالہ ریاست اور ان غیر حکومتی تنظیمات کے درمیان تعلق شروع سے ہی اپنی ماہیت کے اعتبار سے معاندانہ ہوتا ہے۔ تیسری دنیا میں حکومت کی کارکردگی کی ناکامی تنظیموں کی اصل بنیاد ہے۔ عالمی استعماران تنظیموں کے باعث حکومتی کنٹرول اپنے ہاتھ میں لینا چاہتا ہے۔ مرکزی ریاست کو سطحی مسائل اور ہسپتال کی سیاست میں الجھا کر Devolution Decentarlization جیسے منصوبوں سے مرکزی حکومتوں کو کمزور کر رہا ہے تاکہ حکومتوں کا ارتکاز بلدیاتی سطحوں پر منتقل ہو جائے اور اہم مسائل پس پشت چلے جائیں۔ مسلم ریاستوں کو کمزور کرنے کی دو وجوہات ہیں۔

1۔ منتخب نمائندے جو عوام کے خوف سے کام نہ کر سکیں، وہ این جی اوز کے ذریعے با آسانی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کروایا جاسکے۔

2۔ مسلم حکومتوں کے نمائندے خواہ کتنے ہی لبرل ہوں، خواہ وہ ترکی کی طرز کی ریاست کیوں نہ ہو، بہرحال مسلم تشخص اور اسلامی اقدار سے محبت کرتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ مسلمان حکومت استعمار کی پالیسی پر 100 فیصد عمل نہیں کرتی۔

این جی اوز اور استعمار

عالمی استعمار کا بنیادی ہدف یہ ہے کہ سرمایہ کاری کو ساری دنیا میں عام کردیا جائے۔ سرمایہ داری کے عمومی غلبہ کیلئے ضروری ہے کہ سرمایہ کی گردش اور بڑھوتری کی راہ میں کوئی رکاوٹ حائل نہ ہو۔ سرمایہ داری کو عمومی غلبہ اس وقت حاصل ہوتا ہے جب حرص و حسد معاشرے میں عام ہوں۔ سرمایہ داری حرص کی عالمگیریت کا دوسرا نام ہے۔ حرص و حسد یعنی سرمایہ داری کی راہ میں تین رکاوٹیں ہیں۔

1۔ اسلامی شخصیت جو محبت نہ کہ حرص و حسد کی پیکر ہوتی ہے، اسلامی اخلاقیات حرص و حسد اور سرمایہ دار کی موت ہے۔

2۔ اسلامی ریاست جو کہ وفا، محبت، شہادت، قربانی و جہاد کی علمبردار ہے۔

انیسویں صدی میں استعمار نے خلافت عثمانیہ کو ختم کرکے اور قومی سلطنتوں کو پروان چڑھا کر اس راہ میں پہلا قدم اٹھایا۔ مسلمانوں کی قومی حکومتوں کا قیام مسلمانوں کو حرص و حسد کی راہ پر چلانے کا منصوبہ تھا تاکہ جہاد اور مغربیت کے خلاف مزاحمت ختم ہوجائے اور حقیقی معنوں میں یک قطبی دنیا قائم ہوجائے اور اسلام کو کمزور بنادیا جائے۔

☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عاصمہ جہانگیر۔ایک تعارف

پاکستان میں انسانی حقوق اور آزادی نسواں کے حوالے سے عاصمہ جہانگیر کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں، ظلم وتشدد، انسانی حقوق کی بقا، عزت نفس کے تحفظ، استحصال و ناانصافی کے خلاف عاصمہ بڑی جرأت اور بے جگری سے برسرپیکار ہیں۔اس جرأت و بے جگری کا سہرا عاصمہ کے خاندان کو بھی جاتا ہے۔عاصمہ نے 27 جنوری 1952ء کو ایک سیاسی خاندان میں آنکھ کھولی۔عاصمہ کی پرورش ہی ناانصافی کے خلاف آواز بلند کرتے ہوئے ماحول میں ہوئی۔ عاصمہ کے والد کئی مرتبہ ظلم وناانصافی کے خلاف لڑتے ہوئے جیلوں میں بند ہوئے، خاص طور پر مشرقی پاکستان (بنگلہ دیش) میں نسلی قتل پر فوج کے خلاف آواز بلند کرتے ہوئے انہیں لمبے عرصے تک قید کر دیا گیا۔عاصمہ کی والدہ بھی نہایت سرگرم خاتون تھیں۔انہوں نے اس دور میں مخلوط تعلیم پائی جب لڑکیوں کا تعلیم حاصل کرنا معیوب سمجھا جاتا تھا۔انہوں نے روائتی نظام سے لڑتے ہوئے اس وقت اپنا کپڑے کا کارخانہ لگایا جب ان کے خاوند جیل میں بند تھے اور سزا کے طور پر ان کی تمام زمینیں ضبط کر لی گئی تھیں۔اس فطری ماحول میں عاصمہ کا انصاف اور معاشرتی حقوق کیلئے لڑنا غیر معمولی نہ تھا۔پچھلی دو دہائیوں سے حقوق نسواں، انسانی حقوق اور امن کے قیام کی تحریکوں میں پیش پیش رہی ہیں۔عاصمہ اپنی سیاسی بصیرت اور جرأت کے حوالے سے پہچانی جاتی رہی ہیں۔1969ء میں جب ایوب خان کی فوجی حکومت کے خلاف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طلباء کے احتجاجی مظاہرے جاری تھے تو عاصمہ پیش پیش تھیں ۔ نہایت جرأت و بے خوفی سے کام لیتے ہوئے جانی خطرہ مول لیا اور گورنر ہاؤس کا گیٹ پھلانگ کر وہاں سیاہ جھنڈا گاڑ دیا۔ ایک اور خطرہ مول لیتے ہوئے انہوں نے اپنے والد کی رہائی کیلئے حکومت پر خوف و ہراس پھیلانے کا دعویٰ دائر کیا۔ غیر متوقع طور پر عدالت نے عاصمہ کے والد کو رہا کرتے ہوئے فوجی حکومت کو غیر آئینی ثابت کر دیا اور یوں یہ کیس پاکستان کا تاریخ ساز کیس ثابت ہوا۔ یہ عاصمہ کی ابتدائی کامیابیاں تھیں ۔ عاصمہ نے ابتدائی تعلیم 1968ء میں Convemt of Jesus & Mary سے مکمل کی اور 1968ء میں کنیئرڈ کالج لاہور سے گریجوایشن کی ڈگری حاصل کی ۔ 1978ء میں پنجاب یونیورسٹی لاء کالج سے قانون کی ڈگری حاصل کی ۔ 1980ء میں حقوق نسواں اور تحفظ نسواں کی تحریکوں کا آغاز کیا اور 1981ء میں اپنی بہن حنا جیلانی کے تعاون سے پہلی آل ویمنز لاء فرم قائم کی ۔ دونوں بہنیں ویمنز ایکشن فورم WAF کی بانیوں میں شامل ہیں جو کہ پاکستان میں حدود آرڈیننس اور علاقائی قوانین کے خلاف ایک مضبوط پریشر گروپ ہے۔ 1982ء میں ہائیکورٹ کی ایڈووکیٹ بننے کے بعد تنظیم کی طرف سے کئی گھریلو ناچاقی ، بنیاد پرستی ، جاگیرداری ، تشدد اور عزت کے نام پر قتل کے کیس کامیابی سے لڑے۔ 1985-87ء کے دوران عاصمہ نے کامیابیوں کی کئی منازل طے کیں۔ اپنی بہن حنا جیلانی کے ساتھ مل کر پاکستان میں پہلی ڈونر ایجنسی (AGHS) قائم کی۔ اسی سال عاصمہ نے پاکستان ہیومن رائٹ کمیشن (HRCP's) قائم کی اور اس کی سیکرٹری جنرل بنیں۔ بعد ازاں چیئر پرسن کے عہدے پر فائز ہوگئیں ۔ اسی عرصے میں پنجاب بار کونسل کی ایگزیکٹو باڈی میں شامل رہیں۔ بین الاقوامی سطح پر بھی بہت سے مناصب پر فائز رہیں۔ 1985-87ء کے دوران سڈنی آسٹریلیا کی تنظیم لاء ایشیاء کی کونسل ممبر رہیں۔ اسی دوران عاصمہ نے انٹرنیشنل ویمن لائرز کانفرنس کو کوآرڈینیٹ کیا۔ 1986-88ء تک سوئٹزرلینڈ میں Defence of Children International کی وائس چیئر پرسن بھی رہیں ۔ ایشیاء پیسفک فورم برائے خواتین کی کمیٹی ممبر بنیں۔ انٹرنیشنل سنٹر ہیومن رائٹس اینڈ ڈیموکریٹک ڈویلپمنٹ کینیڈا کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈائریکٹر 1990ء رہیں ۔ ملک غلام جیلانی فاؤنڈیشن کے ٹرسٹیز میں شامل ہیں، لندن میں کامن ویلتھ لائرز ایسوسی ایشن (Common wealth lawyer's Assosiation) کی ممبر بھی رہیں ۔ 1998ء میں اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کوفی عنان نے عاصمہ جہانگیر کو ماورائے عدالت ہیومن رائٹ کمیشن میں خصوصی حیثیت سے نامزد کیا ۔اس تقرری تک عاصمہ البانیہ، سابق یوگوسلاویہ، سکدونیا، میکسیکو، مشرقی تیمور، نیپال، ترکی اور ہنڈرس میں حکومتی سطح پر انسانی حقوق کی بحالی اور معاشرتی صورتحال کو بہتر بنانے کیلئے کام کیا۔

عاصمہ نے کئی کیس عام لوگوں کے بنیادی حقوق حاصل کرنے کیلئے لڑے، جس میں اہم ترین بھٹہ مزدوروں کا کیس تھا جو کہ انتہائی کم مزدوری پر کام کرنے کیلئے مجبور ہیں ۔ عاصمہ نے بہت جرأت سے کیس لڑتے ہوئے عدالت سے بیگار پر کام کرنے والوں کے حقوق طلب کیئے اور پارلیمنٹ سے قانون منظور کروایا۔ عاصمہ جیلوں میں بند عورتوں اور ان کے بچوں کیلئے لڑیں ۔انصاف حاصل کرنے کی اس کوشش میں انہیں حکومت کے ساتھ مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ یہاں تک کہ 1995ء میں عاصمہ اور ان کے خاندان کو انتہاء پسندی کے نام پر قتل کرنے کی کوشش کی گئی ۔ عاصمہ دو کتابوں کی مصنفہ ہیں جو Divine sanction? the hadood Ordinance اور Children of lesser God کے نام سے منظر عام پر آئی ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ Bounded labour, Childlabour and slavery)، The Independence of Judicary & Lawyers، Women movement in Pakistan جیسے اہم مقالات بھی تحریر کر چکی ہیں ۔ عاصمہ Kingston University اور Swiss University سے ڈاکٹریٹ ان لاء کی اعزازی ڈگری حاصل کر چکی ہیں ۔ عاصمہ کئی قومی اور بین الاقوامی ایوارڈز حاصل کر چکی ہیں ۔ عاصمہ 16 کے قریب قومی ایوارڈز حاصل کر چکی ہیں، جن میں صدر پاکستان کی طرف 1995ء میں ستارہ امتیاز حاصل کیا۔ انسانی حقوق کی بحالی اور حصول کی کوششوں کا اعتراف کرتے ہوئے عاصمہ کو Ramon Magsaysay

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

American Bar ،AwarD، Martin Ennals Award 1995 Assosiation Insternational Human Rights Award International Human Rights Award،1992 دیئے گئے۔ کامیابیوں اور قربانیوں کا یہ سفر آج تک جاری ہے۔

معاشرتی مسائل عاصمہ جہانگیر کی نظر میں

پاکستان میں جمہوری اقدار کیوں پست ہیں؟ خواتین کو معاشرے میں بہتر مقام کیوں نہیں دیا جا رہا؟ لاقانونیت کا خاتمہ کیونکر ممکن ہوگا؟ بیگار کیوں؟ انسانی حقوق کی پامالی کب ختم ہوگی؟ این جی اوز معاشرتی فلاح و بہبود کیلئے کیا فعال کام سرانجام دے رہی ہیں؟ وہ اہم موضوعات ہیں جو عاصمہ جہانگیر کی زندگی کے اردگرد گھومتے ہیں، وہ ان کے بارے میں کس طرح سوچتی ہیں، ایک جائزہ لیتے ہیں۔ عاصمہ کا کہنا ہے کہ پاکستان میں انسانی حقوق کا شعور این جی اوز کی کوششوں سے اجاگر ہوا ہے لیکن 5 دہائیاں گزر جانے کے بعد بھی پاکستان میں انسانی حقوق کی روایات مستحکم نہیں ہوسکیں، تاہم اب لوگ سیاسی مسائل کے بارے میں آگاہ ہو چکے ہیں۔ اب عام فرد بھی سیاسی اداروں کی غیر تسلی بخش کارکردگی، لیڈر شپ کی کمزوری، جمہوریت کی ناکامی کی وجوہات جاننا چاہتا ہے اور عام آدمی میں یہ شعور صرف سماجی تنظیموں کی کوششوں کے باعث پیدا ہوا ہے۔ گو کہ ہم سویڈن یا ناروے سے مقابلہ نہیں کر سکتے مگر اطراف کے ممالک کے برعکس ہمارے شہری اپنے حقوق سے آگاہ ہیں۔ میری نظر میں پاکستانی انڈین سے زیادہ انسانی حقوق کے بارے میں شعور رکھتے ہیں۔ پاکستانی بہ حیثیت قوم ہندوستانیوں سے زیادہ باشعور ہیں، فرق صرف یہ ہے کہ ہندوستان میں اداروں کے استحکام پر زیادہ توجہ دی گئی ہے اور ہمارے ہاں سرے سے اس طرف توجہ ہی نہیں دی گئی حالانکہ اداروں کی مضبوطی و استحکام ہی جمہوریت کا فروغ ہے۔ یعنی عام شہری کے مسائل کو سنا جائے اور انہیں حل کیا جائے۔ پاکستان میں اب سیاست منفی رجحانات کے طرف مائل ہوگئی ہے۔ پہلے سخت سے سخت مارشل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لاء میں تشدد ضرور ہوا مگر کسی کارکن کی ماں بہن یا بیٹی کو ہاتھ نہیں لگایا گیا۔ لوگوں کی طرح ضیاء الحق کے دور میں ہماری جائیدادیں بھی ضبط کی گئیں مگر مجھے یا میری والدہ کو بھی کوئی خطرہ محسوس نہ ہوا۔ اب سیاسی مسائل ذاتیات پر حملہ کرنا شروع ہو گئے ہیں۔ پاکستان کی بقاء کیلئے عاصمہ کے نزدیک حکومتی وقانونی اداروں کا استحکام ضروری ہے۔ وہ پاکستان کے انتشار کی وجہ لاقانونیت کو گردانتی ہیں یعنی قانون کی تعظیم نہ ہو تو پرسکون معاشرے کا وجود ناممکن ہے۔ پاکستان کی ترقی کو سب سے بڑا چیلنج یہی درپیش ہے۔ ہمارے ہاں بہت سے عناصر ایسے ہیں جنہیں حکومت کی پشت پناہی حاصل ہے اور وہ اپنے مفادات کیلئے انتشار پھیلاتے رہتے ہیں اور یوں ملک میں انارکی کا پھیلانا لازمی بات ہے۔ کراچی میں جن دنوں ماورائے عدالت قتل ہو رہے تھے تو ہم نے آواز بلند کی مگر اس کے بدلے ہم لوگوں کو جیلیں کاٹنا پڑیں۔ پاکستان میں کبھی جمہوری اقدار کو پنپنے ہی نہیں دیا گیا اور مارشل لاء حکومت میں انسانی حقوق کی کوئی وقعت نہیں ہوتی۔ پاکستان میں انسانی حقوق کی پامالی کی وجہ جاگیرداری نظام ہے جو کہ عوام سے بیگار پر کام لیتے ہیں۔ ہمارے لئے بھی جاگیرداروں نے بڑی رکاوٹیں کھڑی کی ہیں کیونکہ وہ جمہوری حکومت میں بھی سیاسی تعلقات استعمال کر لیتے ہیں۔ یہ تشدد و بیگار صرف سندھی ہاریوں اور کسانوں تک محدود نہیں، عام اینٹوں کے بھٹے پر بھی بیگار پر کام کروایا جا رہا ہے۔ اندرون سندھ کے لوگ ہماری تحریک پر خوش تھے، اگرچہ ہم انہیں معاشی طور پر مضبوط نہ کر سکے مگر وہ اپنی رہائی پر خوش تھے۔ پنجاب اوکاڑہ کو ہی دیکھ لیں، وہاں کی زمین سے فوج یا دفاعی وزارت کا کوئی تعلق نہیں، بنیادی طور پر یہ پنجاب حکومت کے کنٹرول میں آتی ہے لیکن حکومتی پالیسیاں ہی عوام کو نقصان پہنچا رہی ہیں۔ پنجاب میں بھٹہ مزدوروں کے ساتھ انتہائی غلط سلوک ہو رہا ہے۔ بیگار پر پورا پورا خاندان دن رات مزدوری پر جتا ہے لیکن ان کی آواز سننے والا کوئی نہیں۔ ہماری تنظیم اس کیلئے جنگ لڑی ہے اور ہم پارلیمنٹ سے قانون پاس کروانے میں کامیاب بھی ہوئے ہیں۔ پاکستان میں تنظیموں کی کارکردگی کے بارے میں عاصمہ کا کہنا ہے کہ تنظیموں کے کام کے باعث عوام باشعور ہو چکے ہیں لیکن تنظیمیں نہ تو حکومت بدل سکتی ہیں نہ ریاست کو تبدیل کر سکتی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں ۔ یہ کام سیاسی اداروں کا ہے کہ وہ اداروں کی بالادستی کو لازم بنائیں ۔ تنظیموں نے مستقل مزاجی سے کام کرتے ہوئے عوام میں شعور پیدا کر دیا ہے کہ وہ حکومت سے اپنے حقوق کا مطالبہ کریں ۔ سماجی تنظیموں کے بارے میں لوگوں کی رائے چند ایک تنظیموں کے باعث ہے جو سیاسی بنیادوں پر کام کر رہی ہیں اور چند خواتین کو سلائی مشینیں دے کر سمجھتی ہیں کہ وہ حقوق نسواں کی علمبردار ہیں ۔ HRCP کے متعلق عاصمہ کا کہنا ہے کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ HRCP ڈونر ایجنسیوں کی پالیسیز پر عمل کرتی ہے جبکہ یہ غلط ہے ۔ HRCP کا اپنا ایک آزاد ادارہ ہے جو کہ جمہوری اقدار کی پاسداری کرتا ہے، اب تک HRCP نے انسانی حقوق کی بقاء کیلئے اہم کام کئے ہیں ۔ ضیاء الحق کے دور میں افغانستان کے خلاف امریکہ کی مدد کرنے پر سخت احتجاج کئے اور اب بھی HRCP امریکہ کی جنگی پالیسیز پر شدید تنقید کر رہا ہے ۔ خواتین کے مقام اور ذمہ داریوں کے بارے میں عاصمہ کا کہنا ہے کہ موجودہ دور میں عورت کو زیادہ احترام، تعلیم اور معاشی خودمختاری چاہیے کیونکہ عورت ایک نسل کو پرورش و تربیت کرنے کی ذمہ دار ہے ۔ گھریلو احترام سے ہی بچہ اپنی ماں، بہن اور پھر باہر کی عورت کا احترام کرے گا ۔ اگر بچہ یہ دیکھ رہا ہے کہ ماں کو گھر میں کوئی مقام یا حیثیت نہیں دی گئی ہے تو وہ کبھی اس کی بات پر عمل نہیں کرے گا ۔ اس کے ساتھ اس کی جدید تعلیم صحت کی سہولیات بھی ضروری ہے ۔ صحت کے حوالے سے عالمی رپورٹ کے مطابق پاکستانی عورت جنوبی ایشیاء کی باقی عورتوں سے ہر لحاظ سے پیچھے ہے ۔ معاشی جدوجہد میں عورتیں شریک تو ہیں لیکن اس کا معاوضہ بہت کم ہے، اسے قانونی تحفظ بہت کم ملتا ہے اور جو تحفظات حاصل ہیں وہ ملتے نہیں ہیں ۔ حاملہ خواتین یا دوران زچگی خواتین کی شرح اموات سب سے زیادہ ہے ۔ یہاں کی عورتوں پر باقی دنیا کی عورتوں سے زیادہ تشدد ہوتا ہے ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہماری عورت میں جدوجہد، صبر، برداشت کا جو مادہ ہے وہ دنیا کی کسی عورت میں نہیں ۔ تمام تر نامساعد حالات کے باوجود پاکستان میں خواتین اپنا وجود منوا چکی ہیں ۔

☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متنازع ترین این جی اوز اور عاصمہ جہانگیر

کہا جاتا ہے کہ عاصمہ جہانگیر ملک دشمن اور اسلام دشمن ہیں، یہ قادیانی لابی سے مل کر اسلام اور پاکستان کے خلاف کام کر رہی ہیں۔ یہ ہیومن رائٹس کمیشن کی آڑ میں پاکستان کو بدنام کر رہی ہیں اور وومن رائٹس کی آڑ میں مسلمان عورتوں کو اپنے مذہب اور معاشرتی اقدار سے باغی بنا رہی ہیں۔ یہ مغرب کی طرز پر فری سوسائٹی کیلئے کوشاں ہیں۔ عاصمہ جہانگیر اور حنا جیلانی اسلام کی تضحیک کرتی ہیں۔ اسلامی شعائر کا مذاق اڑاتی ہیں اور اسلامی سزاؤں کو وحشیانہ اور ظالمانہ قرار دے کر انہیں ختم کرنے کیلئے کوشاں ہیں۔ یہ لابی غیر ملکی ایجنٹ ہے، انسانی حقوق کے پلیٹ فارم کی آڑ میں قومی راز بھی آؤٹ کرتے ہیں اور سالانہ کروڑوں ڈالرز فنڈ لیتے ہیں۔ ان کا ادارہ دستک قابل اعتراض سرگرمیوں کا مرکز ہے، جہاں لڑکیوں کو اپنے آشناؤں سے ملنے کی ترغیب دی جاتی ہے اور ان کے پیچھے عیسائیوں اور قادیانیوں کی مضبوط لابی ہے اور انہیں امریکہ کی سرپرستی حاصل ہے۔ اس لابی کے بااثر افراد امریکہ، برطانیہ اور بھارت کیلئے کام کرتے ہیں۔ حکومت کو گرانے اور امور مملکت میں مداخلت کا کام بھی کرتے ہیں۔ —

ایسے ہی کئی سنگین الزامات ہیں جو عاصمہ جہانگیر اور اس کے گروپ پر لگائے جاتے ہیں۔ یہ الزام تقریباً سیاسی جماعتوں، مذہبی جماعتوں اور اہم تنظیموں کے نمایاں افراد لگاتے رہتے ہیں۔ اخبارات کے کالموں، خبروں، تجزیوں اور اداریوں میں اس لابی کو سخت تنقید کا نشانہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنایا جاتا ہے۔ ایسی ہی این جی اوز کے بارے میں روزنامہ نوائے وقت 11 مئی 1999ء کی اشاعت میں اپنے اداریئے میں تحریر کرتا ہے کہ" خواتین کے حقوق کی حفاظت کرنے والی متعدد این جی اوز ہمارے معاشرتی ڈھانچے کو ختم کرنے میں مصروف ہیں۔ آزادی نسواں کے نام پر بے حیائی، فحاشی اور لہولعب پھیلانے کے علاوہ شادی جیسے مقدس فرض کو مجروح اور قرآن وسنت کے مطابق طے شدہ شعائر اسلامی کے خلاف راہ ہموار کر رہی ہیں اور اب عالم یہ ہے کہ ان میں سے بعض این جی اوز سیاسی خطوط پر بھی کام کر رہی ہیں۔ اور وہ قومی اہمیت کے کارناموں پر منفی بیان بازی میں بھی شمولیت رکھتی ہیں۔ یہ ادارے بیرون ملک قائم ہیڈ کوارٹرز کو اپنے ملک کے قیمتی راز اور معلومات فراہم کرتے ہیں۔ ہمیں یہ بات ہرگز نہیں بھولنی چاہیے کہ ہمارا معاشرہ اسلامی معاشرہ ہے۔ سیکولر نہیں، اس لئے یہاں ان اقدامات سے گریز کیا جانا چاہیے جو اسلامی شعائر کے منافی ہیں۔"

کیا مذکورہ تمام الزامات من وعن حقیقت پر مبنی ہیں؟ کیا ان الزامات کو بغیر دیکھے بغیر جانچے اور ان کا جائزہ لئے بغیر دہرایا جائے اور زیر نظر سطور میں بھی عاصمہ جہانگیر کو ملک دشمن اور اسلام دشمن قرار دے دیا جائے۔ ایک اہم قومی اعزاز ستارہ امتیاز سمیت 16 سے زائد قومی اعزازات حاصل کرنے والی عاصمہ جہانگیر ملک دشمن، اسلام دشمن یا غیر ملکی ایجنٹ کیسے ہو سکتی ہے؟ عاصمہ جہانگیر کے بارے میں، میں اور میرے جیسے درجنوں الزامات لگانے والے تو سب کچھ جانتے ہیں مگر کیا حکومت، قومی ادارے، حساس ادارے اور خفیہ ادارے ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔۔۔؟

ان تمام سوالات کے جواب تلاش کرنے کیلئے میں نے ہر ممکن کوشش کی۔ ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان سے وابستہ کئی افراد سے ملاقاتیں کیں۔ عاصمہ جہانگیر اور حنا جیلانی کے ادارے اے جی ایچ ایس لیگل ایڈ سیل کے سسٹم کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ اس ادارے میں کام کرنے والوں سے ملتا رہا۔ دستک کے معاملات کو بھی جاننے کی کوشش کی۔ عاصمہ جہانگیر سے وابستہ بعض ایسے افراد کی سرگرمیوں کو بھی دیکھا جو اگرچہ عاصمہ کے اداروں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے تو وابستہ نہیں مگر ان کا شمار اسی لابی میں ہوتا ہے۔ اسی اسائنمنٹ کے سلسلے میں نواز شریف کے آخری دور حکومت میں سوشل ویلفیئر اور بیت المال کے صوبائی وزیر پیر بنیامین رضوی، حنا جیلانی اور معروف ایڈووکیٹ اسماعیل قریشی کی گفتگو بھی ریکارڈ کی۔ عاصمہ جہانگیر سے میں کئی سوالات کے جواب حاصل کرنا چاہتا تھا، مگر 6 ماہ کی کوششوں کے باوجود انٹرویو کیلئے ان سے وقت نہ مل سکا اور حنا جیلانی بھی اس وقت انٹرویو دینے کیلئے تیار ہوئیں جب میں نے انہیں بتایا کہ سابق صوبائی وزیر نے آپ اور آپ کے ادارے پر سنگین الزامات عائد کئے ہیں اور میں ان کی حقیقت جاننا چاہتا ہوں۔

عاصمہ جہانگیر کے شوہر جہانگیر کا تعلق عاصمہ جہانگیر کے کسی ادارے سے نہیں ہے ، تاہم ان پر بعض ایسے الزامات ہیں جو قومی و بین الاقوامی پریس میں شائع ہوئے تھے۔ عاصمہ جہانگیر اس وقت بھی اپنی پہچان رکھتی تھیں جب AGHS, HRCP اور دستک کا قیام عمل میں نہیں لایا گیا تھا۔ وہ معروف ایڈووکیٹ تھیں، کئی مقامی و بین الاقوامی تنظیموں سے وابستہ تھیں مگر اتنی زیادہ متنازعہ نہیں تھیں لیکن اب تو ان کے کریڈٹ پر ایسے ایسے کارنامے ہیں کہ جان ہتھیلی پر رکھ کر پھر رہی ہیں۔ بہر صورت اپنے طور پر ایک بہادر اور مضبوط اعصاب کی خاتون ہیں۔

جولائی 1984ء کا واقعہ ہے۔ اسلام آباد میں ایک سیمینار ہو رہا تھا، جس میں مذہبی و سیاسی شخصیات بھی شریک تھیں۔ اگلے روز اخبارات میں شائع ہونے والی ان خبروں نے کراچی سے لے کر خیبر تک تمام مسلمانوں کے جذبات کو مشتعل کر دیا، جن میں واقعہ کو اس انداز میں رپورٹ کیا گیا تھا کہ سیمینار سے خطاب کے دوران عاصمہ جہانگیر نے آنحضور کی شان میں گستاخانہ الفاظ استعمال کئے تھے، جس سے وہاں موجود حاضرین مشتعل ہو گئے۔ کئی افراد نے عاصمہ کو سزا دینے کیلئے پکڑنے کی کوشش کی لیکن تقریب کے میزبان عاصمہ جہانگیر کو وہاں سے بحفاظت نکالنے میں کامیاب ہو گئے۔ اس واقع سے عاصمہ جہانگیر متنازع ہو گئیں لیکن انہیں مخصوص حلقوں میں کافی پذیرائی ملی۔ عیسائی و قادیانی حلقوں نے عاصمہ کو ہاتھوں ہاتھ لیا۔ یہاں سے توہین رسالت کے قانون کی بنیاد پڑی اور پھر دنیا بھر کے میڈیا میں یہ ایشو طویل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرصے تک زیر بحث رہا۔ الزام لگانے والے اس واقعہ کو منصوبے کا حصہ قرار دیتے ہیں، جس کے تحت عاصمہ جہانگیر نے ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان کی بنیاد رکھی تھی۔ اس کے مقاصد اقلیتوں خصوصاً قادیانیوں کو تحفظ فراہم کرنا تھا اور پاکستان میں اسلام کی بنیاد پرستی کی جڑوں کو پہلے ہلانا اور پھر اکھاڑنا تھا۔ اسلامی سزاؤں کو تبدیل کر کے یا پھر ختم کر کے غیر مسلموں کی تعلیم و تبلیغ کیلئے پاکستان میں راہ ہموار کرنا تھا۔ عورتوں کے حقوق کی آڑ میں عورتوں کی مغربی طرز پر آزادی اور فری سوسائٹی کے قیام کی کوششیں کرنا تھا۔

نواز شریف کے آخری دور حکومت میں عاصمہ جہانگیر اور اس کے اداروں کے خلاف حکومت کے نمائندہ صوبائی وزیر پیر بنیامین رضوی نے ایک خصوصی ملاقات میں اہم انکشافات کرتے ہوئے عاصمہ جہانگیر پر بڑے سخت الزامات عائد کئے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ وہ تمام باتیں بڑے وثوق سے کہہ رہے ہیں کیونکہ اس سلسلے میں اعلیٰ پیمانے کی تحقیقات کی گئی ہیں۔ انتظامیہ اور سوشل ویلفیئر کی خصوصی ٹیم کے علاوہ ملک کی 4 اہم خفیہ ایجنسیوں نے ان کی سکریننگ کی ہے اور حکومت جلد ان اداروں کے خلاف آپریشن شروع کرے گی۔ حکومت کے الزامات کا جائزہ لینے سے قبل ورلڈ ایسوسی ایشن آف مسلم جیورسٹ کے چیئرمین محمد اسماعیل قریشی کے نقطہ نظر کو دیکھ لیتے ہیں جو اس دور میں عاصمہ جہانگیر کے خلاف تحریک کا اصل محرک تھے اور توہین رسالت کی سزا موت کا قانون منظور کرانے کا اعزاز انہیں حاصل ہے، جس کو ختم کرانے کیلئے عاصمہ جہانگیر غیر ملکی قوتوں کی مدد سے گذشتہ کئی برسوں سے کوشاں ہیں۔ اسماعیل قریشی کی کتاب ''ناموس رسالت اور قانون توہین رسالت'' نے عالمگیر شہرت حاصل کی ہے۔ جولائی 84ء میں جب اسلام آباد کے ایک سیمینار میں عاصمہ جہانگیر پر حضورﷺ کی شان میں گستاخانہ الفاظ استعمال کرنے کا الزام لگا تھا، اسی وقت اسماعیل قریشی ایڈووکیٹ نے قانون توہین رسالت منظور کروانے کیلئے تحریک شروع کی اور اس بل کو منظور کرانے میں انہیں مسلم لیگی رہنماء احسن اقبال کی والدہ آپا نثار فاطمہ کا تعاون حاصل رہا اور بالآخر توہین رسالت کی سزا موت کا قانون منظور ہو گیا۔ اس کی مخالفت میں عاصمہ جہانگیر سپریم کورٹ تک گئیں لیکن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کامیاب نہ ہوسکیں۔ سلامت مسیح کیس اور قادیانیوں کے کئی کیسوں میں جن کی وکالت عاصمہ جہانگیر کرتی رہی ہیں۔ اسماعیل قریشی ان کے خلاف بطور وکیل پیش ہوتے رہے ہیں۔ اسماعیل قریشی نے عاصمہ جہانگیر اور اس کی لابی کے بارے میں اپنا بیان ریکارڈ کرواتے ہوئے کہا کہ ''عاصمہ جہانگیر کیلئے ساری فنڈنگ قادیانی اور عیسائی لابی کرتی ہے۔ امریکہ اور اسرائیل سے اس کے رابطے ہیں۔ یہ بھارت بھی جاتی ہے، اس لئے اس نے آج تک کشمیر کے مظالم کے بارے میں ایک لفظ بھی نہیں کہا۔ عاصمہ ایک قادیانی شخص جہانگیر کی بیوی ہے۔ ایک مسلمان عورت قادیانی کی بیوی نہیں رہ سکتی مگر وہ برملا کہتی ہے کہ میرا خاوند قادیانی ہے۔ اب انہوں نے اپنے بچاؤ کیلئے ایک این جی او بنالی ہے۔ یہ این جی او کی آڑ میں قادیانیوں کا تحفظ چاہتی ہے اور اس کے ساتھ اس نے عیسائیوں کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا ہے۔ عاصمہ جہانگیر بیرون ملک جا کر یہ رپورٹیں دیتی ہے کہ پاکستان میں سب سے زیادہ ظلم قادیانیوں پر ہو رہا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ توہین رسالت قانون بننے کے بعد اس کا سب سے بڑا ٹارگٹ قادیانی ہیں۔ عاصمہ جہانگیر نے اپنے بیانات سابق امریکی اسسٹنٹ سیکرٹری آف اسٹیٹ رابن رافیل کے سامنے دیئے ہیں۔

اسماعیل قریشی نے انکشاف کیا ہے کہ عاصمہ کی مدد قادیانی لابی کرتی ہے اور قادیانی لابی کو اسرائیلی سپورٹ حاصل ہے۔ اسرائیل میں کسی اسلامی ملک کا کوئی مشن کام نہیں کر رہا۔ مگر وہاں قادیانیوں کا مشن کام کر رہا ہے۔ ان کا اسرائیل کے ساتھ گٹھ جوڑ ہے۔ ان کا مذہب عیسائیوں سے ملا ہوا تھا اور اب اسرائیل کے ساتھ ان کا تعلق ہے۔ اب تو یہاں جرمن چانسلر بھی آتا ہے تو کہتا ہے کہ توہین رسالت قانون کو منسوخ کرو۔ سابق امریکی صدر کلنٹن بھی کہتے تھے کہ اس قانون کو منسوخ کیا جائے۔ عاصمہ کا مشن ہے کہ پاکستان سے اس قانون کو ختم کر دیا جائے۔ اسماعیل قریشی نے بتایا کہ چند سال قبل قادیانیوں کی سرگرمیوں کا جائزہ لینے کیلئے ہماری ٹیم ربوہ گئی تھی۔ وہاں جا کر ہم نے ایک ایک چیز کا جائزہ لیا اور معلوم ہوا کہ یہ ریاست کے اندر ایک ریاست ہے۔ ان کی اپنی ٹرانسمیشن، اپنا ریڈیو اسٹیشن اور اپنی عدالتیں ہیں۔ ان کی اپنی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پولیس فورس ہے، وہاں کوئی جرم ہوتا ہے تو ان کے اپنے جج فیصلہ کرتے ہیں۔ ہم ان کے قبرستان گئے تو معلوم ہوا کہ وہاں ان کی تمام میتیں امانتاً دفن ہیں کہ جب ہندوستان اور پاکستان ایک ہو جائیں گے تو ان کو قادیان میں دفن کیا جائے گا۔ ہم نے یہ ساری رپورٹ عدالت میں پیش کی تھی اور بتایا تھا کہ ان کے عزائم کیا ہیں۔ انہوں نے پاکستان کو اب تک تسلیم نہیں کیا۔ امانتاً دفن کرنے کا مطلب یہی ہے کہ انہوں نے ملک کے وجود کو تسلیم نہیں کیا۔ انہوں نے کہا کہ عاصمہ جہانگیر کے ہیومن رائٹس کے معیار دہرے ہیں۔ وہ خود ہیومن رائٹس کی خلاف ورزی کر رہی ہیں۔ ان کے قالینوں کے کارخانے میں چائلڈ لیبر کام کرتی ہے جو ان کے شوہر کی نگرانی میں چلتے ہیں۔ جب باہر کی این جی اوز یہاں آئیں تو انہوں نے باہر جا کر اپنے اخباروں کو یہ رپورٹ پیش کی کہ عاصمہ جہانگیر کے اپنے کارخانوں میں چائلڈ لیبر سے کام لیا جاتا ہے۔ ان کے شوہر کے یہ کارخانے لاہور کے ایریا ہی میں واقع ہیں۔ انہیں ہیومن رائٹس کا آغاز اپنے گھر سے کرنا چاہیے۔ محمد اسماعیل قریشی ایڈووکیٹ نے بتایا کہ عاصمہ جہانگیر گذشتہ چند ماہ قبل اسلام میں چار شادیوں کی اجازت کے خلاف بھی سپریم کورٹ میں پیش ہوئیں۔ انہوں نے بتایا کہ جس طرح یورپ میں شوہر کا تصور ختم ہو رہا ہے، عورت اور مرد بطور دوست رہنے لگے ہیں، اسی طرح انہوں نے دستک ادارہ کھولا ہے۔ یہاں بطور دوست یہ لڑکے اور لڑکیوں کی ملاقات کراتے ہیں۔ یہ یہاں یورپ کلچر کو متعارف کروا رہی ہیں اور کہتی ہیں کہ نکاح کیلئے قاضی کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اب انہوں نے خود ہی نکاح پڑھانا شروع کر دیا ہے۔ اسی طرح انہوں نے صائمہ کیس میں مذہبی گھرانوں کو بدنام کرنے کی کوشش کی ہے اور یہ ظاہر کیا ہے کہ یہاں مذہبی گھرانوں کی لڑکیاں بھی آزادی چاہتی ہیں۔ اب یہ پاکستان میں وہ کلچر لانا چاہتی ہیں جس نے یورپ کو تباہ کیا ہے۔ یہ ملک اسلام کیلئے بنا ہے، اسلامی اقدار کیلئے بنا تھا۔ اسلامی قوانین بنے تھے، اگر یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم اسلام کے قوانین کے پابند نہیں تو پھر ان کو اس ملک میں رہنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ سیکولر ممالک میں بھی بالادستی وہاں کے مذہب کی ہوتی ہے۔ اگر یہ اسلام کے قانون کی پابندی نہیں کرتے تو پھر ان کو اس ملک میں رہنے کا کوئی حق نہیں ہے اور یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملک سے بغاوت اور غداری ہے۔ قادیانیوں کو آئین نے غیر مسلم قرار دیا ہے۔ C-295 کا قانون صرف اقلیتوں پر نہیں، مسلمانوں پر بھی لاگو ہوتا ہے۔ یوسف کذاب پر بھی یہی قانون لاگو ہوا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر کوئی مسلمان بھی حضورؐ کی شان میں گستاخی کرتا ہے تو وہ سزائے موت کا مستحق ہے"۔ اس تمام پس منظر کے بعد ہم ان تین اداروں کا جائزہ لیتے ہیں جن سے عاصمہ جہانگیر کی وابستگی ہے۔ اس کے علاوہ پیر بنیامین رضوی (مرحوم) اور حنا جیلانی کا انٹرویو بھی اس کہانی کا تسلسل ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متنازع گروپ کے متنازع ادارے

ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان کا قیام 1986ء میں عمل میں لایا گیا جبکہ اس نے 1987ء میں کام کا آغاز کر دیا۔ یہ سوسائٹیز ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ سوسائٹی ہے، جس کے چارٹرڈ میں درج ہے کہ ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان ایک خودمختار، غیر سیاسی، غیر سرکاری اور غیر کاروباری تنظیم ہے جو قانون کے مطابق رجسٹرڈ ہے۔ یہ اقوام متحدہ کے یونیورسل ڈیکلریشن آف ہیومن رائٹس 1948ء کے تحت کام کرے گا۔ اس کے چارٹرڈ میں 17 اہم مقاصد درج ہیں۔ رجسٹریشن کے وقت HRCP کی پہلی کونسل میں مختلف شعبوں کی 25 شخصیات کے نام درج ہیں۔

1۔ جسٹس (ر) دراب پٹیل
2۔ جسٹس (ر) فخرالدین جی ابراہیم
3۔ جسٹس (ر) خدا بخش مری
4۔ ایئر مارشل (ر) ظفر چودھری
5۔ عابدہ سلطان
6۔ ڈاکٹر مبشر حسن
7۔ یحیٰی بختیار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

8۔عاصمہ جہانگیر

9۔اقبال حیدر

10۔منہاج برنا

11۔بیرسٹر اعتزاز احسن

12۔بیرسٹر ایس اے ودود

13۔صبیح الدین احمد

14۔مسٹر بی کے شاہانی

15۔ظفر ملک

16۔خورشید محمود قصوری

17۔لیاقت وڑائچ

18۔شکیل احمد پٹھان

19۔رفیق سیفی

20۔مسز نورناز آغا

21۔مسز انیس ہارون

22۔آرنلڈ پیریڈیا

23۔عابد حسن منٹو

24۔یوسف لغاری

25۔افتخار گیلانی

1996-98ء کیلئے کمیشن کی چیئرمین عاصمہ جہانگیر، سیکرٹری جنرل زہرہ یوسف اور خزانچی شاہد کاردار تھے جبکہ صوبائی چیئرپرسن میں پنجاب کے ایئر مارشل (ر) ظفر اے چودھری، بلوچستان سے طاہر محمد خان، سرحد سے افراسیاب خٹک اور سرحد سے نورناز آغا منتخب ہوئے تھے ۔ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان کا مرکزی دفتر ایوان جمہوریت کے نام سے ٹیپو بلاک گارڈن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ٹاؤن لاہور میں قائم ہے اور ہیڈ آفس کے ڈائریکٹر آئی اے رحمٰن ہیں۔ 1999ء کے سالانہ اجلاس میں HRCP کا نیا چیئرمین عاصمہ جہانگیر کی جگہ افراسیاب خٹک ایڈووکیٹ کو منتخب کیا گیا جبکہ سیکرٹری جنرل کیلئے عاصمہ جہانگیر کی بہن حنا جیلانی اور خزانچی کیلئے ظفر اے چودھری کو منتخب کیا گیا تھا۔ اسی طرح صوبہ سرحد سے مسرت ہلالی، سندھ سے علی حسن، پنجاب سے طاہرہ مظہر علی اور بلوچستان سے ڈاکٹر امیر الدین وائس چیئرمین منتخب ہوئے تھے۔

AGHS

اے جی ایچ ایس خواتین کیلئے فری لیگل ایڈ سروس کا ادارہ ہے۔ اس کا قیام 1980ء میں عمل میں لایا گیا۔ اے جی ایچ ایس چار خواتین ایڈووکیٹس کے ناموں کا مجموعہ ہے۔ A سے عاصمہ، G سے گل رخ، H سے حنا اور S سے شہلا ضیاء۔ اس کا دفتر 131-E1 گلبرگ میں واقع ہے۔ اب اس ٹیم میں عاصمہ جہانگیر اور حنا جیلانی سمیت حفصہ عزیز، عالیہ ایم خان، عالیہ ملک، فوزیہ عظیم، انیلہ جعفری، عظمیٰ سعید اور روبینہ شاہین شامل ہیں۔ اے جی ایچ ایس بھی ایک رجسٹرڈ غیر سرکاری تنظیم ہے اور اس کے ذریعے خواتین کو مفت قانونی سہولتیں اور وکلاء کی سروس دی جاتی ہے۔

www.KitaboSunnat.com

دستک

دستک بھی AGHS کے زیر اہتمام ایک ادارہ ہے جو 1991ء میں قائم کیا گیا۔ یہ ایسی خواتین کی عارضی پناہ گاہ ہے جن کی شادی، طلاق، پسند کی شادی یا گھروں سے فرار کے کیس AGHS کے پاس رجسٹر ہوں۔ دستک کے بورڈ آف ٹرسٹیز میں بھی مختلف شعبوں کی نامور شخصیات شامل ہیں۔ بورڈ آف ٹرسٹیز کی ابتدائی چیئرپرسن بیگم طاہر مظہر علی تھیں جبکہ بورڈ آف ٹرسٹیز میں عابد حسن منٹو، عارف نظامی، بیگم فرحت عتیق الرحمٰن، مس فرید شہید، مس فریحہ ظفر، حیدر فاروق مودودی، مس حنا جیلانی، مس نیلم حسین، بیگم نسیم، شمیم اشرف، مس نگار احمد، مسز قمر محمود، مسز سلیمہ ہاشمی، مس ثمینہ رحمٰن، مسز سحر سہگل اور مس شاہ تاج قزلباش کے نام شامل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان، اے جی ایچ ایس اور دستک کو ہالینڈ، جرمنی اور امریکہ سے براہ راست امداد کے علاوہ NORAD یونیسف اور سمیڈا جیسی کئی بین الاقوامی تنظیموں سے بھی امداد ملتی ہے۔ ہیومن رائٹس کمیشن کے چارٹرڈ میں واضح طور پر تحریر ہے کہ یہ ایک مکمل طور پر غیر سیاسی تنظیم ہے لیکن نواز شریف کے آخری دور حکومت میں حکومتی نمائندے الزام لگاتے رہے ہیں کہ یہ ادارہ اب مکمل طور پر سیاست میں ملوث ہو چکا ہے اور اس الزام میں بہت حد تک صداقت تھی۔ امریکہ اور کچھ غیر ملکی طاقتیں نواز شریف کے آخری دور میں پاکستان میں ایک مخصوص سیاسی خلاء کو مخصوص این جی اوز کے ذریعے پر کرنا چاہتی تھیں۔ ذرائع کے مطابق اس دور میں جب صوبائی وزیر پیر بنیامین رضوی نے این جی اوز کے خلاف آپریشن شروع کیا، اس وقت پاکستان میں موجود امریکی سفارتخانے کے نمائندوں نے پیر بنیامین سے کئی ملاقاتیں کی اور انہیں عاصمہ جہانگیر کی تنظیموں کے خلاف آپریشن نہ کرنے کی درخواست کی اور اس سلسلے میں یقین دہانی مانگی۔ اس دور میں راقم کو انٹرویو دیتے ہوئے پیر بنیامین رضوی نے اعتراف کیا کہ عاصمہ جہانگیر کے اداروں کے خلاف آپریشن نہ کرنے کیلئے ان پر اور ان کی حکومت پر دباؤ ڈالا گیا ہے لیکن ہمیں اس گروپ کے بارے میں ایسے شواہد ملے ہیں کہ ہم ان کے خلاف آپریشن ضرور کریں گے۔ اسی دور میں نواز شریف حکومت کو گرانے کی ایک سازش پکڑی گئی تھی جس میں این جی اوز کا بڑا ہاتھ تھا اور معروف صحافی نجم سیٹھی کی گرفتاری بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی تھی۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ آئی اے رحمٰن اور عاصمہ جہانگیر کی لابی کے کئی افراد کی امریکی حکومت کے سینئر عہدیداروں سے امریکی قونصلیٹ لاہور اور امریکی سفارتخانہ اسلام آباد میں اجلاس ہوتے رہے ہیں۔ نواز شریف کے دور میں نجم سیٹھی کے علاوہ انگریزی اخبارات کے 3 سینئر صحافیوں، 3 خواتین صحافیوں اور اردو اخبارات کے 2 کالم نگاروں کے خلاف بھی اسی سلسلے میں تحقیقات ہوتی رہی ہے۔ نجم سیٹھی کی بھارت یاترا کے دوران اسی لابی کے ایک انگریزی اخبار کے سینئر صحافی کی گاڑی جلائے جانے کے واقع کو بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی قرار دیا جاتا رہا ہے۔ نجم سیٹھی کا معاملہ کسی سیاسی انتقام کا نتیجہ نہیں تھا بلکہ اسے غیر معمولی طور پر حساس مسئلہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرار دیا جارہا تھا۔ جس کی مکمل تحقیقات کے بعد نواز شریف حکومت نے عاصمہ جہانگیر کے اداروں کو بین کرنے کا فیصلہ کیا تھا مگر صرف امریکی دباؤ کی وجہ سے غیر معمولی طور پر محتاط طریقہ اختیار کیا جارہا تھا۔ اس دور میں اس سازش کو اس لیول کا قرار دیا جارہا تھا جس سطح پر امریکہ اور بھارت کی خفیہ ایجنسیاں مشترکہ طور پر پاکستان کے خلاف کام کرتی ہیں۔

ایک ایسے وقت میں جب پوری قوم اپنے بدترین دشمن بھارت کے خلاف سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر یوم تکبیر منا رہی تھی اور اپنی ایٹمی طاقت پر فخر کر رہی تھی۔ پاک فوج کے جوانوں کو پوری قوم یقین دلا رہی تھی کہ دشمن کے مقابلے میں وہ ان کے شانہ بشانہ ہے اور سرکاری سطح پر پوری قوم کا مورال بلند رکھنے کیلئے یوم تکبیر منایا جا رہا تھا تو دوسری طرف انسانی حقوق کی علمبردار حنا جیلانی راقم کو انٹرویو ریکارڈ کراتے ہوئے کہہ رہی تھیں کہ ''میں نہیں سمجھتی کہ اس میں ہماری کوئی عزت ہے کہ ہمارے پاس ایٹم بم آگیا ہے۔ ہمارے عوام بھوکے ہیں، اس لئے میں اس بات پر فخر نہیں کرسکتی کہ ہمارے پاس ایٹمی ہتھیار آگیا ہے''۔ لیکن اگر خدانخواستہ بھارت پاکستان پر ایٹم بم پھینک دے تو کیا ایچ آر سی پی پاکستان کے کروڑوں عوام کو بھارت کے بم کی تباہی سے بچاسکے گا۔ دراصل یہ ہیومن رائٹس ہی ہیں کہ ہم اپنے بدترین دشمن سے اپنے معصوم شہریوں کی جانیں بچائیں اور ایسا تب ہوسکتا ہے جب ہمارا دفاع ناقابل تسخیر ہو۔

عاصمہ جہانگیر اور اس کا گروپ اپنے آپ کو اس سطح تک لانا چاہتا ہے کہ جہاں پر پاکستان کے حساس اور دفاعی معاملات کو بھی تنقید کا نشانہ بنائیں تو انہیں کوئی نہ پوچھے۔ میں نے چند سال قبل بھی ایک رپورٹ میں حوالہ دیا تھا کہ سندھ کے ایک علاقے سے خفیہ اداروں نے ایک شخص کو اپنی تحویل میں لیا تھا اور انہیں شک تھا کہ یہ نوجوان بھارتی تنظیم RAW کیلئے کام کرتا ہے۔ اس پر ہیومن رائٹس کے زیر اہتمام شائع ہونے والے جریدے میں حساس اداروں کو تنقید کا نشانہ بنایا گیا تھا لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ عاصمہ جہانگیر کو کس نے اس بات کی اجازت دی ہے کہ وہ حساس معاملات میں مداخلت کرے۔ جس وقت امریکہ نے پاکستان کے اندر سے عاصمہ کے ملک کے دو شہریوں یوسف رمزی اور عامل کانسی کو گرفتار کیا تھا اور انہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امریکہ لے گئے تھے، اس وقت عاصمہ جہانگیر خاموش کیوں تھی؟ اگر وہ سمجھتی تھیں کہ وہ مجرم تھے تو ابھی تو امریکی سی آئی اے نے جا کر تحقیق کرنی تھی۔ عاصمہ کو امریکی تحقیق کا پہلے سے کیسے علم ہو گیا کہ وہ مجرم ہیں اور اس لئے یہاں ہیومن رائٹس کمیشن کی آواز خاموش ہو گئی۔

عاصمہ کی زیر سرپرستی کئی جریدے بھی شائع ہوتے ہیں، جن میں سے دو کے نام صدائے آدم اور Slogan ہیں۔ عاصمہ نے اپنے اداروں کی رجسٹریشن کے وقت جو چارٹر دیا، اس میں واضح درج ہے کہ ان کی ہر تنظیم مکمل طور پر غیر سیاسی ہوگی، اس پلیٹ فارم سے نہ وہ سیاست کریں گے اور نہ ہی سیاست میں حصہ لیں گے لیکن ان کے جریدوں میں افسوسناک حد تک سیاست کی جاتی ہے اور اپنے ناپسندیدہ سیاسی لیڈروں کے خلاف زہر انگیز پراپیگنڈہ کیا جاتا ہے، جس میں تضحیک ہوتی ہے اور اکثر مختلف اخبارات و جرائد میں شائع ہونے والے آرٹیکل RE-PRODUCE کئے جاتے ہیں۔ گزشتہ چند سال کے صدائے آدم اور Slogan اٹھا کر دیکھ لیں، اس میں نواز شریف کے دور میں شائع ہونے والے شماروں میں نواز شریف اور ان کے خاندان کے بارے میں افسوسناک حد تک تضحیک آمیز مواد شائع کیا گیا ہے۔ سابق صدر رفیق تارڑ کے بارے میں تو عاصمہ جہانگیر نے خود تنقیدی مضمون لکھا تھا۔ اس کے علاوہ سابق وزیراعظم میاں نواز شریف، رفیق تارڑ، وکلا اور آج کل موجود حکومت کے اعلیٰ عہدیداروں کے کردار پر قابل اعتراض کارٹون شائع کئے جاتے رہے۔ قادیانیوں کی ہمدردی اور ان کیلئے کام کرنے کے الزام سے عاصمہ جہانگیر اپنے آپ کو کیسے بری قرار دے سکتی ہے۔

عاصمہ جہانگیر اور حنا جیلانی مولویوں اور اسلامی سزاؤں کے خلاف ہیں اور ان کی تضحیک کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتیں۔ حنا جیلانی ایک جگہ کہتی ہیں کہ "آہستہ آہستہ جس طرح سوسائٹی ترقی کرتی ہے اور اس طرح گنجائش ہوتی ہے کہ آپ اجتہاد کر لیں اور اسلام میں تبدیلیاں لے آئیں، مجھے کسی مولوی کے کہنے سے کوئی اثر نہیں ہوتا کہ یہ بات اسلام کے خلاف ہے۔ خدا نے مجھے ہدایت نہیں کی کہ میں مولویوں کی بات سنوں جن پر مجھے اعتبار نہیں۔ یہ باتیں کہ کیا اسلامک اور کیا اینٹی اسلامک، اسلام کسی کی میراث نہیں ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاید اسلامی سزاؤں کے بدلنے سے معاشرے میں بہتری آئے''۔ اس حوالے سے تصویر کا دوسرا رخ بھی ہے کہ میں نے ذاتی طور پر جا کر دستک کے ادارے کو واچ کیا ہے اور دستک کے سلسلے میں AGHS کے دفتر میں آنے والی خواتین اور ان کے والدین اور سرپرستوں کو آتے ہوئے بھی دیکھا ہے۔ دستک پر یہ الزام بالکل بے بنیاد نظر آیا کہ وہاں پر لڑکیوں کی ان کے دوستوں سے ملاقاتیں کروائی جاتی ہیں یا انہیں معاشرتی اقدار سے باغی بنانے کیلئے وہاں تربیت دی جاتی ہے۔ یہ الزامات وہ لوگ لگاتے ہیں جو دور بیٹھ کر فرض کر لیتے ہیں۔ زمانے کے ظلم وستم اور گھر والوں کے تشدد سے ستائی عورتوں کو دستک کیا باغی بنائے گا۔ دستک پر الزامات لگانے والے کئی معزز افراد سے ملاقات ہوئی تو یہ جان کر حیرت ہوئی کہ ان میں سے اکثریت کو یہ بھی معلوم نہیں کہ دستک ہے کہاں؟

دستک حقیقت میں ایسی خواتین کو مکمل ضمانت کے ساتھ تحفظ فراہم کرتا ہے جن کے کیسز AGHS کے پاس رجسٹرڈ ہوتے ہیں۔ ویسے بھی اگر دستک کے بورڈ آف ٹرسٹیز کی فہرست دیکھی جائے تو وہ بذات خود اتنے معزز حضرات ہیں کہ ان سے کیسے توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ ایک ایسے ادارے کی سرپرستی کریں جہاں فحاشی کا اڈہ قائم ہو۔ اگر ایسا ہوتا تو اعلیٰ حکام سمیت اہم شخصیات کی سفارش پر مظلوم خواتین کو دستک میں پناہ کیلئے نہ بھیجا جاتا۔ عاصمہ اور حنا سیمینارز کے ذریعے اور تقریبات کے ذریعے خواتین کی مغربی طرز پر آزادی اور اسلامی اقدار کے خلاف فضا ہموار کر رہی ہیں لیکن بطور ادارہ دستک یا AGHS پر شک نہیں کیا جا سکتا کیونکہ وہاں حقیقت میں بلا امتیاز خواتین کو لیگل ایڈ دی جاتی ہے۔ اسی طرح ہیومن رائٹس کمیشن کے بارے میں تصویر کا دوسرا رخ یہ ہے کہ اس ادارے پر مسلم لیگ، پیپلز پارٹی اور مذہبی جماعتوں سمیت کئی تنظیمیں سخت الزامات عائد کرتی ہیں لیکن مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی جب اپوزیشن میں ہوں تو وہ حکومت وقت کے خلاف انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کا نوٹس لینے کیلئے عاصمہ کے اداروں سے درخواست کرتے ہیں۔ نواز شریف دور میں پیر بنیامین رضوی ہیومن رائٹس کمیشن کو غلط ادارہ قرار دے رہے تھے مگر کئی دیگر خطوط کی طرح اس دور کے وفاقی وزیر اطلاعات سید

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشاہد حسین کی درخواست ریکارڈ پر موجود ہے جو انہوں نے عاصمہ جہانگیر سے کی تھی کہ وہ اس وقت کے صدر فاروق لغاری کے علاقے ڈیرہ غازی خان میں اپنی ٹیم بھیجیں اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کا نوٹس لیں۔

نواز شریف کے دور حکومت میں پہلی بار حکومت نے پاکستان میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کے بارے میں امریکی محکمہ خارجہ کی رپورٹ کو جھوٹ کا پلندہ قرار دیا تھا اور اس پر شدید احتجاج کرتے ہوئے کہا تھا کہ یہ ہیومن رائٹس کمیشن کی اطلاعات پر مبنی رپورٹ ہے اور اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ انسانی حقوق کے حوالے سے امریکی محکمہ خارجہ اور ہیومن رائٹس کی رپورٹ میں کوئی فرق نہیں ہوتا کیونکہ یہ ایک ہی جگہ بیٹھ کر ڈرافٹ کی جاتی ہیں۔ بعض ذرائع کے مطابق ہیومن رائٹس کمیشن اپنی سالانہ رپورٹ جاری کرنے سے قبل پاکستان میں امریکی سفارتخانے کو ارسال کرتا ہے، وہاں سے منظوری کے بعد یہ رپورٹ جاری ہوتی ہے۔

ہیومن رائٹس کمیشن کی سالانہ رپورٹ میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کے بارے میں جو اعداد و شمار یا واقعات بیان ہوتے ہیں، ان کی روشنی میں حکومت پاکستان کو انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کے سدباب کیلئے سخت اقدام کرنے چاہئیں، اس سے معاشرے میں مثبت تبدیلیاں آئیں گی۔ اس حوالے سے یہ اچھی رپورٹ ہوتی ہے لیکن اس رپورٹ کی آڑ میں بعض معمولی باتوں کو غیر معمولی انداز میں رپورٹ کیا جاتا ہے اور پاکستان کو دنیا بھر میں بدنام کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ مثلاً سندھ کے کسی دور دراز علاقے میں اگر سال میں ایک عورت کو کاری کیا گیا ہے تو اس واقعہ کو ایسے دنیا کے سامنے پیش کیا جائے گا جیسے پورے پاکستان میں روزانہ عورتوں کو کاری کیا جاتا ہے۔ سالانہ رپورٹ میں احمدیوں کیلئے ایک پورا باب وقف ہے، جس میں دنیا کو دکھایا جاتا ہے کہ پاکستان میں قادیانیوں پر زمین تنگ کر دی گئی ہے اور ایسے ظاہر کیا جاتا ہے جیسے توہین رسالت کے نام پر روزانہ قادیانیوں کو قتل کیا جاتا ہے۔

☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیر بنیامین رضوی کی عاصمہ جہانگیر گروپ کے خلاف چارج شیٹ

س۔آپ نے اکثر بیانات کے ذریعے الزام لگایا ہے کہ بعض این جی اوز ناپسندیدہ سرگرمیوں میں ملوث ہیں اور بیرون ملک سے ان کے رابطے ہیں۔ایک تو اس کی تفصیل سے آگاہ کریں،اس کے علاوہ کیا این جی اوز کے خلاف آپریشن کے دوران آپ کو کسی ملک کے دباؤ کا سامنا کرنا پڑا، نیز امریکن سفیر نے ملاقات کے دوران این جی اوز کے حوالے سے آپ سے کیا بات کی؟

ج۔میرے پاس جو رپورٹیں آئی ہیں ان میں چند این جی اوز ایسی ہیں جن کا تعلق بھارتی خفیہ تنظیم "را" سے ہے۔کچھ این جی اوز کا تعلق جرائم پیشہ گروہ سے ہے۔جرائم پیشہ افراد بعض مخصوص مفادات کیلئے ان کے پلیٹ فارم استعمال کر رہے ہیں۔اس میں سمگلنگ اور منشیات مافیا بھی شامل ہے۔یہ تمام سرگرمیاں ملک دشمنی پر مبنی ہیں۔اس طرح بعض این جی اوز ایسی ہیں جو مسلمانوں کو اقلیتوں سے لڑانے کے کام میں مصروف ہیں۔دوری پیدا کرنے اور انتشار پیدا کرنے میں مصروف ہیں۔بعض این جی اوز ایسی بھی سامنے آئی ہیں جو ہماری نئی نسل میں بگاڑ پیدا کرنا چاہتی ہیں اور بڑے مہذب انداز میں وہ ہماری نئی نسل کو اسلام سے دور کر رہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں ۔ بالکل سیدھے طریقے سے اسلام کے خلاف تعلیم دیتی ہیں ۔ انہوں نے جدید تقاضوں میں اسلام کو ناکافی قرار دیا ہے ۔ کہتے ہیں کہ نئے تقاضوں اور انسانی حقوق کی خاطر اجتہاد کرنا چاہیے ۔ جہاں تک بیرونی دباؤ کا تعلق ہے، بیرونی دباؤ تھا اور مجھ سے زیادہ وزیر اعلیٰ پر دباؤ تھا ۔ میں وزیر اعلیٰ کی جرأت و عظمت کو سلام کرتا ہوں ۔ انہوں نے ہر جگہ کہا کہ میرا وزیر اصلاح احوال کیلئے جو کچھ کر رہا ہے، صحیح کر رہا ہے ۔ امریکی سفیر نے مجھ سے ملاقات کر کے چند خدشات کا اظہار کیا تھا لیکن میں نے امریکی سفیر سے کہا کہ ہم نے صرف دو نکات پر کام کرنا ہے، ایک یہ کہ آپ اور آپ کی ڈونر ایجنسیاں ہمارے ملک کی این جی اوز کو جو پیسہ دیتی ہیں وہ اس کا استعمال دیانتداری سے کریں اور دوسرا ان کے احتساب کا یہاں کوئی سسٹم نہیں ہے، ہم چاہتے ہیں کہ ان کا احتساب ہونا چاہیے ۔ اس پر امریکی سفیر سو فیصد متفق تھے ۔ امریکی سفارتکاروں نے مجھ سے دو تین مرتبہ ملاقات کی ۔ ان کو مس گائیڈ کیا گیا تھا، ان تک غلط معلومات پہنچائی گئی تھیں ۔ اس مافیا نے انہیں غلط فہمی میں مبتلا کیا ۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ حکومت ہمارے خلاف اس لئے کوئی کارروائی کرنا چاہ رہی ہے کہ ہم ایٹمی دھماکے کے خلاف تھے، ہم شریعت بل کے خلاف تھے، ہم مسلم لیگ کے خلاف تھے اس لئے حکومت ہمارے خلاف ہے ۔ امریکی سفارتخانے نے اعتراف کیا ہے کہ ہماری ڈونر ایجنسیاں پاکستان میں بعض این جی اوز کو فنڈز فراہم کرتی ہیں ۔ دراصل ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان والوں نے امریکی سفیر کو کہا تھا کہ یہ منسٹر ہمارے لئے مسائل پیدا کر رہا ہے، ہماری این جی اوز کو بدنام کر رہا ہے ۔ انہوں نے یہ شکایت امریکی سفارتکاروں سے کی ۔ ان خدشات پر انہوں نے مجھ سے رابطہ کیا ۔ میں نے امریکی سفیر سے کہا کہ ہم اینٹی سٹیٹ سرگرمیوں میں ملوث این جی اوز کو کسی صورت نہیں چھوڑیں گے ۔ امریکی سفیر نے کہا کہ ٹھیک ہے، یہ آپ کا حق بنتا ہے ۔

س ۔ کیا HRCP آپ کے دائرہ اختیار میں آتی ہے ۔

ج ۔ میں اگرچہ سوشل ویلفیئر اور بیت المال کا وزیر ہوں ۔ میرے پاس 5967 این جی اوز رجسٹرڈ ہیں لیکن پنجاب میں جس اتھارٹی کے پاس جو این جی اوز بھی رجسٹرڈ ہے، ان کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکریننگ میرے پاس ہے۔

س۔ پھر آپ نے HRCP کے بارے میں کیا جائزہ لیا ہے؟

ج۔ پہلے ہم نے سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ سے متعلق کام شروع کیا تھا جو ہم نے تقریباً 75 فیصد مکمل کر لیا ہے۔ اگلا مرحلہ 1941 این جی اوز کا ہے جو سوسائٹیز ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ ہیں جس میں HRCP بھی آتا ہے۔ ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ ڈویژن کے حساب سے سکریننگ کریں گے۔ سب سے پہلے ہم لاہور ڈویژن سے شروع کر رہے ہیں۔ سوسائٹیز ایکٹ کے تحت صرف لاہور میں جو 7 ہزار این جی اوز رجسٹرڈ ہیں۔ ابتدائی طور پر ہم نے جو کام شروع کیا ہے وہ یہ ہے کہ ان کا چارٹرڈ کیا ہے اور یہ کیا کام کر رہے ہیں؟ HRCP کے بارے میں جو بات اب تک میرے سامنے آئی ہے وہ یہ ہے کہ یہ خالصتاً ہیومن رائٹس کیلئے کام کرنے والا ادارہ ہے جو اپنے چارٹر سے ہٹ چکا ہے، وہ سیاست بھی کر رہا ہے اور بلیک میلنگ بھی کر رہا ہے۔ بدقسمتی سے اگر کوئی لڑکی بھاگ جاتی ہے۔ والدین سے لڑ کر گھر سے بھاگ کر چلی جاتی ہے۔ ہمارے ہاں یہ روایات بھی موجود ہیں اور ہم مسلمان ہیں۔ میرا یہ نظریہ ہے کہ بچی بھاگ کر اگر ان کے پاس چلی گئی ہے کہ میں فلاں لڑکے سے شادی کرنا چاہتی ہوں تو انہیں چاہیے کہ یہ ان کے والدین سے رابطہ کریں یا بچی کو ان کے پاس لے جائیں یا والدین کو بچی کے پاس بلا لیں۔ ماں بیٹی، باپ بیٹی اور خاندان کے لوگوں کو بٹھا کر ان کا قابل عزت سمجھوتہ کروائیں جو ہمارے ملک کا کلچر ہے۔ سمجھوتے ہو جاتے ہیں، کوئی ماں باپ اپنی عزت کو تباہ نہیں کرتا۔ یہ کیا کرتے ہیں، یہ اسے Exploit کرتے ہیں۔ یہ اس بچی کو مزید بغاوت پر مجبور کرتے ہیں۔ یہ اس بچی کے والدین کی معاشرے میں مکمل تذلیل کرتے ہیں، پھر اس بچی کو اپنے ادارے میں رکھ لیتے ہیں، پھر اس کی کئی ماہ تک میڈیا میں تشہیر ہوتی ہے۔ اخباروں میں اس کی خبریں لگتی ہیں۔ اس کا خاندان معاشرے میں ذلیل ورسوا ہو جاتا ہے۔ اتنا ذلیل ورسوا ہو جاتا ہے کہ اس بھاگی ہوئی لڑکی کی بہنیں ہوں تو ان کا رشتہ لینے کیلئے بھی کوئی شریف آدمی اس خاندان میں دوبارہ نہیں آتا۔ پھر یہ اس لڑکی کو اس کے آشنا کے ساتھ بھگا دیتی ہیں۔ میں یہ ساری باتیں HRCP کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بارے میں کر رہا ہوں ۔ اگر کوئی لڑکی کسی آشنا کے ساتھ فرار ہو جائے اور کسی کے گھر پناہ لے تو پولیس ان گھر والوں کو بھی اعانت جرم میں گرفتار کرتی ہے، یہ کس قانون کے تحت بچیاں وہاں دستک میں ٹھہری ہوئی ہیں ۔ اغواء ہونے والی لڑکیاں اور گھر سے بھاگی ہوئی لڑکیاں کیوں دستک میں بیٹھی ہوئی ہیں ۔کون سا قانون اس بات کی اجازت دیتا ہے ۔دارالامان میں جائیں تو وہ ایک سرکاری ادارہ ہے، کورٹ اس کی اجازت دیتی ہے مگر دستک میں کس بنیاد پر بچیاں رہتی ہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بچیوں کو گھر سے بھاگنے کی ترغیب دی جارہی ہے ۔کیا بیٹی اور باپ کی آپس میں جنگ کروا دینا انسانی حقوق ہے؟ یہ ان خواتین کے پاس جائیں جو غربت اور دکھوں کو چھپائے بیٹھی ہیں، ان کے پاس جائیں اور ان کی امداد کریں ۔ یہ انسانی حقوق کیلئے کام ہوتا ہے ۔انسانی حقوق یہ نہیں کہ لاہور کے ٹھنڈے کمروں میں بیٹھ کر لیڈری چمکائی جائے ۔ HRCP مکمل طور پر سیاست میں ملوث ہو چکا ہے ۔ہمیں اس بات سے کوئی غرض نہیں کہ وہ سیاست کیوں کرتی ہیں یا کرتے ہیں ۔ میں چاہوں گا کہ وہ اس مقدس پلیٹ فارم کی بجائے کوئی سیاسی پارٹی جوائن کرلیں ۔اس پلیٹ فارم پر وہ جو کچھ کر رہی ہیں، قانون اس کی اجازت نہیں دیتا ۔رجسٹریشن کے وقت انہوں نے جو چارٹر دیا ہوا ہے، اس میں یہ بات نہیں لکھی ہوئی کہ HRCP وومن این جی اوز اور عورت فاؤنڈیشن مال روڈ پر آئیں گی اور ایٹمی دھماکوں کے خلاف مظاہرہ کریں گی ! اگر وہ سمجھتے ہیں کہ ایٹمی دھماکے انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہیں تو انہوں نے بھارت کے ایٹمی دھماکوں کے خلاف مظاہرہ کیوں نہیں کیا ۔ یہ منافقت کیوں ہے؟

س ۔آپ نے HRCP کی سکریننگ کی ہے اور عاصمہ کے دیگر اداروں کی بھی سکریننگ کی ہے ۔آپ بتائیں کہ ان کو کن ممالک سے کتنے فنڈز ملتے ہیں؟

ج ۔ عاصمہ جہانگیر کو مخصوص مفادات کیلئے بہت سے ملک پیسہ دیتے ہیں ، نام نہ پوچھیں کروڑوں روپیہ ملتا ہے ۔

س ۔ان الزامات کے بعد کیا حکومت کا پروگرام ہے کہ HRCP پر پابندی لگائی جائے ؟

ج ۔ ابھی ان کے خلاف سکریننگ جاری ہے اور اس کے خلاف کارروائی ہوگی ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسی این جی اوز پاکستانی مسلمان لڑکیوں کی برین واشنگ کر رہی ہیں۔ ان کو باغی بنا رہی ہیں اور کہتی ہیں کہ نکاح کی بھی ضرورت نہیں، جب جی چاہے جو مرضی کرو۔ ان کے عہدیداروں کی ستر ستر اور اسی اسی ہزار تنخواہیں ہیں۔ یہ خدمت خلق کیلئے ملنے والا پیسہ اپنی گاڑیوں، مہنگے بنگلوں اور اپنی تنخواہوں پر خرچ کر دیتے ہیں۔ 70 فیصد سے زائد رقم تو یہ اپنی ذات پر خرچ کر دیتے ہیں۔ فائیو سٹار ہوٹل میں سال میں ایک سیمینار منعقد کرا دیا اور بس فارغ۔ HRCP سمیت تمام این جی اوز جو باہر سے رقم لیتی ہیں، مخصوص مفادات کیلئے رقم لیتی ہیں۔ پاکستان کے بارے میں ان کی 70 فیصد رپورٹیں بوگس اور من گھڑت ہوتی ہیں۔ ہم نے ایسی این جی اوز بھی پکڑی ہے جس نے جانور کی لاش کی تصویر بنا کر ملک سے باہر بھیجی کہ پاکستان میں عورت پر ایسے ظلم ہوتا ہے۔ باہر کے لوگ انسانیت پر بہت یقین رکھتے ہیں، اس لئے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ جو بکواس کر رہی ہے، سچ ہوگی۔ ان کی اکثر رپورٹیں غلط ہوتی ہیں۔ ہم نے اس بار امریکہ سے کھل کر احتجاج کیا ہے اور ان کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ ان رپورٹوں کو بنیاد بنا کر پاکستان کے خلاف انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کا پراپیگنڈہ کریں۔ وہ اپنے سفارتخانے سے صحیح معلومات حاصل کریں۔ یہ تو ملک دشمن عناصر ہیں، جن سے وہ رپورٹس لیتے ہیں۔

س۔ آپ کچھ عرصے سے این جی اوز کی سکریننگ کر رہے ہیں، کچھ اس کی تفصیلات سے آگاہ کریں۔

ج۔ سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ پنجاب سے تقریباً 5967 این جی اوز رجسٹرڈ ہیں، سب سے پہلی این جی او 63ء میں رجسٹرڈ ہوئی تھی جبکہ ستمبر 98ء میں آخری این جی او رجسٹرڈ ہوئی تھی۔ اس کے بعد سے اب تک این جی اوز کی رجسٹریشن پر مکمل پابندی ہے۔ 29,500 این جی اوز انڈسٹریز ڈیپارٹمنٹ پنجاب میں سوسائٹیز ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ ہیں۔ ان این جی اوز میں سے زیادہ تر این جی اوز کرپٹ ہیں۔ ہمارے ہاں جعلی، کرپٹ اور ناپسندیدہ سرگرمیوں میں ملوث این جی اوز کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ سکریننگ کیلئے 17 رکنی کمیٹی بنائی گئی تھی۔ یہ سکریننگ صرف ہمارے ڈیپارٹمنٹ نے نہیں کی بلکہ اس میں ملک کی 4 اہم خفیہ ایجنسیاں بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شامل تھیں ۔ ڈسٹرکٹ انتظامیہ نے بھی مدد کی ہے ۔ پانچ چھ اداروں نے اس کام میں حصہ لیا ہے ۔ پنجاب میں این جی اوز نے کم از کم چار پانچ ارب روپیہ خرد برد کیا ہے ، جس میں زیادہ تر مقدار غیر ملکی امداد کی ہے ۔ ہمارے ہاں جو ڈونر ادارے ہیں ،اس میں نیشنل زکوٰۃ کونسل ،مرکزی زکوٰۃ کونسل ،صوبائی زکوٰۃ کونسل ، مرکزی بیت المال ، پنجاب بیت المال اور سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ شامل ہیں ۔ اسی طرح حکومت کے کئی اور ڈیپارٹمنٹ ہیں ۔ آج ورلڈ بینک این جی اوز کو پیسہ دے رہا ہے ۔ جس صوبے میں 45 ہزار این جی اوز ہوں اور اگر وہ صحیح کام کریں تو صوبے میں انقلاب آ جانا چاہیے ۔ یہاں پر تو کسی چیز کی کمی نہیں ہونی چاہیے تھی ۔ 75 فیصد لوگوں نے این جی اوز کو مال بنانے اور عیاشی کرنے کیلئے استعمال کیا ہے ۔ پنجاب میں صرف سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ کا 10 کروڑ روپیہ این جی اوز نے خرد برد کر لیا ہے ۔ ان میں سے 4 کروڑ روپیہ منظور وٹو نے بانٹا ہے ۔ ڈیڑھ کروڑ روپیہ عارف نکئی نے تقسیم کیا ہے ۔ عارف نکئی نے ایک این جی او کو 26 لاکھ روپے دیئے ، جب ہم وہاں گئے تو ہم نے دیکھا کہ وہ این جی او کے دفتر کی بجائے چائے کا کھوکھا تھا ۔ خدمت خلق کے اس مقدس اور پاکیزہ پلیٹ فارم کو فراڈیوں نے بھرپور طریقے سے استعمال کیا ہے ۔ جن این جی اوز کو نکئی نے رقم دی تھی ، ہم ان کے خلاف کارروائی کر رہے ہیں ۔

س ۔ کیا عارف نکئی کے علاوہ بھی سیاسی لیڈروں کے خلاف این جی اوز کو نوازنے کے الزام میں کارروائی کی جائے گی ۔

ج ۔ جی ہاں عارف نکئی کے علاوہ بھی کئی سیاستدان ملوث ہیں ۔ پیپلز پارٹی کے لوگوں نے بھی اور مسلم لیگیوں نے بھی این جی اوز کے ذریعے لوٹا ہے ۔ وٹو نے بھی لوٹا ہے اور عارف نکئی نے بھی لوٹا ہے ۔ تمام سیاسی جماعتوں میں ایسے لوگ موجود ہیں جنہوں نے این جی اوز کے ذریعے لوٹا ہے ۔

س ۔ کیا آپ کے علم میں ایسی بات ہے کہ کچھ سیاسی جماعتوں اور مذہبی تنظیموں کو بھی غیر ملکی امداد آ رہی ہے ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ج۔ جی ہاں ان کو بھی غیر ملکی امداد آ رہی ہے۔ بے شمار امداد آ رہی ہے اور وہ اسے اپنے مقاصد کیلئے استعمال کر رہے ہیں۔ دینی این جی اوز بھی ہیں۔

س۔ این جی اوز کے خلاف اتنا بڑا آپریشن کرنے کا خیال کیسے آیا۔ کیا اس کا کوئی خاص پس منظر ہے۔ آپ سے پہلے بھی سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ کے وزیر آئے لیکن انہوں نے ایسا ہرگز نہیں سوچا۔

ج۔ جب مجھے یہ ڈیپارٹمنٹ دیا گیا، میں نے محکمے سے بریفنگ لی۔ میں کارکن ہوں، وزارت کو انجوائے کرنے والا آدمی نہیں ہوں۔ میں نے دیکھا کہ میرے وزیر اعلیٰ نے مجھے جو اسائنمنٹ دی ہے، اس میں میری ذمہ داری کیا ہے۔ میں نے دیکھا کہ مستحق لوگوں کیلئے ہمارے ہاں رجسٹریشن کے بعد انہیں کروڑوں روپیہ مل رہا ہے تو کیا ہم انہیں پوچھ نہیں سکتے۔ میں نے قانون پڑھا تو معلوم ہوا کہ ہمارے ہاں اتنا مضبوط قانون ہے کہ ان کو 6 ماہ سے 2 سال تک قید ہو سکتی ہے۔ میں نے پوچھا کہ یہ جو کروڑوں روپیہ لے گئے ہیں اس کا کبھی حساب لیا گیا ہے۔ بدقسمتی ہے کہ اس محکمے میں کبھی متحرک اور کارکن ٹائپ وزیر آیا ہی نہیں۔ یہ محکمہ مکمل طور پر ختم ہو گیا تھا، ایک لاش کی طرح ہو گیا تھا۔ میں نے پھر اس محکمہ میں جان ڈالی۔ ہر وہ این جی او جو سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ میں رجسٹرڈ ہے، اس بات کی پابند ہے کہ وہ اپنے حسابات مرتب کرے۔ اس نے عوامی فلاح کے کون کون سے کام کئے، وہ بتائے۔ اس کی کیا کارکردگی ہے اس کو بتانا پڑے گی۔ میں نے جب چھان بین کی تو معلوم ہوا کہ ایسا تو کبھی ہوا ہی نہیں۔ سوشل ویلفیئر آفیسران کے ساتھ ملے ہوئے ہیں۔ ایک مافیا تھا جو این جی اوز کے ساتھ مل کر کام کر رہا تھا۔ تعلیم، بیماری، صحت، خواتین، بچوں اور معذوروں کیلئے رقم آ رہی تھی اور یہ اڑا رہے تھے۔ انہوں نے آج تک آڈٹ نہیں کروایا تھا۔ یہ اپنی کوئی بھی سرگرمی دکھانے میں ناکام رہے ہیں۔ انہوں نے کوئی ریکارڈ تیار نہیں کیا ہوا تھا۔ ان میں سے ایسی این جی اوز جنہوں نے حکومت کی رقم خرد برد کی ہے، ان کے خلاف تو ہم مقدمے درج کر رہے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حنا جیلانی کا پیر بنیامین رضوی کو تفصیلی جواب

یہ بات معلوم ہونی چاہیے کہ HRCP اور دستک دو الگ الگ ادارے ہیں۔ ان کا آپس میں کوئی تعلق نہیں ہے۔ دستک ایک رجسٹرڈ خیراتی ٹرسٹ ہے، جس کا بورڈ آف ٹرسٹیز ہے۔ اس میں 21 ممبران شامل ہیں۔ اس سے HRCP کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ صوبائی وزیر پیر بنیامین رضوی نے دستک پر جو الزام لگائے ہیں، میں ان کے جواب دوں گی۔ ان کا کہنا ہے کہ ہم کوئی ایسے ہیں جو لڑکیوں کو گھروں سے بھاگنے پر مجبور کرتے ہیں۔ بنیامین صاحب انسانی حقوق کا مطلب ہی نہیں سمجھتے اور ان کا کہنا ہے کہ ہمارا کوئی ایسا چارٹر ہے جس سے ہم ہٹ گئے ہیں۔ انسانی حقوق وہ ہیں جو بنیادی طور پر ہر شخص کے حقوق ہوتے ہیں، چاہے وہ مرد ہو یا عورت یا کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتا ہو۔ انسانی حقوق کا مطلب ہے زندگی کا حق، آزادی کا حق، ذاتی سکیورٹی کا حق، ہر قسم کے استحصال سے بچنے کا حق، جن میں خاص طور پر خواتین بچے اور ایسی کمیونٹیز جو سماجی تعصبات کا شکار ہوں۔ ہر کام جو ہیومن رائٹس کمیشن کرتا ہے، وہ انہی باتوں کو مدنظر رکھ کر کرتا ہے۔ یہ اس کا چارٹر ہے۔ چاہے سیاسی حقوق ہوں، معاشی حقوق ہوں، معاشرتی حقوق ہوں یا شہری حقوق ہوں۔ ان کیلئے کام کرنا ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان (HRCP) کے چارٹر کا حصہ ہے۔ اگر سیاسی حقوق کیلئے لڑنا سیاست ہے تو یہ چارٹر کا حصہ ہے۔ اگر پریس کی آزادی کیلئے لڑنا سیاست ہے تو یہ بھی ہمارے چارٹر کے مطابق ہے۔ اگرچہ جمہوری حقوق کیلئے لڑنا ان کی نظر میں سیاست ہے تو یہ بھی ہمارے چارٹر کے مطابق ہے۔ ہر جمہوری حق انسانی حق کے زمرے میں آتا ہے۔ پیر بنیامین کی یہ باتیں ثبوت ہیں کہ وہ ILL INFORMED ہیں بلکہ ان کو معلوم ہی نہیں کہ انسانی حقوق کیا ہوتے ہیں۔ دوسرا الزام دستک پر لگایا گیا ہے۔ میں پہلے بتا چکی ہوں کہ دستک ایک بالکل علیحدہ ادارہ ہے۔ یہ ایک امدادی خیراتی ٹرسٹ ہے۔ اس کے 21 ٹرسٹیز ہیں۔ ان میں سیاسی شخصیات بھی شامل ہیں۔ نامور وکلاء شامل ہیں، نامور صحافی شامل ہیں اور سماجی شخصیات بھی شامل ہیں۔ اس کے علاوہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذہبی شخصیات بھی ٹرسٹیز میں شامل ہیں ۔ ہمیں مشورے دینے سے قبل صوبائی وزیر کو پاکستان کے معاشی اور معاشرتی مسائل سے آگاہ ہونا چاہیے ۔ معاشرے کی صورتحال سے باخبر رہیں ، ہم ان سے زیادہ صرف عورتوں کے مسائل سمجھتے ہیں بلکہ ان کو سلجھانا بھی ان سے بہتر جانتے ہیں ۔ پیر بنیامین صاحب کیا چاہتے ہیں ؟ اگر کوئی لڑکی غلطی کر کے یا کسی جائز وجہ سے گھر سے نکل آتی ہیں ۔ کیا ہم ان کو لڑکوں پر چھوڑ دیں تا کہ ان کا مزید استحصال ہو ۔ کیا یہ بہتر نہیں کہ وہ آ کر ایک پناہ گاہ میں بیٹھ جائیں ۔ دوسرا الزام انہوں نے یہ لگایا ہے کہ ہم بچیوں کو والدین سے بغاوت سکھاتے ہیں ۔ یہ تو ان کی اتنی بے وقوفانہ اور بیہودہ بات ہے کیونکہ یہ تو ایسی جگہ ہے جہاں والدین کو موقع ملتا ہے کہ وہ آ کر ان سے بات کریں ۔ اگر وہ سڑکوں پر رُل رہی ہوتیں اور کسی کے ہاتھ لگ جائیں تو وہ تو کبھی میسر ہی نہ آتیں ۔ یہ پناہ گاہیں بنتی ہی ایسی ہیں ۔ ایسی پناہ گاہ پر وہ جس قسم کے سنگین الزام لگا رہے ہیں ، ان کو اس کے بارے میں علم ہی نہیں ہے ۔ وہ اس ادارے کی کردار کشی کر رہے ہیں ۔ ہمارے ادارے کے چند اصول ہیں ۔ پہلا اصول یہ ہے کہ یہاں پر جو عورتیں آتی ہیں ، ان کے داخلے سے قبل ہم دیکھتے ہیں کہ کیا ان کو تحفظ کی ضرورت ہے ۔ وہ کن حالات سے بھاگ کر آئی ہیں ۔ چاہے وہ شادی شدہ ہو اور خاوند کے تشدد سے بھاگی ہو ، چاہے ایسی لڑکی جو والدین کی سختی سے بھاگی ہو ، کئی دفعہ ایسی لڑکیاں بھی آتی ہیں جن کو زبردستی شادی پر مجبور کیا جا رہا ہوتا ہے ۔ ایسی لڑکیاں بھی ہوتی ہیں جو اپنی مرضی سے شادی کرنا چاہتی ہیں لیکن انہیں اس شادی سے روکا گیا ہو ۔ کوئی بھی خاتون جب ہمارے ادارے میں آتی ہے تو سب سے پہلے انہیں یہ کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے والدین کو اطلاع کرے ۔ خاص طور پر جوان لڑکیوں کے بارے میں اس بات کا خاص خیال رکھا جاتا ہے ۔ اگر وہ عاقل و بالغ عورت ہے ، اگر وہ بالکل انکار کر دیتی ہے تو پھر ہمارے اختیار میں نہیں ہوتا کہ ہم زبردستی کریں کہ وہ اپنے خاندان سے رابطہ کرے لیکن جو لڑکیاں 18 برس سے کم ہوں ، ان کی خواہش کے خلاف بھی ہم ان کے والدین کو اطلاع دیتے ہیں ۔ ان کے لواحقین جوان لڑکیوں کو ملنے یہاں آتے ہیں ، ان کو الہام نہیں ہو جاتا کہ وہ یہاں موجود ہیں ، ہم انہیں اطلاع دیتے ہیں ۔ ان کے دل میں جو اتنا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درد اٹھ رہا ہے لڑکیوں کے خاندان والوں کیلئے انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ خاندان والے دستک تک پہنچتے ہیں۔ کوئی ایسا نہیں ہے، جس نے کہا ہو کہ اسے معلوم ہی نہیں ہے کہ اس کی لڑکی کہاں ہے اور دستک میں چھپی ہوئی ہے۔ خاندان والوں کو بار بار ان سے ملنے کا موقع دیا جاتا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ بالغ لڑکی کو اس کی مرضی کے بغیر کسی سے ملوانے کا ہمارے پاس قانونی حق نہیں ہے، جو خاندان والے لڑکیوں کو ملنے آتے ہیں، انہیں کون اطلاع دیتا ہے کہ پیر بنیامین صاحب ان کو بتانے جاتے ہیں کہ ان کی لڑکی دستک میں بیٹھی ہوئی ہے؟

دستک میں آنے والی تمام لڑکیوں کے کیس اور موقف عدالت نے درست قرار دیئے۔ صائمہ وحید کا کیس تھا، عدالت نے اس کا موقف درست مانا، اس کی شادی کو جائز مانا اور وہ اپنے جائز خاوند کے ساتھ دستک سے گئی تھی۔ حمیرا محمود بٹ کا کیس بھی اس کی ایک مثال ہے۔ عدالت نے اس کی شادی کو جائز مانا اور وہ اپنے جائز خاوند کے ساتھ گئی۔ ہم نے کسی کو آشنا کے ساتھ نہیں بھگایا۔ سمیعہ عمران کے کیس کی بات لے لیں، جس کی فکر انہوں نے دل میں لی ہوئی ہے۔ حقیقت میں یہ ان لوگوں کو قانون سے بچانا چاہتے تھے، جن کے ساتھ ان کی سیاسی وابستگی ہے۔ ایک ایسی لڑکی کو قتل کر دیا گیا جو گھر سے بھاگی ہوئی تھی لیکن دستک میں صرف اس لئے آئی تھی کہ وہ پشاور میں بیٹھ کر طلاق کا دعویٰ نہیں کر سکتی تھی۔ ان کا خاندان اس کے خلاف تھا۔ وہ یہاں دستک کے حوالے سے نہیں بلکہ میری موکلہ کے حوالے سے بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے خاندان نے اعتزاز احسن کے ساتھ جھوٹ بولا کہ ہم لڑکی کے ساتھ معاملات طے کرنا چاہتے ہیں۔ یہاں بلایا اور اسے قتل کر دیا۔ مجھے بتائیں کہ اگر میں اور عاصمہ کسی مذموم کارروائی میں ملوث تھیں تو انہوں نے اعتزاز احسن کو کیوں نہیں بتایا۔ اتنے طاقتور لوگ جو گرفتار نہیں ہوئے، وہ لاہور آ کر عدالت کو نہیں بتا سکتے تھے کہ انہوں نے ہماری لڑکی کو غلط راستے پر لگایا ہوا ہے۔ سب جھوٹی اور بے بنیاد باتیں ایسے لوگ اٹھاتے ہیں جو دستک میں آنے والی عورتوں کے ایسے رشتہ دار ہوتے ہیں، جن کے ظلم و تشدد سے تنگ آ کر وہ اپنے گھروں سے نکلی ہوتی ہیں اور چونکہ یہاں ان کو قانونی امداد دی جا رہی ہوتی ہے۔ اس لئے وہ غصہ جو انہوں نے اپنی عورتوں پر اتارنا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتا ہے، ہم پر اتارتے ہیں کہ ہم نے اسے تحفظ کیوں فراہم کیا۔ دستک میں رہنے والی لڑکی نے آج تک یہ بیان نہیں دیا کہ وہ دستک میں رہی ہو، اس پر ظلم کیا گیا ہو۔

ہم دستک کے معاملات کو تحفظ دیتے ہیں ۔ ہم دستک کے معاملات کبھی پریس کو جاری نہیں کرتے، کوئی پریس والے آکر دستک جانا چاہتے ہیں تو ہم ان پر واضح کر دیتے ہیں کہ آپ صرف ان خواتین سے بات کریں گے جو آپ سے بات کرنا چاہیں گی ۔ ہم کسی عورت کو مجبور کرتے ہیں نہ مجبور ہونے دیتے ہیں۔ پیر بنیامین نے ایک بات کی کہ اگر کوئی لڑکی اپنے آشنا کے ساتھ بھاگے تو پولیس ان لوگوں کو بھی گرفتار کرتی ہے، جنہوں نے اسے پناہ دی ہو۔ پیر صاحب کے علم میں یہ بات ہونی چاہیے کہ اس ادارے کے ساتھ سینئر وکلاء وابستہ ہیں ۔ ہم بنیامین کی طرح ایک جگہ بیٹھ کر بغیر سوچ اور بغیر معلومات کے سیاست نہیں کرتے ۔ ہمارے پاس ایک فارم ہے جو پر کیا جاتا ہے۔ جب عورت یہ بیان دے کہ وہ مغویہ ہے یا ملزم ہے تو ہم سب سے پہلے متعلقہ تھانہ کو اطلاع دیتے ہیں کہ وہ ہمارے پاس موجود ہے۔

اس کے بارے میں کوئی معلومات حاصل کرنی ہو یا تفتیش کرنی ہو، آپ آئیں اور ہم سے رابطہ کریں۔ یہ ہماری مرضی ہے کہ اگر ہم نے عورت کو پولیس تشدد سے بچانا ہو تو ہم اس کی ضمانت قبل از گرفتاری کرالیتے ہیں۔ مجسٹریٹ کے آگے بیان ریکارڈ کرالیتے ہیں جو کہ قانونی طریقہ ہے۔ جب پولیس آتی ہے تو ہم انہیں کہتے ہیں کہ یا تو یہاں بیان لے لیں یا ہم اسے وومن پولیس اسٹیشن پہنچا دیتے ہیں۔ کیا پیر بنیامین کو ان باتوں کا علم ہے جو ایسے الزام لگا رہے ہیں۔ ایک بات وہ یہ کرتے ہیں کہ لڑکیوں کو دستک میں رکھنے کا ان کے پاس کیا قانونی اختیار ہے؟ میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ یہ ایک رجسٹرڈ ادارہ ہے۔ ہمیں معلوم ہے جو کام ہم کر رہے ہیں، وہ کتنا مشکل ہے۔ ہمارا ایک سسٹم ہے جسے ہم تجربات کے ساتھ بہتر بناتے جاتے ہیں۔ جب ہم نے دستک قائم کیا اسی روز اس علاقے کے اے سی کو اطلاع کی کہ ہم نے یہاں ایک ایسا ادارہ قائم کیا ہے۔ آپ پولیس کا تحفظ فراہم کریں۔ انہوں نے جتنا ہوسکتا تھا تحفظ دیا۔ پھر ہم نے سوچا اس سے زیادہ ہونا چاہیے تھا پھر ہم نے زیادہ تحفظ مانگا۔ اب پچھلے کئی سالوں سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پولیس کی گارڈ وہاں تعینات ہے۔ہم ہر ماہ اے سی کو اس ادارے کے حوالے سے رپورٹ دیتے ہیں کہ کتنی عورتیں ادارے میں آئی ہیں اور کتنی یہاں سے چلی گئی ہیں۔دوسری بات یہ کہ اے سی خود بھی دستک کا وزٹ کرتا ہے اور عورتوں سے انٹرویو کرتا ہے کیونکہ کل کو کوئی عورت باہر نکل کر یہ نہ کہے کہ ہمیں یہاں زبردستی رکھا گیا تھا۔دستک میں ایک سکول بھی ہے جو وہاں پناہ لینے والی عورتوں کے بچوں کو پڑھانے کیلئے قائم کیا گیا ہے اور جو عورتیں عدالتوں میں پیشی کیلئے جاتی ہیں ،ان کے بچوں کیلئے بھی ہم نے انتظام کیا ہوا ہے۔جب تک ماں باہر گئی ہوتی ہے ایک ٹیچر ان کے چھوٹے بچوں کی دیکھ بھال کرتی ہے تاکہ ماؤں کے ساتھ بچے عدالتوں میں پریشان نہ ہوں ۔دستک کے بارے میں یہ باتیں معلوم ہونی چاہئیں۔بغیر معلومات کے دستک کو بدنام نہ کریں ۔یہ کوئی ایسا ادارہ نہیں ہے جس کی کوئی قانونی حیثیت نہ ہو یا ہم پولیس اور انتظامیہ کی مدد نہیں لیتے۔

دستک ایک ایسا ادارہ ہے جس میں وزیراعظم کی کھلی کچہری سے عورتوں کو بھیجا جاتا ہے۔خواجہ ریاض محمود نے دستک میں عورتیں بھیجی ہیں ،سپریم کورٹ یہاں عورتیں بھیجتی ہیں ،ہائی کورٹ نے عورتیں بھیجی ہیں ،مجسٹریٹ یہاں عورتوں کو ریفر کرتے ہیں ،ایڈووکیٹ جنرل نے یہاں ایک عورت بھیجی ہے۔اگر یہ ادارہ بدنام ہوتا تو وزیراعظم اور بڑے بڑے لوگ یہاں عورتیں نہ بھیجتے۔پچھلے سال مجھے خود وزیراعظم کی کھلی کچہری میں بلایا گیا اور کہا کہ ایک عورت کو یہاں سے اپنے ادارے دستک لے جائیں ۔اس طرح پولیس والے روزانہ میرے پاس آجاتے ہیں اور کسی نہ کسی عورت کو لے آتے ہیں کہ اسے اپنے ادارے میں پناہ دے دیں۔ دستک میں پہلا خیال یہ رکھا جاتا ہے کہ عورت کو عزت دی جائے۔کوئی ایسا شخص جو عورت کی بے عزتی کرے یا اس کو احساس دلائے کہ تم کوئی گری ہوئی چیز ہو،اسے ہم اپنے سٹاف میں رکھتے ہی نہیں۔ہم اپنے سٹاف کو پوری تربیت دیتے ہیں اور سمجھاتے ہیں کہ نامساعد حالات کی شکار عورتوں کے ساتھ کیسے پیش آنا ہے۔ان کا کیسے خیال رکھنا ہے۔دارالامان اور دستک میں واضح فرق موجود ہے۔جسٹس ناصر اسلم زاہد خود دارالامان کو دیکھنے گئے تھے اور دارالامان کے بارے میں ان کا تبصرہ آپ خود پڑھ لیں۔دارالامان کے بارے میں تہمینہ دولتانہ کا تبصرہ بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کے سامنے ہے۔ پیر بنیامین کے مطابق ان کے ملک کی 4 بڑی خفیہ ایجنسیوں سے سکریننگ کروائی ہے۔ اگر انہوں نے ایجنسیوں سے انکوائری کروائی ہے تو وزیر اعظم کے نمائندوں کو اس بات کا علم نہیں تھا۔ کھلی کچہری سے خواجہ ریاض محمود نے عورتوں کو تحفظ کیلئے دستک کیوں بھجوایا ہے؟ ایڈووکیٹ جنرل پنجاب نے کیوں عورتیں یہاں بھجوائی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ HRCP کی کارکردگی یہ ہے کہ ہزاروں ہاریوں کو چھڑوانا سیاست ہے تو HRCP یہ سیاست ضرور کرے گی اور ان لوگوں کیلئے یہ سیاست ہے اور وڈیرے جن کی قید سے یہ ہاری رہا ہوئے ہیں۔ ان ہاریوں کے استحصال سے ان لوگوں نے اپنے محل بنائے ہوتے ہیں۔ پھر انہوں نے اپنی سیاست چمکائی ہوتی ہے۔ ان کے مفاد پر HRCP کی کارروائی سے اثر پڑتا ہے۔ اگر عورتوں کے حق زندگی کے بارے میں بات کرنا سیاست ہے تو HRCP یہ سیاست کرے گا۔ جیلوں میں بند لوگوں کے حقوق کی پاسداری اگر سیاست ہے تو ہم یہ سیاست کرتے ہیں۔ صوبائی وزیر نے الزام لگایا ہے کہ شاید ہم کوئی خلاف اسلام کام کر رہے ہیں۔ اگر عورتوں کے حقوق کے بارے میں بات کرنا اینٹی اسلام ہے تو اس سے زیادہ ILL-INFORMED کوئی نہیں ہے۔ اگر اقلیتوں کے حقوق کی بات کرنا اینٹی اسلام ہے تو یہ اسلام کو جانتے ہی نہیں ہیں۔ کچھ روز قبل طاہر القادری صاحب کا ایک مضمون شائع ہوا تھا جس میں انہوں نے اقلیتوں کے بارے میں ایک حدیث کا حوالہ دیا تھا کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ ''تم میں سے اگر کسی نے اقلیتوں کے حقوق کو زک پہنچائی تو سب سے پہلے میں تمہارے خلاف کھڑا ہوں گا''۔ ہم حالانکہ سیکولر ذہن کے لوگ ہیں لیکن لادین نہیں ہیں۔ ہمیں مذہب کے بارے میں اچھی طرح علم ہے۔ اسلام کے ساتھ ناانصافی یہ لوگ کر رہے ہیں، ہم لوگ نہیں۔ یہ اسلام کے نام پر ناانصافی کو فروغ دینا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے ایٹمی دھماکوں کی مخالفت کی لیکن انہیں معلوم ہی نہیں کہ ہیومن رائٹس کیا ہیں۔ امن سب سے بنیادی ہیومن رائٹ ہے۔ یہ سمجھتے ہیں کہ ایٹمی طاقت سے انہوں نے عوام کی بھوک کو مٹا دیا ہے یا یہاں پر پیدا ہونے والے بچوں کو صحت کی کوئی ضمانت دے دی ہے۔ کروڑوں کی آبادی میں سوائے 20 فیصد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کو پینے کا صاف پانی بھی میسر نہیں ہے۔ ہمارا موقف یہ ہے کہ بجائے اس کے بھارت کے ساتھ مل کر آپ خطے کے امن کو تباہ کریں۔ اپنے وسائل کو اس طرف لگائیں جہاں عوام کی فلاح ہو۔ میں نہیں سمجھتی کہ اس میں ہماری کوئی عزت ہے کہ ہمارے پاس ایٹم بم ہے۔ یہ ہماری زیادہ بے عزتی ہے کہ ہمارے عوام بھوکے ہیں اور ہمارے بچے ان پڑھ ہیں۔ میرے لئے یہ شرم کا مقام ہے کہ میرے ملک کے لوگ بھوکے، ان پڑھ اور بیمار ہوں۔ اس لئے میں ایٹمی ہتھیار پر اپنا سر فخر سے انہیں اٹھا سکتی۔ یہ وہی لوگ اٹھا سکتے ہیں جن کو عوام کی تکلیفوں کا احساس نہیں ہے۔ جنہوں نے ایک غریب کے گھر بجھا ہوا چولہا اور بھوکے پیٹ والے بچے نہیں دیکھے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو موٹر سائیکل کا سائلنسر نکال کر سڑکوں پر خوشی کا اظہار کرتے ہیں، ہم ایٹمی طاقت بن گئے ہیں اور سڑک کے پاس ایک غریب شخص بیٹھا ہوا ہے، جس کے بچے نالی میں سے خوراک تلاش کر رہے ہوتے ہیں۔ مجھے اس چیز پر کیا فخر ہو سکتا ہے؟ میں پیر بنیامین کو اس قابل نہیں سمجھتی کہ انہیں ان باتوں کا ادارک ہو سکے اور نہ ہی میرے کہنے سے ان کی سوچ میں کوئی فرق آئے گا۔ انہوں نے عوام کے سامنے جو یکطرفہ پراپیگنڈہ شروع کیا ہوا ہے اس کا کوئی جواب ضرور ہونا چاہیے۔ اس لئے میں ان کی بات کا جواب دے رہی ہوں۔

نواز شریف نے ایٹمی دھماکے کے بعد کہا کہ اب عوام کو قربانیاں دینی ہوں گی۔ پیٹ پر پتھر باندھنا ہوگا۔ اس پر ایک غریب شخص نے کہا کہ پتھر تو ہم پہلے ہی باندھے ہوئے ہیں، اب کیا پہاڑ باندھ لیں۔ ہم تو عوام میں رہتے ہیں اور روز اسی قسم کے مکالمے سنتے ہیں۔ ہمیں ایئر کنڈیشنروں میں رہتے ہوئے بھی غریب کا احساس ہے لیکن اسے تو دیہات میں رہتے ہوئے بھی غریب کا احساس نہیں ہے۔ HRCP ایسے مقاصد پورے کر رہی ہے اور وہ پورے کرے گی۔ ہم کسی پارٹی پالیٹکس میں ملوث نہیں ہیں۔

ہیومن رائٹس کمیشن کی کارکردگی کا یہ ثبوت ہے کہ جب حکمران پاور میں ہوتے ہیں تو HRCP کو برا کہتے ہیں اور جب آؤٹ آف پاور ہوتے ہیں تو خود آ کر کہتے ہیں کہ یہ ظلم ہو رہا ہے آپ آ کر اس کا جائزہ لیں۔ نواز شریف نے خود ہم سے کہا کہ لغاری ہم سے زیادتی کر رہا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، آپ آ کر انویسٹی گیشن کریں۔ میں اس ٹیم کی ممبر تھی، جس نے ڈیرہ غازی خان جا کر ان کی شکایات پر تفتیش کی۔ بتائیں اس وقت HRCP سیاسی تھا یا غیر سیاسی، اس وقت ان کے بیانات آئے تھے کہ اس حوالے سے ہیومن رائٹس کمیشن کی جو رپورٹ آئی ہے وہ بڑی مستند رپورٹ ہے۔ عابدہ حسین کا تعریفی بیان بھی شائع ہوا تھا۔ ان کو غصہ صرف اس بات کا ہے کہ یہ ایک ایسی حکومت جس میں برداشت کی قوت بالکل نہیں رہی، ان پر جو بھی تنقید کرتا ہے، یہ اسے اینٹی سٹیٹ قرار دے دیتے ہیں۔ اینٹی حکومت ہونا اینٹی سٹیٹ ہونا نہیں ہوتا۔ ہم اینٹی سٹیٹ ہوتے تو اس حکومت کے ساتھ بیٹھے ہوتے اور ان سے مفادات حاصل کر رہے ہوتے۔ ہم نے ہر حکومت پر تنقید کی ہے، چاہے وہ ضیاء الحق کی مارشل لاء کی حکومت ہو چاہے وہ نواز شریف کی حکومت تھی، چاہے وہ بے نظیر کی حکومت تھی، ان پر تنقید کرنا سوسائٹی کا حق ہے۔

جہاں تک غیر ممالک سے فنڈز حاصل کرنے کی بات ہے۔ HRCP ایک ایسا ادارہ ہے جو فنڈز کی وجہ سے قائم نہیں ہوا ہے۔ یہ ادارہ لوگوں کی سوچ سے قائم ہوا ہے۔ لوگوں کی کمٹمنٹ سے قائم ہوا ہے اور لوگوں کی سوچ اور کمٹمنٹ کی وجہ سے اتنے سال سے چل رہا ہے۔ اس کے پراجیکٹس کیلئے وسائل درکار ہوتے ہیں۔ کوئی بھی پراجیکٹ جس میں لوگوں کے معاشی اور معاشرتی مسائل حل کرنے ہوں، اس کیلئے وسائل کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان کو اب فنڈز کی تکلیف ہونا شروع ہوگئی ہے کہ HRCP اور دیگر سول سوسائٹیز جس میں کئی این جی اوز شامل ہیں ایک حد تک خود مختار محسوس کرتے ہیں، اس لئے کہ وہ حکومتی وسائل کے محتاج نہیں رہے۔ اب انہیں غصہ آتا ہے کہ یہ باہر سے امداد کیوں لیتے ہیں۔ یہ جس کو فنڈ، فنڈ، فنڈ کہتے ہیں۔ انہیں اس چیز کا علم نہیں ہے جسے انٹرنیشنل کوآپریشن کہتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جن پسماندہ ممالک میں جہاں ترقی کی ضرورت ہے، امور انسانی حقوق کے فروغ کی ضرورت ہے۔ اس لئے دنیا کی ڈونر ایجنسیاں فنڈز دیتی ہیں۔ یہ ہمارا حق ہے، یہ ہمیں کوئی خیرات نہیں دے رہے۔ یہ بین الاقوامی تعاون کا حصہ ہے۔ یہ وہی ڈونر ایجنسیاں ہیں جو حکومت کو فنڈز دیتی ہیں مثلاً سیڈا، یونیسف اور دیگر ادارے۔ ان ڈونر ایجنسیوں کا ایک طریقہ ہے کہ جہاں وہ حکومت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ذریعے ڈویلپمنٹ کا کام کراتے ہیں، وہاں وہ این جی اوز کے ذریعے بھی کام کراتے ہیں۔ جن کاموں کیلئے یہ حکومت کو فنڈز دیتے ہیں، ان کی نسبت این جی اوز کو بہت چھوٹا حصہ دیتے ہیں۔ اگر آپ ان بین الاقوامی اداروں سے بات کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ان کو حکومت پاکستان پر کتنا اعتماد ہے اور کتنا اعتماد این جی اوز پر ہے کہ یہ فنڈز کا صحیح استعمال کریں گے۔ ابھی بنیامین نے ایک این جی او بند کر دی ہے جو جرمن حکومت کے فنڈز سے چلتی ہے۔ جرمن پارلیمنٹ کی اجازت سے منظور شدہ فنڈز آتے تھے اور جرمن کا وہ فنڈ پاکستان کو بھی ملتے تھے۔ جو ڈونر رقم دیتے ہیں وہ اپنے پیسے کا حساب لینے میں حکومت پاکستان سے زیادہ الرٹ ہیں۔ حکومت پاکستان تو جیب کا ٹا بھی جانتی ہے اور اسے اپنی کٹی ہوئی جیب کا دھیان بھی نہیں ہے۔ یہ لوگ ایک ایک آنے کا حساب لیتے ہیں۔ کوئی این جی او ایسی نہیں ہے جو ڈونرز سے فنڈز لے اور اس کا حساب نہ دے۔

ہم نے حکومت پاکستان سے کوئی فنڈ نہیں لیا، اس لئے کہ ہمارا کام حقوق کے حوالے سے ہے۔ بہت سے حقوق کی پاسداری کیلئے حکومتی پالیسیوں کے خلاف بات کرنا ہوتی ہے اور ہم اپنی خود مختاری پر کسی قسم کی آنچ نہیں آنے دیتے۔ ہماری این جی اوز پیر بنیامین کے دائرہ اختیار میں نہیں آتیں۔ باقی این جی اوز جن کے بارے میں انہوں نے سکریننگ کی ہے، درست نہیں ہے۔ انہوں نے ویسے ہی پراپیگنڈہ کر کے انہیں بین کر دیا ہے۔ ہم پیر بنیامین کو قانون سے ہٹ کر کام کرنے نہیں دیں گے۔ ہم ایسے لوگ نہیں جو اپنے حقوق سے واقف نہیں۔ پیر بنیامین اور ان کی حکومت کا خیال ہے کہ پارلیمنٹ، عدلیہ اور پریس پر دباؤ ڈالنے کے بعد اب وہ سول سوسائٹیز کی طرف آئیں گے۔ پیر بنیامین جتنی مرضی سکروٹنی کر لیں خفیہ ایجنسیوں کے ذریعے کرالیں۔ ان کے ہاتھ کچھ نہیں آئے گا۔ اس کا ایک ثبوت یہ ہے کہ جن کے ہاتھ میں اگر کوئی ثبوت ہوتو پھر انہیں اخبارات کے ذریعے پراپیگنڈہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔

جہاں تک HRCP کا تعلق ہے، وہاں اتنا وسیع کام ہو چکا ہے۔ عوام کو اس سے بہت فائدہ ہوا ہے اور ان کے حقوق کی پاسداری ہوئی ہے۔ ان کے کہنے سے کوئی ماننے والا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہے۔ ہماری ایک طویل جدوجہد ہے۔ ہم نے کسی ڈونر کے پیسے سے کام شروع نہیں کیا تھا ۔ہم نے اپنے شوق اور کمٹمنٹ سے کام شروع کیا تھا۔ پیسے تو بنیامین صاحب کو بھی بہت ملتے ہوں گے ۔ انہوں نے کوئی کام کر کے کیوں نہیں دکھایا۔ آج تک یہ کسی ہاری کو چھڑواتے گئے ہیں ۔ ہم نے بھٹہ مزدوروں کو چھڑوانے کیلئے اتنی طویل جدوجہد کی ہے کہ ان پر باقاعدہ ایک قانون آ گیا۔ کیا اس میں بنیامین کا ہاتھ تھا، ان کے کسی ساتھی کا ہاتھ تھا؟ یا وہ سیاست تھی؟

پیر بنیامین اگر ہمارے ادارے بین کریں گے تو کسی قانون کے تحت ہی کریں گے۔ جنگل لاء تو نہیں بنائیں گے ۔ ہم یہ نہیں چاہتے کہ یہ تاثر ہو کہ اسلام انسانی زندگی اور انسانی آزادی کے خلاف کوئی بات کرتا ہے۔ یہ تاثر وہ لوگ دیتے ہیں جو ان روایات اور رسومات کو بچانے کی کوشش کرتے ہیں جن کو ہم سمجھتے ہیں کہ ناانصافی پر مبنی ہیں، امتیاز پر مبنی ہیں، تعصبات پر مبنی ہیں۔ ان کو بچانے کا یہ طریقہ اختیار کرتے ہیں کہ اسلام کو استعمال کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ تاثر ہی غلط ہے کہ انسانی حقوق اور مذہبی حقوق میں کوئی فرق ہے۔ دنیا میں جو بھی مذہب آیا ہے، وہ پسماندہ طبقات کو تقویت دینے کیلئے آیا ہے۔ آہستہ آہستہ سوسائٹی جس طرح ترقی کرتی ہے، اس طرح گنجائش ہوتی ہے کہ آپ بے شک اختیار کر لیں، جہاں یہ اچھی اور مثبت چیزیں آپ لانا چاہیں لے آئیں لیکن میں اس بات کو سمجھ ہی نہیں سکتی ہوں۔ مسلمان اور انسان ہونے کے ناطے سے عدم برداشت کے نام پر اسلام کو کس طرح فروغ دیتے ہیں۔ انسان کی زندگی لینے کو اسلام کے نام پر کس طرح فروغ دیتے ہیں، ناانصافی اور تعصبات کیلئے یہ اسلام کو کس طرح فروغ دیتے ہیں۔ میں یہ بات آج تک نہیں سمجھ سکی۔ میری عادت نہیں کہ ایسے شخص کو جس نے ہمیشہ غلط بات کہی ہو اس کو اتھارٹی سمجھ لوں اور اس کی کہی ہوئی بات کو سچ سمجھ لوں۔ میں نے یہ نہیں سیکھا اور نہ سیکھوں گی۔ یہ میرا ضمیر ہے جو مجھے بتاتا ہے کہ کیا چیز صحیح ہے اور کیا چیز غلط ہے۔ میں تصور کر لیتی ہوں کہ جو چیز معاشرتی بھلائی کیلئے ہوگی، جو چیز انصاف پر مبنی ہوگی وہ مذہب کے عین مطابق ہوگی۔ مجھے کسی مولوی کے کہنے سے کوئی اثر نہیں کہ یہ چیز اسلام کے خلاف ہے، چاہے وہ کتنا ہی کہتا رہے۔ اگر میں حدود آرڈیننس کے خلاف ہوں تو اس لئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلاف نہیں ہوں کہ یہ اسلام کا بنایا ہوا قانون ہے۔ میں اس لئے خلاف ہوں کہ یہ ناانصافی پر مبنی قانون ہے۔ ایسے لوگ جو ناانصافی کو تحفظ دینا چاہتے ہیں، وہ اس کو اسلام کا نام دے دیتے ہیں۔ میں نے کبھی اس کو اسلام کا نام نہیں دیا۔ میں نے کبھی یہ نہیں کہا کہ یہ اسلامک ہے، اس لئے غیر منصفانہ ہے۔ ہم ہمیشہ یہ کہتے ہیں کہ یہ غیر منصفانہ ہے، اس لئے اس کو بدلیں اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ غیر منصفانہ بھی ہو تو ہم اسے نہیں بدلیں گے کیونکہ یہ اسلام کے مطابق ہے۔ دراصل وہ اسلام کے خلاف ہیں۔ جو لوگ روزانہ یہ لیکچر دے رہے ہوتے ہیں کہ اسلام عورتوں کو بڑے حقوق دیتا ہے، یہ میرے جیسے سوچ رکھنے والوں کو دینا ضروری نہیں ہے۔ یہ ان لوگوں کو دینے کی ضرورت ہے جو ہر عدالت میں عورتوں کے حقوق کے خلاف کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اخبارات میں اور بیان دیتے ہیں مگر عدالت میں عورتوں کے حقوق کے خلاف ہوتے ہیں اور پھر فیصلہ ہمیشہ عورت کے حق میں ہوتا ہے، بتائیں اسلامی سوچ ہماری ہے یا ان لوگوں کی؟ سیکولر سے میری یہ مراد نہیں کہ ہم لادین ہیں۔ سیکولر سے میری یہ مراد ہے کہ ہم دین کو ہر جگہ استعمال نہیں کرتے۔ دین کو ہم سیاست کیلئے استعمال نہیں کرتے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ دین ہر بندے کا اپنا حق ہے اور وہ بہتر جانتا ہے کہ اس کے اور اللہ کے درمیان کیا تعلق ہے۔ اس سے زیادہ اسلامک بات کیا ہو سکتی ہے یہ وہ مذہب ہے جس میں خدا اور بندے کے درمیان کوئی مولوی نہیں۔ ایک کتاب دے دی ہے، آپ اسے پڑھیں۔ کس طرح اپنی زندگی کو ڈھالنا ہے۔ خدا نے مجھے کوئی حکم نہیں دیا کہ میں ان مولویوں کی بات سنوں، جن پر مجھے اعتماد نہیں کہ یہ مجھے صحیح راستہ بتا سکیں گے جو خود غلط راستے پر چلے گئے ہیں۔

یہ باتیں کہ کیا اسلامک ہے اور کیا اینٹی اسلامک ہے، کسی کی میراث نہیں ہے۔ یہ بنیامین صاحب کی بھی میراث نہیں ہے کہ وہ مجھے بتائیں کہ اسلام کیا ہے؟ موجودہ اسلامی سزاؤں کے بارے میں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ایسی سزائیں ہیں کہ جن کے بدلنے میں شاید انسانیت کی بہتری ہو، چاہے آپ انہیں اختیار کے ذریعے بدلیں۔ کیا حدود کا قانون جو ہماری پارلیمنٹ نے بنایا تھا۔ کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ عین اسلامک ہے؟ یہ مارشل لاء کی ایک حکومت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے بنایا تھا، جس میں نہ تو پبلک کی رائے شامل تھی اور نہ کوئی ڈرافٹ تیار کیا گیا تھا۔ اس لئے اس قانون کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ جب یہ قانون بنا تو اس کے کئی حصوں کو اسی فیڈرل شریعت کورٹ میں چیلنج کیا گیا تھا۔ اس میں سے ایک سزا ایک رجم کی تھی۔ اس وقت فیڈرل شریعت کورٹ جس میں چیف جسٹس بھی شامل تھے نے کہا کہ یہ رجم کی سزا اسلامی نہیں ہے کیونکہ اس کا ذکر تو قرآن حکیم میں نہیں۔ یہ بات اس وقت کے بادشاہ کو پسند نہ آئی۔ کورٹ اور آئین کو بدلا گیا۔ فیڈرل شریعت کورٹ کو اپنے ہی قانون میں ترمیم کرنے کا اختیار دیا گیا۔ پھر فیصلہ آیا کہ رجم کی سزا اسلامی ہے۔ پہلے بنچ کی سوچ کچھ اور تھی اور دوسرے بنچ کی سوچ کچھ اور تھی۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی چیز حتمی نہیں ہے۔ وقت کے ساتھ اس میں تبدیلیاں آجاتی ہیں۔

☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

این جی اوز کے خلاف پہلا بڑا آپریشن

(پریس کانفرنس منعقد 9 مئی 1999ء پیر سید محمد بنیامین رضوی صوبائی وزیر سماجی بہبود)

آج سے 8 ماہ قبل پاکستان کی تاریخ میں پہلی بار ہم نے پنجاب میں این جی اوز کی سکریننگ کا کام شروع کیا تھا۔ مسلسل 8 ماہ چھان بین کرتے رہے، مختلف طریقوں سے مختلف اداروں سے تحقیقات کی۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ انسانی فلاح کے اس عظیم شعبے میں گھسے ہوئے بددیانت مافیا سے نجات حاصل کی جائے، حقیقی بنیادوں پر ملک و ملت کیلئے کام کرنے والی این جی اوز کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ خدائی خدمات گاروں اور لوٹ مار میں ملوث ذاتی و دیگر اغراض و مقاصد اور بلیک میلنگ کیلئے این جی اوز کا پلیٹ فارم استعمال کرنے والوں میں فرق ظاہر ہو، یہ ملک میں این جی اوز کے احتساب کی پہلی مثال ہے جس کا کریڈٹ یقیناً وزیر اعلیٰ پنجاب شہباز شریف کو جاتا ہے، جس نے تمام تر مصلحتوں سے بالاتر ہو کر میری اس جہاد میں ڈٹ کر سرپرستی کی ورنہ آج تک کسی کو این جی اوز کے احتساب کی ضرورت نہیں ہوئی مگر آج مسلم لیگ کی حکومت میں ہر شعبے میں نیک نیتی سے احتسابی عمل شروع ہو چکا ہے۔ اس نیک کام کیلئے ہر موڑ پر ہمیں بلیک میلنگ کا بھی سامنا ہے، اللہ کا شکر ہے کہ وزیر اعلیٰ کو اللہ تعالیٰ نے ہمت دی، جن کی قیادت میں ملک وقوم کے وسیع تر مفاد میں شروع کئے جانے والے اس جہاد کا پہلا مرحلہ مکمل ہو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا ہے۔ 12 سالہ تاریخ میں یہ کسی حکومت کا پہلا اقدام ہے کہ پہلی بار گھوسٹ، فراڈ، بوگس، بددیانت اور ناپسندیدہ سرگرمیوں میں ملوث این جی اوز کے خلاف اتنے وسیع پیمانے پر آپریشن کلین اپ کیا جا رہا ہے، جس کا اعلان آج میں قومی پریس کے سامنے کر رہا ہوں۔ اس تاریخی آپریشن کلین اپ سے خدمت خلق اور انسانی فلاح کے اس عظیم اور پاکیزہ شعبے میں انقلاب برپا ہوگا۔ حقیقی بنیادوں پر کام کرنے والے رضا کاروں اور سوشل ورکرز کی حوصلہ افزائی ہوگی۔ ذاتی پروجیکشن، این جی اوز کی آڑ میں کاروبار کرنے والی شخصیات اور تنظیمیں بے نقاب ہوں گی، ملک دشمن سرگرمیوں میں چند مٹھی بھر بے لگام بلیک میلروں کے گھناؤنے تباہ کرنے والے عناصر کا راستہ نہ روکتے تو 10 سال تک ہماری نئی نسل تباہ ہو جاتی۔ ملکی مفاد میں یہ فریضہ سرانجام دینا بڑا مشکل تھا، بڑی تکالیف بھی سامنے آرہی ہیں، خود مجھے ذاتی طور پر لوٹ مار مافیا کی طرف سے بیہودہ الزام تراشی کا بھی سامنا ہے جو دن بدن بڑھتا جا رہا ہے مگر مجھے اس کی پرواہ نہیں۔ اعلیٰ کارکردگی دکھانے والی این جی اوز کو اعلیٰ ایوارڈ دینے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ حیرت کی بات ہے، حقوق انسانی کے نام پر اور خدمت انسانیت کے نام پر بلیک میلنگ اور لوٹ مار کی جارہی ہے۔ غیر ملکی ڈونر ایجنسیوں کی آنکھوں میں دھول جھونک کر یہ مافیا بزنس کر رہا ہے یا مخصوص ایجنڈے پر کام کر کے ہمارے کلچر کو بدلنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ بعض نام نہاد تنظیمیں ملک کو بدنام کرنے کی جسارت کر رہی ہیں، اب ان کا روپ قوم کے سامنے خود بخود آجائے گا۔ غیر ملکی اور ملکی ڈونر ایجنسیاں جو انسانی فلاح کیلئے فنڈز مہیا کرتی ہیں، اب اصلی مقاصد پر خرچنے کا ان کو پابند بنایا جائے گا۔ آئندہ ہر این جی او صرف اسی منشور پر کام کرے گی، جس سروسز کیلئے وہ رجسٹرڈ ہوئی ہوں۔ انسانی خدمت کے نام پر اب فراڈ کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ این جی اوز کا پلیٹ فارم ذاتی اغراض و مقاصد، بلیک میلنگ، کاروبار کیلئے یا ذاتی پروجیکشن کیلئے استعمال کرنے کی آئندہ اجازت نہیں ہوگی۔ ہر سال آڈٹ کروانا ہوگا، الیکشن کروانے ہوں گے، حساب کتاب دینا ہوگا اور اب محکمہ سوشل ویلفیئر ماضی کی طرح غفلت نہیں کرے گا۔ یہ محکمہ اب پوری طرح جاگ چکا ہے۔ عوام کو وہ سروسز دینی ہوں گی جو این جی اوز کے منشور میں ہوگی،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرگرمیاں پوشیدہ نہیں رکھنی ہوں گی ، کارکردگی کی رپورٹ دینی ہوگی ۔ خاندان یا پال سکیم کے تحت بننے والی تنظیموں کو احتساب سے گزرنا ہوگا، جن میں ابا صدر، اماں جنرل سیکرٹری ، پتر خزانچی اور بیٹی آفس سیکرٹری ہوں گے ۔ یہ فیملی پال سکیم کی حوصلہ شکنی اور قومی خدمت کی حوصلہ افزائی ہوگی ۔ کرپٹ اور لوٹ مار کرنے والے عناصر جو بعض اوقات بدعنوان سیاستدانوں ، جرائم میں ملوث افراد اور فرقہ واریت پھیلانے والی تنظیموں کی اس پلیٹ فارم سے سرپرستی کرتے ہیں یا ان کیلئے این جی او کا پلیٹ فارم استعمال کر کے ان کو تحفظ فراہم کرتے ہیں اور ان کیلئے مہم جو بن جاتے ہیں ان پر اب حکومت کی گہری نظر ہوگی ، بے حیائی پھیلانے ، انتشار پیدا کرنے یا بھائی کو بھائی سے لڑانے کیلئے گھناؤنا کردار ادا کرنے والوں کی اب یہ سازش بند ہوں گی ۔ اب تنظیموں کے حوالے سے مجرمانہ خاموشی اختیار نہیں کی جائے گی ۔ خواتین کی ترقی ، انسانی حقوق کیلئے صدق دل سے کام کرنے والی تنظیموں ، دیہاتوں اور چھوٹے شہروں میں دکھی انسانیت کی خدمت کرنے والی انجمنوں کی بھرپور امداد اور سرپرستی کی جائے گی ۔ سوشل ویلفیئر پنجاب ڈیپارٹمنٹ کے پاس رجسٹرڈ کل این جی اوز کی تعداد 5867ء تھی ۔

8 ماہ کی مکمل سیکروٹنی کے بعد آج میں 1941/NGO's کو Dissolve کرنے کا اعلان کرتا ہوں اور فوری طور پر ان کی رجسٹریشن منسوخ کر دی گئی ہے ۔ گذشتہ رات گئے ان 1941ء این جی اوز کو رجسٹریشن Ordinance 1961 کے تحت منسوخ کرنے کے نوٹیفکیشن جاری کر دیئے گئے ہیں ۔ قومی پریس کو ضلع دار تفصیل فراہم کی جا رہی ہے ۔ 41 این جی اوز کے Cases کی ابھی تک انکوائری جاری ہے اور 944 این جی اوز نے تین ماہ کا ٹائم لیا ہے اور ہماری بھی خواہش ہے کہ اگر وہ Reactivat ہو جائیں اور اپنے اصل مقاصد پر کام کریں ۔ ان کی کارکردگی کا تین ماہ جائزہ لیا جائے گا ، اگر انہوں نے نیک نیتی سے عملی طور پر انسانی خدمت سرانجام نہ دی تو ان کو آئندہ تین ماہ تک Dissolve کر دیا جائے گا ۔ اس طرح سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ کی NGO's 51% کو کچھ نہ کچھ اپنے منشور پر عمل کرتے ہوئے پایا گیا ہے ۔ Dissolve ہونے والی 3041

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1941ء NGO's میں 50 فیصد گھوسٹ ہیں اور 50 فیصد بلیک میلنگ ، ذاتی مفاد اور پروجیکشن ، ناپسندیدہ سرگرمیوں ، کرپشن ، بدعنوانی اور لوٹ مار جیسے معاملات میں ملوث تھیں اور کچھ چھوٹے شہروں اور دیہاتوں میں کام کرنے والی این جی اوز بھی تھیں جو بنائی گئیں مگر ان کے پلیٹ فارم پر عملی طور پر کوئی کام نہ ہوا۔ محض کاغذوں پر ان کا وجود تھا یا وہ ڈونیشن لینے کیلئے بنائی گئیں۔ اب اس کے بعد جو این جی اوز ہمارے ڈیپارٹمنٹ کے پاس باقی بچ گئی ہیں، حکومت ان کو زیادہ موثر اور فعال بنانے میں کردار ادا کرے گی۔ ہسپتال، سکول چلانے والی این جی اوز کے بارے میں خاص خیال رکھا جائے گا کہ وہ تعلیم اور صحت کیلئے جدوجہد کر رہی ہیں یا اس کی آڑ میں کاروبار کر رہی ہیں، جن کرپٹ این جی اوز نے کروڑوں روپیہ لیا اور ہڑپ کر گئیں، اب ہم ان کے خلاف مقدمات درج کرانے کیلئے نیا مرحلہ شروع کر رہے ہیں، اس سکریننگ میں شہروں میں قائم این جی اوز زیادہ تر کرپٹ اور مقاصد سے ہٹ کر کام کرنے والی پائی گئی ہیں۔ دیہاتی علاقوں میں قائم چھوٹی چھوٹی تنظیمیں جو اپنی مدد آپ کے تحت چل رہی ہیں یا تو بہت اعلیٰ کارکردگی کا مظاہرہ کر رہی ہیں۔ جن این جی اوز کی رجسٹریشن منسوخ کی گئی ہے، ان میں سینکڑوں ایسی ہیں، جنہوں نے ریکارڈ پیش کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

1۔ بعض این جی اوز نے گونگوں بہروں کی فلاح کیلئے اس لئے کام شروع کیا تھا کہ اس کے لئے وافر فنڈز ملتے ہیں۔

2۔ 1941ء NGO's کے فنڈز منجمند کرنے کے احکام جاری کئے جا رہے ہیں، ان کے Assests اور ریکارڈ حکومتی قبضہ میں لیا جا رہا ہے۔

3۔ کرپٹ این جی اوز کے خلاف سخت کارروائی ہوگی، ان کے ضبط شدہ Assests اسی علاقے کی متحرک این جی اوز کے سپرد کر دیئے جائیں گے۔

4۔ جن صنعتکاروں نے ٹیکس بچانے کیلئے این جی اوز بنائی ہوئی ہیں، ان کی کرپشن اور بدعنوانی کی صورت میں ان کے خلاف بھی کارروائی کی جائے گی۔

☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیومن رائٹس کمیشن، پس پردہ حقائق

ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان میں لفظ ''پاکستان'' دیکھ کر ایسے محسوس ہوتا ہے جیسے یہ حکومت کا کوئی ادارہ ہے لیکن اس ادارے کے آئین کے مطابق ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان ایک آزاد، رضا کارانہ، غیر سیاسی، غیر منافع بخش، غیر سرکاری تنظیم ہے جو سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ (XXI آف 1860ء) کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ اس کا رجسٹرڈ ہیڈ آفس لاہور میں ہے اور یہ ادارہ 1986ء میں قائم ہوا۔ ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان سب سے معروف اور سب سے زیادہ متنازعہ این جی او ہے۔ اس کے مرکزی کردار آئی اے رحمان اور عاصمہ جہانگیر مذہبی، سیاسی، سماجی اور عوامی حلقوں کی اکثریت کے سامنے متنازعہ ترین ہیں جو مختلف تقریبات میں خطاب کے دوران اخباری بیانات کے ذریعے ان پر الزام لگاتے ہیں کہ مذکورہ شخصیات نہ صرف خود قادیانی ہیں بلکہ غیر ملکی، غیر اسلامی تنظیموں کے مخصوص مقاصد کیلئے پاکستان میں کام کرتے ہیں۔ ہیومن رائٹس کمیشن کی سالانہ رپورٹس جو امریکی وزارت خارجہ کے علاوہ برطانیہ، جرمنی اور دیگر مغربی ممالک کو ارسال کی جاتی ہیں، وہ ایک خاص زاویئے سے لکھی جاتی ہیں، جن سے پاکستان کی ساکھ کو بے حد نقصان پہنچتا ہے۔ دنیا اس بات کا اعتراف کرتی ہے کہ پاکستان کے اندر مسلمانوں کے درمیان اختلافات تو موجود ہوتے ہیں لیکن وہاں اقلیتوں کو مکمل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحفظ حاصل ہے۔ ان کو عبادات، روزگار یا کاروبار کرنے میں کسی قسم کی رکاوٹ نہیں ہے لیکن ہیومن رائٹس کمیشن کی سالانہ رپورٹوں کے مطابق ''پاکستان میں ہندوؤں، عیسائیوں اور دوسری اقلیتوں کے ساتھ مناسب سلوک نہیں کیا جاتا۔'' انسانی حقوق کی اس تنظیم کے دیگر کارناموں کا ذکر کرنے سے پہلے اگر اس کے ایک پہلو کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ انسانی حقوق کی بحالی کے نام پر یہ تنظیم ملک کے حساس معاملات میں کس طرح مداخلت کرتی ہے۔ حتیٰ کہ بھارت کی خفیہ ایجنسی ''را'' کے حق میں پاکستان کی خفیہ ایجنسیوں کو بھی بدنام کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتی۔ ایسی رپورٹیں خاص طور پر اس ادارے کے ماہانہ میگزین ''ایچ آر سی پی نیوز لیٹر'' میں شائع ہوتی ہیں۔ دسمبر 94ء میں پاکستان کے خفیہ اداروں نے سندھ میں ایک ہندو نوجوان کو گرفتار کیا تھا جس کے بارے میں شواہد ملے تھے کہ وہ بھارتی تنظیم ''را'' کیلئے کام کرتا ہے۔ ہیومن رائٹس کے مذکورہ میگزین نے ''را'' کے اس ایجنٹ کی والدہ کا خط اس زاویئے سے شائع کیا تھا کہ جس میں ''را'' سے ہمدردی کا اظہار کیا گیا اور پاکستانی ایجنٹوں کو بدنام کرنے کی کوشش کی گئی۔ حقوق انسانی کی تنظیم کے عہدیداروں کے اخباری بیانات پر ایک نظر ڈالی جائے تو ان کے مقاصد اور رویئے کا اندازہ ہوتا ہے۔ 4 مئی 98ء کے اخبارات میں عاصمہ جہانگیر اور آئی اے رحمان کی پریس کانفرنس کے حوالے سے بیان شائع ہوئے ہیں۔ عاصمہ جہانگیر نے اپنے بیان میں کہا کہ ''توہین رسالت کا قانون بنا کر فتنوں کو فروغ دیا گیا ہے'' جبکہ آئی اے رحمان نے اپنے بیان میں کہا کہ ''توہین رسالتؐ پر بات کرنا کوئی گناہ نہیں''۔ انہوں نے کہا کہ اس قانون کے تحت 10 مسلمانوں پر مقدمات چلے، جن میں سے صرف ایک کو سزا ہوئی جو کہ ہائیکورٹ نے ختم کر دی جبکہ 10 عیسائیوں پر مقدمات چلے، جن میں سے 4 کو سیشن کورٹ نے سزائے موت کا حکم سنایا، 2 کو پولیس نے حراست کے دوران تشدد سے مار ڈالا۔ ایک کو جیل میں قید کر دیا، ایک کیس ٹرائل کے دوران قتل ہوگا۔ باقی کے کیس ابھی چل رہے ہیں''۔ واضح رہے کہ ہیومن رائٹس کمیشن کے ان کرتا دھرتاؤں نے یہ پریس کانفرنس بشپ الیگزینڈر کے ساتھ مل کر کی، جن کی سرپرستی میں عیسائیوں نے لاہور میں توہین رسالتؐ کے قانون کو ختم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے کیلئے ہنگامے کئے اور مال روڈ پر مسجد شہداء میں گھس کر مسجد کی بے حرمتی کی۔ 27 جون 95ء کو لاہور میں پریس کانفرنس کے دوران عاصمہ جہانگیر نے کہا تھا ''کراچی کے حالات مشرقی پاکستان سے بدتر ہو چکے ہیں اور دہشت گردی میں قانون نافذ کرنے والے ادارے بھی ملوث ہیں''۔ 21 اگست 95ء کو عاصمہ جہانگیر کی بہن حنا جیلانی نے اسلامی سزاؤں کو ظالمانہ قرار دیتے ہوئے کہا کہ اسلامی سزائیں ظلم پر مبنی ہیں۔ ہمیں اسلامی قانون نہیں چاہیے، یہ ہم پر ٹھونسا گیا ہے۔ فلم اور تصاویر بیجنگ کانفرنس میں دکھاؤں گی۔ بیرونی طاقتوں کے ذریعے حدود آرڈیننس ختم کرا کے دم لوں گی۔ 21 نومبر 95ء کو ورلڈ ایسوسی ایشن آف مسلم جیورسٹن کے چیئرمین اسماعیل قریشی ایڈووکیٹ نے ایک پریس کانفرنس میں کہا کہ عاصمہ جہانگیر حدود آرڈیننس سمیت اسلامی قوانین کے خلاف ہیں، چونکہ پاکستان میں اسلامی قوانین کے نفاذ میں میری حقیر کوششوں کا کافی عمل دخل ہے، اس لئے عاصمہ جہانگیر مجھے دشمن سمجھتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ عاصمہ جہانگیر کی انسانی حقوق کی پاسداری کا یہ عالم ہے کہ ان کی ٹیکسٹائل ملز میں کم عمر بچوں سے جبری مشقت لی جاتی ہے۔ وہ بین الاقوامی کانفرنسوں میں اسلامی قوانین کی مذمت کرتی ہیں''۔

ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان کے قیام کے پہلے 6 سال تک سپریم کورٹ کے سابق جج دراب پٹیل سربراہ رہے جو پارسی تھے، 1999ء تک جو عہدیدار کام کر رہے تھے، ان میں مرکزی سطح پر عاصمہ جہانگیر ایڈووکیٹ، سیکرٹری جنرل زہرہ یوسف اور خزانچی شاہد کاردار ہیں جبکہ چاروں صوبائی دارالحکومتوں میں ایک ایک وائس چیئرمین کام کر رہا تھا۔ لاہور میں ایئر مارشل (ر) ظفر اے چوہدری، کوئٹہ میں طاہر محمد خان، پشاور میں افراسیاب خٹک، کراچی میں نور ناز آغا کام کر رہے تھے۔ کمیشن کا مرکزی دفتر ''ایوان جمہور'' کے نام سے ٹیپو بلاک گارڈن ٹاؤن میں ڈائریکٹر آئی اے رحمان کی سربراہی میں کام کر رہا ہے۔ ایک ایک خصوصی ٹاسک فورس حیدر آباد (سندھ) اور ملتان (پنجاب) میں کام کر رہی ہے جبکہ ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان (HRCP) کا ایک ادارہ ''سنٹر فار ڈیموکریٹک ڈویلپمنٹ'' اسلام آباد میں کام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر رہا ہے۔ اس ادارے کے تقریباً 55 خصوصی نمائندے پاکستان کے مختلف شہروں اور قصبوں میں کام کر رہے ہیں جو انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کے بارے میں ادارے کو رپورٹیں ارسال کرتے ہیں۔ ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان کی جنرل باڈی کے ارکان کا سال میں ایک بار ضرور اجلاس ہوتا ہے۔ ہر تین سال بعد ایک کونسل منتخب کی جاتی ہے۔ یہ کونسل اپنے عہدیداروں کا چناؤ کرتی ہے۔ ایک چیئر پرسن زیادہ سے زیادہ پانچ وائس چیئر مین، ایک سیکرٹری جنرل اور ایک خزانچی ہوتا ہے۔ قومی، صوبائی حکومت اسمبلی کا رکن یا کسی سیاسی پارٹی کا ممبر اس کا عہدیدار نہیں ہوسکتا۔ کونسل کا اجلاس ہر سال کم از کم دوبار ہوتا ہے۔ کمیشن انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کو ریکارڈ کرنے کے علاوہ عوام میں مہم چلانے، رائے عامہ پر اثر انداز ہونے اور عدالتی کارروائیوں کے ذریعے ان زیادتیوں کا ازالہ کرنے کی کوششیں کرتا ہے۔ کمیشن کے زیر اہتمام مذاکرے، ورکشاپس اور حقائق جاننے کیلئے تحقیقی مشن منظم کئے جاتے ہیں۔ ہر سال جنوری، اپریل، جولائی اور اکتوبر میں کمیشن انگریزی زبان میں ایک نیوز لیٹر، اردو، سندھی اور پشتو زبان میں ایک جریدہ جہد حق بھی جاری کرتا ہے۔ اس کے علاوہ ہر سال ملک میں انسانی حقوق کی صورتحال کے بارے میں انگریزی اور اردو میں ایک رپورٹ شائع کی جاتی ہے۔

ہیومن رائٹس کمیشن کا مرکزی دفتر گارڈن ٹاؤن میں ایک قیمتی عمارت میں قائم ہوا ہے جو کہ ادارہ کی اپنی ملکیت ہے۔ اس کے علاوہ ملک کے دیگر بڑے شہروں میں ان کے دفاتر ہیں اور ذیلی تنظیمیں، خصوصاً خواتین کے حقوق کیلئے کام کرنے والی تنظیمیں بھی قائم ہیں۔ اس ادارے کے سیٹ اپ اور سال بھر میں ان کی سرگرمیوں کو دیکھا جائے تو اندازہ ہوگا کہ سالانہ کروڑوں روپے کے بجٹ کے بغیر یہ سیٹ اپ کام نہیں کرسکتا۔ اس ادارے پر ایک خاص لابی کی اجارہ داری ہے اور جن کی سرگرمیوں میں عیسائی شخصیات اور قادیانیوں کا عام اشتراک نظر آتا ہے۔ انسانی حقوق کے نام پر یہ غیر ضروری حد تک آگے چلے جاتے ہیں۔ اسلامی سزاؤں، ناموس رسالتؐ، خواتین کی غیر ضروری آزادی اور مغربی طرز پر معاشرے کے نام پر یہ پاکستان کے انتخابات کو مانیٹر کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ بین الاقوامی فورم اور بین الاقوامی میڈیا میں کوریج

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ذریعے یہ اپنی حکومت کو خوفزدہ رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حکومت ان کی مخفی سرگرمیوں پر اس انداز میں گرفت نہیں ڈالتی جس انداز میں ڈالنی چاہیے کیونکہ جب بھی عاصمہ جہانگیر کوئی آواز اٹھاتی ہے پورا مغربی میڈیا اس کی تشہیر کیلئے وقف ہو جاتا ہے۔ آئی اے رحمان اور ان کی ٹیم کے دیگر کئی ساتھی "پاک انڈیا فورم" میں بھی شامل ہیں اور ان سب پر انڈیا سے قریبی رابطوں کا الزام لگایا گیا ہے۔ پاک انڈیا فورم سے یہ اس بات کیلئے کوشاں ہیں کہ بھارت کے ساتھ عوامی سطح پر تعلقات بہتر بنائے جائیں۔ حکومت بعض اوقات غیر ضروری مصلحتوں کا شکار ہو جاتی ہے جو بھی حکمران اسلامی جمہوریہ پاکستان کی سربراہی کا حلف اٹھاتا ہے۔ اس پر پاکستان اور اسلام کے نظریات کے تحفظ کا فرض عائد ہو جاتا ہے۔ ہم نے یہ ملک ایک آزاد مسلمان شہری ہونے کے ناطے حاصل کیا، جہاں ہم مضبوط انداز میں اپنے وطن اور مذہب کی اقدار کی حفاظت کر سکیں اور ان کی ترویج کر سکیں لیکن یہاں عاصمہ جہانگیر اور آئی اے رحمان جیسے افراد اسلامی قوانین کے خلاف زبان درازی کرتے ہیں۔ ان کے خلاف سخت کاروائی اس لئے نہیں کی جاتی کہ مغربی میڈیا حکومت پاکستان کے خلاف سخت پراپیگنڈہ کرے گا۔ پاکستان کے اندر "را" کا ایجنٹ گرفتار ہو جائے یا کوئی شاتم رسولؐ سامنے آئے، عزتوں کی دھجیاں بکھیر کر آشناؤں کے ساتھ گھر سے بھاگنے والی لڑکیاں ہوں یا نبی کریمؐ کی ختم نبوت کے خلاف کھڑے ہونے والے ناپاک قادیانی، عاصمہ جہانگیر ان کی وکالت کرنے کیلئے تیار ہو جاتی ہیں۔ انہیں ہندو، قادیانی اور مسلمان میں کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ علماء کرام صحیح کہتے ہیں کہ جس کا اپنا کوئی مذہب نہ ہو، سب مذہب اسے ایک جیسے نظر آتے ہیں۔ جو خاتون اسلام آباد میں ایک سیمینار میں رسالت مآبؐ کی شان میں گستاخی کر سکتی ہے، اس سے یہ بھی توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ گستاخان رسولؐ کی وکالت بھی وکالت کر سکتی ہے۔ توہین رسالتؐ کے قانون کو ختم کرنے کی کوشش کر سکتی ہے۔

"ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان کا موقف"

ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان کے مرکزی آفس لاہور کے ڈائریکٹر آئی اے رحمان بتاتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں کہ ہیومن رائٹس کمیشن کا ادارہ ایک آزاد غیر سرکاری ادارہ ہے، جو پاکستانی شہری بھی انسانی حقوق کی قدروں سے اتفاق کرتا ہے۔ وہ اس کا ممبر بن سکتا ہے۔ ممبران کی ہر سال میٹنگ ہوتی ہے جبکہ ہر تین سال بعد بورڈ آف گورنرز کا انتخاب ہوتا ہے۔ اس کے ممبران سارے ملک میں ہیں۔ لاہور میں اس کا مرکزی دفتر ہے جبکہ چاروں صوبائی صدر مقام پر اس کے دفاتر ہیں، ادارے کی چیئر پرسن عاصمہ جہانگیر ایڈووکیٹ ہیں جبکہ ہر صوبے میں ایک ایک وائس چیئرمین ہے۔ اس ادارے کے تحت دو ٹاسک فورسز کام کر رہی ہیں جبکہ ہمارے 55 نمائندے ایسے علاقوں میں کام کر رہے ہیں، جہاں اسے اخبارات اور دیگر ذرائع ابلاغ صحیح حالات بیان نہیں کر سکتے، آئی اے رحمان سے جب پوچھا گیا کہ خواتین کے ادارے دستک کا تعلق بھی ہیومن رائٹس کمیشن سے ہے تو انہوں نے کہا کہ عاصمہ جہانگیر کے کسی ادارے کا (HRCP) سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس کی علیحدہ حیثیت ہے۔ ہمارا یہ طریقہ کار ہے کہ ہم انفرادی شکایات پر توجہ نہیں دیتے، اجتماعی مسائل کے حل کیلئے شکایات نوٹ کرتے ہیں اور تجاویز ارسال کرتے ہیں، انفرادی طور پر ہم تھوڑی بہت قانونی امداد فراہم کرتے ہیں۔ ہمارا زیادہ کام لوگوں کو ان کے حقوق کا شعور دلانا ہے۔ 98ء میں لئے گئے ایک انٹرویو کا کچھ حصہ ملاحظہ ہے۔

س۔ عاصمہ کی تمام سرگرمیوں، پالیسیوں اور بیانات کو ہیومن رائٹس کمیشن کی سرگرمیاں تصور کیا جاتا ہے، توہین رسالتؐ سے متعلق یا دیگر شہرت پانے والے مقدمات جن کی پیروی عاصمہ جہانگیر نے کی ہے، کیا یہ سب کچھ ہیومن رائٹس کمیشن کے پلیٹ فارم سے ہوتا ہے

ج۔ عاصمہ جہانگیر کے ہر عدالتی کیس کا تعلق ہیومن رائٹس کمیشن سے نہیں ہوتا۔ یہ اخبارات کی اپنی پالیسی ہے کہ وہ بعض کیسو کو غیر معمولی کوریج دینا شروع کر دیتے ہیں۔ (HRCP) کے تحت پیش ہونے والے سینکڑوں مقدمات ایسے ہیں، جن کا اخبارات میں ذکر تک نہیں ہوتا، سلامت مسیح وغیرہ کا توہین رسالتؐ سے متعلق کیس ہم نے نہیں لیا بلکہ جب ان کے وکیل بھاگ گئے تو پھر ہم نے وہ کیس لیا۔ صائمہ اور ارشد کیس ہم نے نہیں لیا بلکہ جب ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے وکیل بھاگ گئے تو پھر ہم نے وہ کیس لیا۔ صائمہ اور ارشد کے کیس کا تعلق ہمارے ادارے سے نہیں تھا بلکہ عاصمہ نے ذاتی حیثیت سے لیا تھا۔ الزام لگانا یہاں فیشن ہے، جس کا دل چاہتا ہے الزام لگا دیتا ہے، جس کا جی چاہتا ہے لوگوں کو کہہ دیتا ہے کہ فلاں کو مار دو، اس ملک میں کوئی قانون نہیں ہے، ہم کسی کے ایجنٹ نہیں، آپ ہماری سالانہ رپورٹ پڑھ کر دیکھیں۔ غیر مسلموں کے بارے میں کتنے صفحے ہیں اور مسلمانوں کے بارے میں کتنے صفحے ہیں۔ ہم ملک میں جمہوریت اور منصفانہ انتخابات کیلئے جو کوشش کر رہے ہیں وہ کس لئے ہیں۔ اگر ہم ملک میں قانون کی عملداری کی بات کرتے ہیں تو کس کے حق میں کرتے ہیں۔ (HRCP) کا ادارہ تعلیم کی بات کرتا ہے، صحت کی بات کرتا ہے، ہم نے کراچی اور سندھ کے معاملات کی تحقیق تین بار کی ہے، کیا وہ غیر مسلموں کیلئے ہے، ہم سب مذہب کا احترام کرتے ہیں جو مسلمان دوسرے مذاہب کا احترام نہیں کرتے، وہ اسلام سے باغی ہیں۔ جہاں توہین رسالتؐ کے قانون کا تعلق ہے تو اس قانون کے بنانے والوں نے کہا ہے کہ اس میں خرابی ہے۔ محمد اسماعیل قریشی جنہوں نے یہ قانون بنوایا ہے اپنی کتاب ''ناموس رسولؐ'' اور ''قانون توہین رسالتؐ'' کے صفحہ 328 تا 330 میں لکھتے ہیں کہ ''میری رائے میں اس دفعہ 295-C میں مزید ترمیم کر کے اسے قرآن وسنت کے مطابق بنانا نہایت ضروری ہے، ورنہ اگر یہ دفعہ موجودہ صورت میں برقرار رہے تو ابہام اور قانون پیچیدگیوں کے پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ قرآن وسنت نے حد اور تعزیری سزاؤں کے چند شرائط مقرر کی ہیں'' وہ مزید لکھتے ہیں کہ ''اگر زنا میں حد کی شرائط پوری نہ ہوں تو اسے قابل تعزیز جرم قرار دے کر اس کی سزا بھی حدود آرڈیننس مجریہ 7 سال 1979ء میں مقرر کر دی گئی۔ اس لئے اگر توہین رسالتؐ کے جرم میں شرائط حد پوری نہ ہوں تو ایسی صورت میں اسے قابل تعزیز جرم قرار دے کر اس کیلئے واقعی سزا، جس میں سزائے تازیانہ اور جرمانہ بھی شامل ہو مقرر کی جائے'' جو لوگ اپنے آپ کو دین کے آدمی کہتے ہیں، انہیں اپنی زبان زیادہ اخلاص سے استعمال کرنی چاہیے۔

میڈیا کو خود بتانا چاہیے کہ صائمہ ارشد جیسے کیس کس کے اشارے پر اچھالتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اخبارات کی اپنی پالیسیاں ہیں، میں اس کے بارے میں کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ ایسے کیسوں کو اچھالنا بہرحال اچھا نہیں ہے۔ اخبارات میں حقائق سے زیادہ بیانات چھاپے جاتے ہیں۔ وزیراعظم نے فرمایا، وزیر نے فرمایا، حضرت نے فرمایا، فلاں قانون دان نے فرمایا، آپ چھاپتے ہیں۔ جب میں نے ہیومن رائٹس کے فنڈز کے بارے میں پوچھا تو رحمان صاحب برہم ہونے لگے، آپ کہنے لگے کہ آپ انٹرویو کر رہے ہیں یا مقدمہ؟ اگر آپ انٹرویو کر رہے ہیں تو ایسی باتیں نہ پوچھیں، ٹھیک ہے آپ بھی ضرور الزام لگائیں، پوچھ مجھ سے فنڈز کے بارے میں۔ ہمارا امریکہ یا کسی اور ملک سے تعلق نہیں، ہم کسی حکومت سے فنڈ نہیں لیتے۔ ہمارے فنڈز اندرون ملک این جی اوز سے حاصل ہوتے ہیں۔ بیرون ملک پاکستانیوں سے فنڈز حاصل ہوتے ہیں، تاہم کچھ غیرملکی این جی اوز کے ساتھ ایسے مشترکہ منصوبے کرتے ہیں، جن سے آمدنی حاصل ہوتی ہے۔

اسلامک ہیومن رائٹس کمیشن فورم کیا کہتا ہے؟

اسلامک ہیومن رائٹس فورم پاکستان کے ڈائریکٹر حافظ عبدالرحمٰن مدنی اور ویسٹ واچ سیل کے انچارج محمد عطاء اللہ صدیقی پاکستان اور اسلام کی نظریاتی اساس کے خلاف کام کرنے والی تنظیموں سے متعلق کافی تحقیقی کام کر چکے ہیں۔ انہوں نے ایک ملاقات میں ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان اور اس کے عہدیداروں کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ''ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان اور اس سے وابستہ دیگر این جی اوز کا کام پاکستان کو نظریاتی تشخص سے محروم کرنا۔ ابہام پیدا کرنا، مذہب سے دور کرنا اور بعد میں عالمی چرچ کیلئے تیار کرنا ہے۔ نیز عاصمہ جہانگیر اور اس کی ٹیم دیگر مقاصد کے ساتھ ساتھ قادیانیوں کے مقاصد کیلئے بھی کام کر رہی ہے۔ ساڑھے چار ہزار کے قریب این جی اوز رجسٹرڈ ہیں۔ ان میں ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان جیسی تنظیمیں بھی ہیں، جنہیں استعمال کر کے امریکہ بالخصوص اور مغربی ممالک بالعموم پاکستان میں ایک طبقہ کھڑا کرنا چاہتے ہیں، جنہیں کسی بھی وقت کھڑا کر کے میڈیا کے سامنے پیش کر کے یہ تاثر دینے کی کوشش کی جاتی ہے کہ جیسے پاکستان کے عوام فلاں معاملے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو پسند نہیں کرتے ،کبھی اسلامی سزاؤں کا مسئلہ اٹھایا جاتا ہے ،کبھی چائلڈ لیبر کا ،کبھی انتخابات میں دھاندلی ،کبھی توہین رسالتؐ کے قانون کا ،کبھی خواتین کی آزادی کا اور کبھی بشپ جان جوزف کی موت جیسے معاملات کو اٹھایا جاتا ہے۔محمد عطاء اللہ صدیقی نے بتایا کہ اگر ایٹمی دھماکہ کا ایشو سامنے نہ آتا تو بشپ جان جوزف کی خودکشی کے معاملے کو ایشو بنا کر پاکستان میں اسلام اور مغرب کے درمیان جنگ کھڑی کر دی جاتی ۔ انہوں نے کہا کہ قانون رسالت مسیحوں کے خلاف نہیں ہے ، جیسے ایٹمی دھماکے دفاع کی خاطر کیئے گئے ،اسی طرح ناموس رسالت رسولؐ کے تحفظ کیلئے قانون بنایا جاتا ہے۔تو یہ کہنا غلط ہے کہ کسی پر حملے کیلئے بنایا گیا ہے۔ بشپ کے معاملے کے پیچھے ہمارے ملک میں موجود این جی اوز کا کھیل تھا۔ایسی این جی اوز جو یہودیوں اور عیسائیوں کے فنڈز سے چل رہی ہیں ۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کی تاریخ میں عیسائی اقلیتوں کو کبھی اتنی جرأت نہیں ہوئی کہ مال روڈ پر سب مسلمانوں کے سامنے جوتوں سمیت مسجد شہداء میں گھس کر اس کی بے حرمتی کریں ۔عیسائیوں کو استعمال کیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ بشپ آف لاہور جسے اعزاز دیا گیا کہ اسے پاکستان کی اہم ترین تعلیمی درسگاہ کنیئرڈ کالج کا چیئرمین بنا دیا گیا تھا ،اتنی عزت افزائی کے باوجود وہ بشپ کہہ رہا تھا کہ 295-C مسیحوں کو قتل کرنے کی سازش ہے۔توہین رسالت کا آغاز عیسائیوں نے نہیں قادیانیوں نے کیا تھا۔توہین رسالت کا قانون بنانے کی ضرورت کیوں پیش آئی ،اس کا پس منظر یہ ہے کہ 84ء میں عاصمہ جہانگیر نے اسلام آباد میں ایک سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے رسالت مآب کی شان میں توہین آمیز الفاظ استعمال کیئے ،جس کے بعد سنگین صورتحال پیدا ہو گئی ۔اسماعیل قریشی ایڈووکیٹ نے پٹیشن دائر کی تھی ۔ 86ء میں آپا نثار فاطمہ نے اسمبلی میں بل پیش کیا تھا ،ضیاء الحق دور میں 295-C میں صرف سزائے موت کا ذکر تھا جبکہ بعد میں اس میں سزائے موت یا لفظ قید استعمال کیا گیا ۔ اسلامک ہیومن رائٹس فورم پاکستان کے ویسٹ واچ سیل کے انچارج نے ہیومن رائٹس کمیشن کے قیام کے پس منظر کو اس طرح بیان کیا تھا کہ 1986ء میں جس وقت توہین رسالت کا قانون نافذ ہوا تھا ،اس وقت قادیانی تنظیمیں بڑی سرگرم تھیں ، چونکہ ضیاء الحق کے مارشل لاء کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دور تھا اس لئے پاکستان میں بیٹھ کر کھلے عام اس کے خلاف تحریک چلانا ناممکن نہیں تھا۔ چنانچہ پاکستان کو بدنام کرنے کیلئے یورپ کو مرکز بنایا گیا۔ آغاز میں جنیوا کمیشن کے سامنے قادیانی رہنماء مرزا طاہر کا ایک وفد پیش ہوا۔ اس کی منصوبہ بندی عاصمہ جہانگیر نے کی تھی۔ جنیوا کمیشن میں یو این او کی طرف سے منصور احمد نمائندگی کیلئے آیا تھا۔ اس تک بھی عاصمہ جہانگیر نے رسائی کی تھی۔ مرزا طاہر کے اس وفد نے وہاں مفصل رپورٹ پیش کی کہ پاکستان میں قادیانیوں کو بری طرح کچلا جا رہا ہے۔ 295-C قادیانیوں کے خلاف پیش ہوا ہے چونکہ سفیر خود قادیانی تھا، اس لئے پاکستانیوں کا موقف پیش ہونے نہیں دیا گیا، وہاں یہ قرارداد منظور کی گئی کہ ''انسانی حقوق کے حوالے سے احمدیوں کے حقوق سلب کئے جا رہے ہیں۔ اس قرارداد سے حوصلہ افزائی پانے کے بعد یہ وفد واشنگٹن اور نیویارک پہنچا۔ وہاں کے قادیانیوں نے وفد کی بھرپور مدد کی۔ مارچ 87ء میں پاکستان پر امریکی پابندیوں کی رپورٹ شائع ہوئی۔ امریکہ کی طرف سے عائد پابندیوں کی پہلی شرط یہ تھی، پاکستان میں قادیانیوں پر سختی نہ کی جائے۔ اس وقت بھی امریکی وزارت خارجہ اور ایمنسٹی انٹرنیشنل کی رپورٹوں کا بنیادی ماخذ ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان، آئی اے رحمان اور عاصمہ جہانگیر ایڈووکیٹ تھے۔ کوئی بھی شخص موازنہ کر کے دیکھ لے، پاکستان ہیومن رائٹس کمیشن اور وزارت خارجہ امریکہ کی رپورٹیں ایک جیسی ہوتی ہیں، جو پاکستان کے بارے میں لکھی جاتی ہیں۔ آئی اے رحمان رپورٹوں کا بنیادی رائٹر ہے۔ پاکستان میں SPO (تنظیم برائے شراکتی ترقی) کی سرگرمیاں بھی مشکوک ہیں۔ اس تنظیم کو بھی عاصمہ جہانگیر کی سرپرستی حاصل ہے۔ پاکستان میں اس کے چیئرمین سینیٹر جاوید جبار ہیں اور اس کی سرپرستی کینیڈین کرتے ہیں۔ پنجاب میں اس کی سربراہ ثمینہ اسلام ہیں جو عاصمہ جہانگیر کی دوست ہیں۔ یہ (SPO) اس وقت پنجاب کے چار اضلاع مظفر گڑھ، راجن پور، چکوال اور جہلم میں کام کر رہی ہے۔ اس کا بنیادی مقصد اس اضلاع کی نوجوان لڑکیوں کو خواتین کی آزادی کے نام پر روایات سے باغی کرنا ہے۔ مارچ 97ء کو ان پسماندہ علاقوں کی لڑکیوں کو لاہور ہالی ڈے ان میں لایا گیا۔ 13 مئی کے اخبارات میں ایک تصویر شائع ہوئی، جس میں راجن پور کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک لڑکی گورنر کے ساتھ ہاتھ ملا رہی تھی۔ عاصمہ جہانگیر نے اس لڑکی کو ملتان میں ایک تنظیم کا عہدیدار بنالیا اور اس کے بعد اس سے کام لینا شروع کر دیا۔ گورنر سے ہاتھ ملانے والی لڑکی اب ملتان میں لڑکیوں کو آزادی کی ترغیب دے رہی ہے۔ محمد عطاء اللہ صدیقی یہ بات وثوق سے کہتے ہیں کہ ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان کے عہدیدار اور ان کی ذیلی تنظیموں کے اہم عہدیدار قادیانی ہیں۔ عاصمہ جہانگیر کی سرپرستی میں چلنے والے اداروں کے بارے میں ان کا کہنا ہے کہ عورت فاؤنڈیشن کی چیئرمین نگار احمد قادیانی ہے۔ شرکت گاہ کی انچارج فریدہ شہید قادیانی ہے۔ آئی اے رحمان اور حسین نقی قادیانی ہیں، لہٰذا میں یہ بات حقائق کے مطابق کہتا ہوں کہ ان کا ایجنڈا قادیانی عزائم پر مبنی ہے۔ عاصمہ جہانگیر کے ادارے دستک کے بارے میں ان کا کہنا ہے کہ عاصمہ جہانگیر کا ہر ادارہ اسلامی اقدار کا جنازہ نکال رہا ہے۔ خاندانی نظام سے باغی خواتین کو دستک میں تحفظ دیا جاتا ہے، گھر سے بھاگنے والی لڑکیوں کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ عطاء اللہ صدیقی نے بتایا کہ 25 مارچ 97ء دی ٹائمز لندن میں ایک مضمون شائع ہوا تھا، جس کا عنوان تھا "In The Name, of Love"، اس میں عاصمہ جہانگیر کا ایک بیان شائع ہوا تھا، جس میں عاصمہ نے کہا "جب کوئی پاکستانی عدالت کسی لڑکی کو والدین کے ساتھ واپس بھیجتی ہے تو میرے دل میں خنجر چبھتا ہے۔ صدیقی صاحب نے انکشاف کیا کہ پاکستان کی بعض معروف ترین این جی اوز کو لاہور کے بشپ کی سفارش کے بغیر فنڈز جاری نہیں کیے جاتے۔ انہوں نے بتایا کہ 13 مئی 97ء کو عاصمہ کی سرپرستی میں این جی اوز کی تقریب جو ہالی ڈے ان میں ہونا تھی اچانک وہ تقریب چرچ میں منتقل کر دی گئی۔ اس تنظیم کا منتظم بشپ تھا۔ حیران کن بات یہ ہے کہ تقریب کسی اور مقصد کیلئے تھی مگر شرکاء کو چرچ کا لٹریچر تقسیم کیا گیا، اس لئے میں کہتا ہوں کہ چرچ اور این جی اوز کا خاص تعلق ہے۔

☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

عاصمہ جہانگیر کا انٹرویو

عاصمہ جہانگیر پاکستان میں انسانی حقوق بالخصوص شعور نسواں میں اضافے سے مطمئن ہیں اور مسائل کے ضمن میں عوام کے تبدیل ہوتے ہوئے نقطہ نظر کو سماجی تنظیموں اور اداروں کی کارکردگی کا نتیجہ قرار دیتی ہے۔ان کا کہنا ہے کہ "مارشل لاء کا خاتمہ اور 50 برس میں جمہوریت کا فروغ ہماری سب سے بڑی کامیابی ہے اور دوسری بڑی کامیابی نہ صرف عورتوں میں ان کے حقوق کے شعور کی بیداری ہے بلکہ معاشرے کے دیگر طبقات میں بھی ان کے حقوق کے حوالے سے جو بھی آگہی نظر آرہی ہے وہ ہماری بدولت ہے۔ تیسری کامیابی یہ ہے کہ لوگ اب سیاست کے علاوہ دیگر مسائل کی طرف بھی توجہ دینے لگے ہیں۔ عام آدمی نے اپنے مسائل ملک کے بڑے مسائل سے جوڑنا شروع کر دیئے ہیں۔ اس کو علم ہے کہ آج بیروزگاری کی بڑی وجہ حکومت اور اس کے اداروں کی غیر تسلی بخش کارکردگی اور لیڈر شپ کی کمزوری اور جمہوریت کا نہ ہونا ہے۔ عام آدمی میں یہ شعور پیدا ہونا بڑی کامیابی ہے۔"

گذشتہ 50 برس میں انسانی حقوق کی روایات کو جتنا مستحکم ہونا چاہیے تھا وہ نہیں ہوئیں۔ عاصمہ جہانگیر نے کہا کہ اس حوالے سے ہم اپنا مقابلہ اطراف کے ممالک سے کر سکتے ہیں۔ ناروے یا سویڈن سے نہیں، جہاں انسانی حقوق کے شعور کی بات ہے، ہم کسی سے کم نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۔میں نے دیکھنا ہے کہ جب کسی فورم پر پاکستانی اور انڈین اکٹھے بیٹھتے ہیں تو انسانی حقوق سے متعلق پاکستانی زیادہ شعور رکھتا ہے۔ پاکستانی بحیثیت قوم بھارتیوں سے زیادہ باشعور ہیں۔ فرق اگر ہے تو یہ کہ وہاں حکومتی ادارے زیادہ موثر اور فعال کردار ادا کر رہے ہیں۔ ہمارے یہاں عام آدمی کیلئے حکومتی اداروں تک رسائی بہت مشکل ہے۔ ہمارے ہاں کئی ایسے واقعات ہوئے جن پر پارلیمنٹ میں بحث ہونی چاہیے تھی مگر نہیں ہوئی۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ بھارت میں حکومتی اداروں کی باقاعدہ تعمیر ہوئی ہے جبکہ ہمارے ہاں اس طرف سرے سے توجہ ہی نہیں دی گئی، کیوں نہیں دی گئی اس کی کئی وجوہات ہیں۔ ایک وجہ مارشل لاء ہے اور دوسری وجہ سول اور فوجی افسر شاہی ہے۔ اگر ہم حکومتی اداروں کو مضبوط کریں گے تو دراصل جمہوریت کو مضبوط کریں گے۔ جمہوریت کا یہ مطلب نہیں کہ آپ بھاری اکثریت لے کر آجائیں۔ جمہوریت کا تو یہ مطلب ہے کہ عام آدمی کی آواز اسلام آباد میں سنی جائے۔

سیاست میں منفی رجحانات اور ذاتی جملوں کے استعمال کے بارے میں ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے عاصمہ جہانگیر نے کہا کہ میں ایوب خان کے زمانے سے سیاست دیکھ رہی ہوں۔ میرا تعلق ان کے دور میں حزب اختلاف سے رہا ہے۔ ان کے زمانے میں لوگ جیل بھی گئے، سیاستدانوں اور کارکنوں پر تشدد بھی ہوا مگر کبھی کسی کی ماں، بیٹی یا بہن کو ہاتھ نہیں لگایا گیا۔ لوگوں کی جائیدادیں بھی ضبط کی گئیں، خود ہماری جائیداد بھی چھینی گئی لیکن مجھے یا میری والدہ کو کبھی یہ خوف محسوس نہیں ہوا کہ یہاں کبھی کوئی ایسا کھیل کھیلا جائے گا، جس میں عورت کو استعمال کیا جائے گا۔ اس زمانے میں ایک حد مقرر تھی، جسے نہ اپوزیشن پار کرتی تھی اور نہ حکومت، لوگ ذاتیات پر نہیں آتے تھے۔ یحییٰ خان کا دور آیا تو انہوں نے متعارف کروا دیا کہ جو اسٹیبلشمنٹ کا کھیل کھیلے گا، وہ اقتدار میں آجائے گا۔ اس کے بعد بھٹو صاحب کے دور میں ایوب دور کی وضع داری کا خاتمہ کر دیا گیا۔ صرف اقتدار اور حزب اختلاف دونوں ذاتیات پر حملے کرنے لگے۔

انسانی حقوق کے اداروں کی کارکردگی کے حوالے سے عاصمہ جہانگیر نے کہا کہ میں سمجھتی ہوں کہ کئی سنجیدہ مسائل تھے جن کو حل ہونا چاہیے تھا مگر وہ حل نہیں ہو سکے لیکن ساتھ ہی کئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسائل ایسے ہیں جو ہماری وجہ سے سامنے آئے ہیں، جن میں بہتری کی امید ہے، میں یہ نہیں کہتی کہ ہماری تحریک نے کوئی بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے لیکن میں سمجھتی ہوں کہ پاکستان جیسے ملک میں اس تحریک کا زندہ رہنا اور کام کرنا ہی بہت بڑی کامیابی ہے۔

اس سوال کے جواب میں کہ وہ کیا طریقہ کار ہے، جسے اختیار کر کے آپ کی تحریک یا تمام ادارے یا تمام قوم دیانتداری اور فرض شناسی سے کام کر سکتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ میرے خیال میں کوئی بھی یہ طریقہ کار نہیں بتا سکتا لیکن چند بنیادی باتیں ضروری ہیں۔ سب سے پہلے ہم حکومتی اور قانونی اداروں کو مضبوط بنائیں۔ قانون پر نا صرف عمل ہو بلکہ اس کی تعظیم بھی ہو۔ قانون کی تعظیم نہ ہو تو اس کا نتیجہ لاقانونیت کی شکل میں سامنے آئے گا۔ ہمیں مسائل سے پر معاشرے سے نکل کر ترقی یافتہ پرسکون معاشرے میں آنے کی ضرورت ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ آج پاکستان کو چیلنجوں کا سامنا ہے اور ان میں سب سے بڑا چیلنج یہ بھی ہے۔

ایک امید پرست شخصیت کے طور پر عاصمہ جہانگیر نے ملک و قوم کو درپیش مسائل کے باوجود بہتر مستقبل کی امید ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ ہماری قوم کی ایک بڑی خوبی یہی ہے کہ وہ برے سے برے حالات کا بھی بے جگری سے سامنا کر لیتی ہے۔ ایسے دیہات جہاں پانی و بجلی نہیں ہے، وہاں بیماریاں ہیں وہاں بھی لوگ اپنی مدد آپ کے تحت زندہ رہتے ہیں۔ ہو سکتا ہے یہاں آباد مختلف اقوام کو ایک دوسرے سے شکایتیں ہوں لیکن ہمارے ایک دوسرے سے بہت گہرے روابط ہیں، اس لئے مجھے امید ہے کہ ہم حالات کا مقابلہ کر جائیں گے۔

پاکستان میں بدلتے رویوں اور حکومتوں کے نظریہ ضرورت کے تبدیل ہوتی پالیسیوں پر تبصرہ کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اس بات سے مسائل کا تعلق بہت گہرا ہے مثلاً جب کراچی میں ماورائے عدالت قتل ہو رہے تھے تو ہماری پہلی تنظیم تھی، جس نے سب سے پہلے اس کے خلاف رپورٹ لکھی۔ اس دور کی حکومت ہم سے ناراض ہوئی۔ یہ ہمارا مشکل وقت تھا لیکن کئی دفعہ ایسا بھی ہوا کہ حکومت کو ہماری ضرورت پڑی اور اس نے ہم سے مدد کی درخواست کی۔ مثلاً پچھلے دنوں چائلڈ لیبر کے حوالے سے ساری دنیا میں پاکستان کے خلاف تحریک چلائی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئی۔ تب ہماری تنظیم نے نہایت مثبت اور اہم کردار ادا کیا اور اس تحریک کا زور توڑا۔ ہم نے دنیا کو باور کرایا کہ پاکستان میں بچوں سے مشقت لی جاتی ہے اور یہ درست ہے کہ اس سلسلے میں حکومتوں نے موثر کردار ادا نہیں کیا مگر جس قسم کا پراپیگنڈہ پاکستان کے خلاف کیا جا رہا ہے، وہ غلط ہے۔

دوسری طرف سے حکومت پر بھی دباؤ ڈالا کہ آپ کو اپنے مفاد کیلئے کچھ اقدام اس سلسلے میں کرنے ہوں گے۔ مندرجہ بالا مثالوں سے میں واضح کرنا چاہتی ہوں کہ حکومت نے ہم سے امتیازی سلوک بھی روا رکھا ہے لیکن اسے ہمارے آگے جھکنا بھی پڑا ہے۔ کوئی دور حکومت بھی ایسا نہیں گزرا، جس میں ہمارے دفتروں پر خفیہ اداروں نے چھاپے نہیں مارے۔ ہمارے ریکارڈ نہ ضبط کئے ہوں۔ ہمارے لئے یہ سب معمول کی باتیں ہیں۔ ضیاء دور میں ہمارے کارکنوں نے جیلیں بھی کاٹی تھیں۔ پاکستان میں داخلی انتشار کو بیرونی عوامل کا براہ راست ردعمل قرار دیتے ہوئے عاصمہ جہانگیر نے کہا کہ داخلی انتشار کی ایک بڑی وجہ بین الاقوامی مسائل ہیں۔ مثلاً ہم جب افغانستان کیلئے آگے بڑھے تو داخلی مسائل پیدا ہوئے۔ مثال کے طور پر منشیات اور اسلحے کی فراوانی وغیرہ۔ جب کسی ملک کے اندر انارکی پیدا ہو جاتی ہے تو وہاں خود بخود بہت سے مسائل جنم لیتے ہیں۔ پھر یہ نہیں ہوتا کہ وہ عناصر جن کو حکومت وقت کی سرپرستی حاصل ہو، وہی انتشار پھیلائیں بلکہ مزید چھوٹے چھوٹے گروپس بھی جنم لیتے ہیں، جو حکومت کے کنٹرول میں نہیں رہتے۔ پچھلے کئی برسوں سے پاکستان میں یہی ہو رہا ہے۔ انتشار کی ابتداء حکومت کی پالیسیوں کی وجہ سے ہوئی ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ ایک پیچیدہ صورتحال ہے۔

50 برسوں میں خواتین کے مسائل کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ خواتین کا سب سے بڑا مسئلہ معاشرتی رویوں کا ہے۔ عورت ایسی مخلوق ہے جس کا رتبہ آدھے سے بھی کم ہے۔ مختلف مسائل اسی مسئلے کی وجہ سے ہیں۔ اس کے علاوہ خواتین کو معیشت سے دور رکھنا بھی بہت سے مسائل کی جڑ ہے۔ عورت معاشی طور پر خود کفیل ہو گی تو بہت سے مسائل خود بخود حل ہو جائیں گے۔ دیگر ممالک کی خواتین سے پاکستانی خواتین کا موازنہ کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ پاکستانی عورت انتہائی پسماندہ ہے اور یہ میں نہیں کہہ رہی، پوری دنیا کی رپورٹس کہہ رہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں، مثلاً جنوبی ایشیاء کے ممالک میں پاکستان کی عورت ہر لحاظ سے پیچھے ہے۔ وہ معاشی جدوجہد تو بہت زیادہ کرتی ہے مگر اس کا معاوضہ اسے بہت کم ملتا ہے۔ اسے قانونی تحفظ حاصل نہیں جو تحفظات حاصل ہیں، ان پر عمل نہیں ہو رہا۔ حاملہ خواتین یا دوران زچگی خواتین کی اموات کی شرح سب سے زیادہ ہے۔ دنیا بھر میں ہماری عورتوں پر سب سے زیادہ تشدد ہو رہا ہے اور میں یہ سمجھتی ہوں کہ اس کی بڑی وجہ جاگیردارانہ اور زمیندارانہ نظام ہے۔

گزشتہ 50 برسوں میں ہماری عورت نے کیا کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ اس سوال کے جواب میں عاصمہ جہانگیر نے کہا کہ ہماری عورت اس لحاظ سے قابل ستائش ہے کہ اس کے اندر جدوجہد کا جذبہ اور صبر کا جو مادہ موجود ہے، وہ دنیا کی کسی عورت میں نہیں۔ تمام تر نامساعد حالات کے باوجود ہماری عورت اپنا وجود اپنی پہچان قائم رکھے ہوئے ہے۔

اس سوال کے جواب میں کہ کل کی ماں زیادہ ذمہ دار تھی یا آج کی ماں، عاصمہ جہانگیر نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ میں سمجھتی ہوں کہ ماں ہر زمانے میں ذمہ دار رہی ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ کل کی ماں ذہن میں کشمکش، ذہنی پریشانیاں اپنے بچوں کو منتقل کر رہی ہے لیکن اس کے ساتھ ہی وہ اپنی سوچ کی صلاحیت بھی اپنے بچوں کو منتقل کر رہی ہے۔ آج کی ماں کی ذمہ داری اس لئے بڑھ گئی ہے کہ آج کے بچے کو متاثر کرنے کیلئے بہت ساری چیزیں ہیں، جن میں سب سے اہم الیکٹرانک میڈیا ہے۔ میں بچوں کی پرورش میں ماں کو اس لئے ذمہ دار نہیں ٹھہراتی کہ ہمارے گھر میں ماں کی وہ حیثیت یا اسے وہ اختیار نہیں ہے، اس لئے بچہ بھی اس کی کوئی بات نہیں مانتا۔ ماں بارہ تیرہ برس تک بچے کی پرورش کر سکتی ہے لیکن اس کے بعد بچہ بھی سمجھتا ہے کہ اس عورت کی تو گھر میں کوئی عزت ہی نہیں تو پھر میں کیوں اس کا حکم بجالاؤں۔ جب ہم ماں کی ذمہ داری کی بات کرتے ہیں تو پہلے ہمیں اس کو عزت دینا ہوگی۔ مصروفیات کی بناء پر کنبے کا سربراہ اپنے بچوں کی پرورش نہیں کر سکتا۔ آنے والا وقت بتا رہا ہے کہ اس کی مصروفیات میں مزید اضافہ ہوگا۔ اس وقت کے بارے میں آپ کیا سوچتے ہیں؟

اس سوال پر تبصرہ کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اول تو یہ کہ کنبے کا سربراہ صرف مرد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں بلکہ مرد اور عورت دونوں ہیں ۔ میرے خیال میں آنے والے وقت میں بچوں کی پرورش بہت مشکل چیلنج ثابت ہوگی ۔

اسماعیل قریشی ایڈووکیٹ کے دلائل

جولائی 1984ء کا واقعہ ہے ۔ اسلام آباد میں ایک سیمینار میں عاصمہ جہانگیر نے حضورؐ کی شان میں گستاخانہ الفاظ استعمال کئے ، جس سے وہاں حاضرین مشتعل ہو گئے ۔ کچھ لوگوں نے اٹھ کر عاصمہ پر حملہ کرنے کی کوشش کی ، وہ چاہتے تھے کہ عاصمہ کو اس گستاخی کی سزا دی جائے ۔ اس پر اخبارات میں کافی تبصرے آئے ۔ اسی دوران آپا نثار فاطمہ میرے پاس آئیں اور کہا کہ توہین رسالتؐ کے قانون کے بارے میں بھی آپ سے تعاون کرنا چاہتی ہوں ۔ میں نے انہیں کہا کہ آپ اسمبلی میں بل پیش کریں ۔ ہم نے مختلف اراکین قومی اسمبلی اور وزارت قانون کے حکام سے رابطہ کیا ، اس وقت اقبال احمد خان وزیر قانون و انصاف تھے ۔ اس نے ہم سے پوچھا ہم نے بتایا کہ حضورؐ کی شان میں گستاخی کی سزا موت ہے ۔ اس نے کہا کہ آپ ہمیں بتائیں کہ قرآن میں کہاں ہے ، میں نے جواب دیا کہ شراب کی سزا اسی کوڑے جو آپ نے مقرر کی ہے ، وہ قرآن میں نہیں ہے ۔ حدیث میں ہے لیکن گستاخ رسولؐ کی سزا حدیث میں بھی ہے اور قرآن میں بھی موجود ہے ۔ مجھے افسوس ہے کہ اس وقت دوسرے لوگ جس میں شاہ بلیغ الدین ، لیاقت بلوچ اور ظفر ندوی وغیرہ نے کہا کہ اسے چھوڑیں کہیں فرقہ وارانہ فساد نہ پیدا ہو جائیں ۔ میں نے کہا کہ ہم تو یہ قانون اقلیتوں کے تحفظ کیلئے بنا رہے ہیں ورنہ ہوتا یہ ہے کہ جس نے حضورؐ کی شان میں گستاخی کی ، اس کو وہیں مار دیا جاتا ہے ۔ جس طرح ایک واقعہ میں میرے پاس چار نوجوان آئے اور کہا کہ ہم مشتاق راج کو زندہ نہیں چھوڑیں گے ، اس لئے میں نے کہا کہ اگر قانون موجود نہیں ہوگا تو لوگ قانون کو ہاتھ میں لے لیں گے ، اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ اس قانون کو بنایا جائے تا کہ کوئی گستاخی کرے تو اس کا عدالت میں ٹرائل کیا جائے اور اگر ملزم ثابت کریں کہ وہ بے گناہ ہیں تو انہیں رہا کر دیا جائے گا ۔ پھر جب بل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منظور ہوا تو انہوں نے یہ کہا کہ سزائے موت کے ساتھ عمر قید کی سزا بھی مقرر کر دی۔ مجھے دوبارہ پٹیشن تیار کرنا پڑی۔ میں نے ثابت کیا کہ اس جرم کی سزا موت ہے اور اس میں کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔ ہماری پٹیشن منظور ہوئی۔ یہ بل ہم نے عاصمہ جہانگیر کی تقرری کے بعد ہی تیار کرایا تھا۔

اب 295-C کا اضافہ ہوا ہے اور اب حضورؐ کی شان میں گستاخی کی سزا صرف موت ہے۔

اس کے بعد سلامت مسیح کا کیس سامنے آیا۔ انہوں نے دیواروں پر جو الفاظ لکھے، وہ لوگوں نے مٹا دیئے اور لوگ وہ الفاظ دوبارہ زبان پر نہیں لا سکتے تھے۔ عاصمہ جہانگیر ان ملزموں کی طرف سے پیش ہوئیں۔ میں ان کے خلاف استغاثے کی طرف سے کیس لڑتا رہا۔ ملزمان کو بری کر دیا گیا۔ اس وقت بے نظیر کی حکومت تھی۔ سینئر جج موجود تھے لیکن حکومت نے ان ججوں کو لگایا جو ان کی پارٹی سے وابستہ تھیں تھے۔ فیصلے پر بڑی لے دے ہوئی۔ ملزمان کو اسی رات ملک سے باہر بھجوانے کا انتظام کیا گیا۔ ایک ملزم پر فائرنگ ہوئی اور وہ ہلاک ہو گیا۔ اس کے بعد ہلاک ہونے والے کی طرف سے عاصمہ نے پیروی کی جبکہ مسلمان ملزمان کی طرف سے میں وکیل تھا۔ سیشن کورٹ نے ان کو بری کر دیا۔

جب میری کتاب قانون توہین رسالت اور ناموس رسالت آئی تو عاصمہ نے بار میں میری مخالفت شروع کر دی۔ کہنے لگی کہ قریشی صاحب میرے اور میرے خاندان کے دشمن ہیں۔ میرے خلاف پمفلٹ تقسیم کرتی رہیں۔ بعد میں سینئر وکلاء نے عاصمہ سے کہا کہ قریشی صاحب کے خلاف یہ پراپیگنڈہ بند کر دیں۔ اس کے بعد ایک روز انہوں نے امریکہ جانا تھا تو ایک واقعہ پیش آیا کہ چار نوجوان ان کے گھر داخل ہو گئے، ایک کے پاس ریوالور اور دوسرے کے پاس پستول تھا۔ تیسرے کے پاس چھرا اور چوتھے کے پاس کفن دفن کا سامان تھا۔ یہ باتیں ایف آئی آر میں درج کرائی گئیں۔ رپورٹ کے مطابق ایک نوجوان نے پستول سے حنا پر فائر کیا، وہ مس فائر ہوا۔ اس کے ساتھ ہی ان کے بہنوئی پر حملہ آور ہوئے، وہ بھی بچ گیا۔ ان کا کہنا ہے کہ ملزمان کا منصوبہ تھا کہ وہ ہمیں چوک تک لے جاتے، وہاں ذبح کرتے اور چوک میں ہماری لاشیں لٹکاتے۔ ملزمان کے گھر والوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ ملزمان کو اہل سنت والجماعت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور سپاہ صحابہؓ سے بتایا گیا۔ میں ان ملزمان کے والدین کی طرف سے وکیل پیش ہوا۔ میں نے کہا کہ اگر جرم لڑکوں نے کیا ہے تو ان کے اہل خانہ کا کیا قصور ہے، بعد میں وہ لڑکے گرفتار ہوئے، ان کو ٹارچر کر کے ان کا بیان ریکارڈ کیا گیا، جس میں انہوں نے کہا کہ ہم نے اسماعیل کی کتاب ناموس رسولؐ اور قانون توہین رسالتؐ پڑھی۔ یہ کتاب پڑھنے کے بعد ہم مشتعل ہو گئے اور ہم نے سوچا کہ عاصمہ اور اس کے خاندان کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ انہوں نے کہا کہ ہم اقرار جرم کرتے ہیں، مجھے ایس پی کا فون آیا کہ آپ کے خلاف رپورٹ درج ہوئی ہے، آپ آ کر اپنا بیان ریکارڈ کرائیں۔ میں نے کہا کہ میں آپ کے آفس آنے کیلئے تیار نہیں ہوں، اگر آپ کے پاس وارنٹ ہیں تو یہاں آ جائیں اور مجھے گرفتار کر لیں۔ حقیقت میں یہ ایک بڑی لابی ہے جو کام کر رہی ہے اور وہ قادیانی لابی ہے۔ قادیانیوں کے خلاف میں کیس لڑتا رہا ہوں۔ قادیانیوں کی سرگرمیوں کا جائزہ لینے کیلئے عدالت کی طرف سے ہماری ایک ٹیم ربوہ گئی تھی، وہاں ہم نے ایک ایک چیز کا جائزہ لیا، وہاں جا کر معلوم ہوا کہ ریاست کے اندر ایک ریاست قائم ہے، ان کی اپنی ٹرانسمیشن ہے، ریڈیو اسٹیشن ہے، ان کی اپنی عدالتیں ہیں، ان کی اپنی پولیس فورس ہے۔ وہاں کوئی جرم کرتا ہے تو ان کے اپنے جج فیصلہ کرتے ہیں۔ ہم ان کے قبرستان گئے تو معلوم ہوا کہ وہاں ان کی تمام قبریں بطور امانت دفن ہیں کہ جب ہندوستان اور پاکستان ایک ہو جائیں گے تو پھر ان کو قادیان میں جا کر دفن کیا جائے گا۔ ہم نے یہ ساری رپورٹ عدالت کو پیش کی اور بتایا کہ ان کے کیا عزائم ہیں۔ انہوں نے پاکستان کو ابھی تک تسلیم نہیں کیا۔ امانتاً دفن کرنے کا مقصد بھی ہے کہ انہوں نے اس سرزمین کو تسلیم ہی نہیں کیا۔ ہم نے یہ رپورٹ پیش کر دی، اس کے بعد کبھی بھی کوئی معاملہ ہوتا تو عاصمہ کہتیں کہ ایسی باتوں کے پیچھے اسماعیل قریشی کا ہاتھ ہے، یہ میرے اور میرے خاندان کو مارنے کے درپے ہے۔ اس کے بعد قادیانیوں کے سلسلے میں ظہیر الدین کیس میں میں سپریم کورٹ گیا۔ قادیانی پاکستان میں اپنا سو سالہ جشن منانا چاہتے تھے، وہ ہم نے بند کرایا، ہم نے کہا کہ جھوٹی نبوت کے دعویداروں کو ہم پاکستان میں جشن نہیں منانے دیں گے۔ قادیانی لابی کے سارے وکیل اس کیس میں موجود تھے، اس کیس میں منظور قادر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قادیانیوں کی طرف سے پیش ہوئے، اس کے بعد بٹالوی صاحب آئے اور میں ہائیکورٹ کی طرف سے تھا۔

عاصمہ ایک شخص جہانگیر کی بیوی ہے اور جہانگیر قادیانی ہے، جس کا وہ خود اقرار کرتی ہے۔ ایک مسلمان عورت قادیانی کی بیوی نہیں رہ سکتی۔ اسلام کے نقطہ نظر سے وہ برملا کہتی ہے کہ میرا خاندان قادیانی ہے۔ اب انہوں نے اپنے بچاؤ کیلئے ایک این جی او بنالی ہے۔ ہیومن رائٹس کی این جی او بنا کر یہ صرف قادیانیوں کا تحفظ چاہتی ہے، اس کے بعد انہوں نے عیسائیوں کو ساتھ ملا لیا۔

جب معراج خالد میری کتاب "قانون توہین رسالت" کی تقریب میں آئے تو انہوں نے کہا کہ یہ کتاب اقلیتوں کے تحفظ کیلئے ہے۔ ایس ایم ظفر نے بھی اس کتاب کی تعریف کی۔

عاصمہ جہانگیر کے ہیومن رائٹس کے دوہرے معیار ہیں۔ وہ خود ہیومن رائٹس کی خلاف ورزی کر رہی ہے۔ ان کے اپنے قالینوں کے کارخانے پر چائلڈ لیبر سے کام لیا جاتا ہے۔ اگر ہیومن رائٹس کا اتنا خیال ہے تو پہلے گھر سے اس کا آغاز کریں کہ ایسا کیوں ہوتا ہے، جب باہر کی این جی اوز یہاں آئیں تو انہوں نے وہاں اپنے اخباروں میں یہ رپورٹ شائع کی کہ عاصمہ کے اپنے کارخانوں میں چائلڈ لیبر سے کام لیا جاتا ہے۔ یہ اپنے آپ کو ہیومن رائٹس کی علمبردار بتاتی ہے۔ اس کے شوہر کے یہ کارخانے لاہور کے ایریا میں ہی ہیں۔ عاصمہ باہر جا کر رپورٹیں دیتی ہے کہ پاکستان میں سب سے زیادہ قادیانیوں پر ظلم ہو رہا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ توہین رسالت کا قانون بننے کے بعد سب سے بڑا ٹارگٹ قادیانی ہیں۔ عاصمہ نے یہاں امریکی اسسٹنٹ سیکرٹری آف سٹیٹ رابن رافیل کے ساتھ بیان دیئے۔ اس کو اگر درد ہے تو صرف قادیانیوں کا ہے اور قادیانی لابی اس کی پوری مدد کرتی ہے اور اس لابی کو اسرائیل سے سپورٹ مل رہی ہے۔ وہاں پر کسی ملک کا کوئی مشن کام نہیں کر رہا۔ اسرائیل میں دنیا کے کسی اسلامی ملک کا کوئی مشن نہیں ہے، اسرائیل میں قادیانیوں کا مشن کام کر رہا ہے، ان کا اسرائیل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ گٹھ جوڑ ہے۔ پہلے عیسائیوں سے ان کا مذہب ملا ہوا تھا، اب اسرائیلیوں سے بھی گٹھ جوڑ کر لیا ہے۔ اب تو یہاں جرمن چانسلر آتا ہے تو وہ بھی کہتا ہے کہ اس قانون کو منسوخ کرو، امریکی صدر بھی کہتے ہیں اس قانون کو منسوخ کرو۔ یہ قادیانیوں اور کرسچن کی ہمدردیاں حاصل کرتی ہے۔ عاصمہ کا مشن ہے کہ پاکستان سے توہین رسالت کا قانون منسوخ کرایا جائے۔

عاصمہ کی ساری فنڈنگ قادیانی لابی کرتی ہے، کرسچین مشنریز کرتے ہیں اور اسرائیل کر رہا ہے اور امریکہ سے اس کے ڈائریکٹ رابطے ہیں، آپ نے دیکھا ہوگا یہ انڈیا بھی جاتی ہے۔ یہ کشمیر پر بات نہیں کرتیں، منڈیلا کو کشمیر میں ظلم و ستم پر درد ہوتا ہے، ساری دنیا کو درد ہوتا ہے لیکن اس نے آج تک کشمیر پر ایک لفظ نہیں کہا۔ بوسنیا میں مسلمانوں پر ظلم ہوئے، بار بار قرارداد پیش کی لیکن عاصمہ نے بالکل حصہ نہیں لیا۔ کوسوو کے بارے ہیومن رائٹس کی اس چیمپین کے منہ سے ایک لفظ نہیں نکلا۔ یہ ہیں عاصمہ کے سٹینڈرڈ آف ہیومن رائٹس۔

جہاں تک خواتین کے حقوق کی بات ہے، یہ پچھلے دنوں سپریم کورٹ میں بھی پیش ہوئی تھیں کہ مرد کی ایک شادی ہونی چاہیے، چار شادیوں کا رواج ختم ہونا چاہیے۔ میں نے کہا کہ اسلام عالمگیر مذہب ہے، یہ ہر زمانے کیلئے ہے، جس طرح یورپ میں شوہر کا تصور ختم ہو رہا ہے۔ عورت اور مرد بطور دوست رہنے لگے ہیں، اس طرح انہوں نے جو ادارہ دستک کھولا ہے، یہاں یہ لڑکے اور لڑکی کی ملاقاتیں بطور دوست کراتی ہیں۔ یورپ کے کلچر کو یہاں متعارف کرا رہی ہیں۔ اب انہوں نے کہا کہ قاضی کے پاس نکاح کی ضرورت ہی نہیں رہی، عاصمہ نے کہا کہ میں خود نکاح پڑھا سکتی ہوں۔ کہتی ہے کہ آئیں بیٹھیں، یہ نکاح کیا ہے، بس دو دل مل گئے۔ بس عاصمہ نے پوچھا تم اسے پسند کرتی ہو اور تم اسے پسند کرتے ہو، دونوں کے ہاتھ ملا دیئے، اس طرح انہوں نے صائمہ کیس میں مذہبی گھرانوں کو بدنام کرنے کیلئے یہ پراپیگنڈہ کیا اور یہ ظاہر کیا کہ یہاں کے مذہبی گھرانوں کی لڑکیاں بھی آزادی چاہتی ہیں۔ اب یہ وہ کلچر پاکستان میں لانا چاہتی ہے جس نے یورپ کی تہذیب کو تباہ کر دیا ہے۔ یورپ کو فری سوسائٹی نے تباہ کیا ہے اور وہ اب اخلاقیات کی طرف آ رہے ہیں۔ یہ لوگ نہ پاکستان کے ہمدرد ہیں اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ اسلام کے۔ یہ ملک اسلام کیلئے بنا تھا، اسلامی اقدار کیلئے بنا تھا، اسلامی قوانین بنے تھے۔ اگر یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم اسلام کے قوانین کے پابند نہیں رہنا چاہتے تو پھر ان کو اس ملک میں رہنے کا کوئی حق حاصل نہیں۔ سیکولر ممالک میں بھی بالادستی ان کے مذہب کی ہوتی ہے۔ اگر یہ اسلام کے قانون کی پابندی نہیں کرتے تو یہ اس ملک کے قانون سے بغاوت ہے اور یہ ملک کے ساتھ غداری ہے۔ قادیانیوں کو آئین نے غیر مسلم قرار دیا ہے۔ 295-C کا قانون صرف اقلیتوں پر نہیں، مسلمانوں پر بھی لاگو ہوتا ہے۔ یوسف کذاب پر بھی یہ قانون لاگو ہوا ہے۔ ہم تو کہتے ہیں کہ اگر کوئی مسلمان بھی حضورﷺ کی شان میں گستاخی کرتا ہے تو وہ بھی سزائے موت کا مستحق ہے۔

عاصمہ جہانگیر کے بیانات

جنرل مشرف کی پریس کانفرنس میں آگرہ ملاقات کے موقع پر انسانی حقوق کی تحریک کی ایک فعال کارکن محترمہ عاصمہ جہانگیر کی سرگرمیوں اور بیانات کے بارے میں بھی ایک سوال کیا گیا، جس پر جنرل صاحب نے کہا کہ جو پاکستانی بیرون ملک جا کر پاکستان کے خلاف بات کرتے ہیں وہ ان کے بارے میں بہت کچھ کہنا چاہتے ہیں لیکن نہیں کہیں گے۔ جس پر عاصمہ جہانگیر نے کہا ہے کہ میں نے ہندوستان میں پاکستان کی ریاست کے بارے میں کوئی مخالفانہ بات نہیں کی۔ ہاں میں نے یہاں مروج نظام پر تنقید ضرور کی تھی۔ عاصمہ جہانگیر یقیناً ایک متنازع شخصیت ہیں، اس میں کوئی کلام نہیں کہ وہ جراُتمندانہ اور بیباک ہیں اور اپنی دانست میں اچھے مقاصد کیلئے کام کر رہی ہیں لیکن اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ بعض اوقات ان کے اقوال اور افعال سے یہ تاثر بھی پیدا ہوتا ہے کہ وہ پاکستان کے قومی مفادات (نہ کہ حکومتی مفادات) کے خلاف بھی بات کر جاتی ہیں۔ مثال کے طور پر میرے سامنے 15 جولائی کا "ہندوستان ٹائمز" ہے۔ اس کے صفحہ 14 پر ان کی ایک بڑی تصویر کے ساتھ ان کا ایک انٹرویو شائع ہوا ہے، جس کا صرف پہلا سوال اور ان کا جواب یہاں نقل کر رہا ہوں۔ ملاحظہ فرمایئے۔

The pakistani establishment and the media are obsessed with Kashmir, not the people. How many

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

times you have seen the people in pakistan take to the streets for Kashmir ? It has been strategically made an obsession for political gain. It justifies maintaining a larg army. Every establishment and Government in Pakistan has used Kashmir to its own advantages. It comes handy to divert attention from domestic failures. It is useful to stifle people's voices when ever necessary.

آپ دیکھیں گے کہ انہوں نے یہ خلاف واقعہ بات کہی ہے کہ پاکستان کے عوام کو تنازع کشمیر سے کوئی غیر معمولی ذہنی وابستگی نہیں ہے۔ ہاں (ان کے بقول) پاکستن کی ہیت مقتدرہ اور اس کے میڈیا کو جنون کی حد تک مسئلہ کشمیر سے ضرور لگاؤ ہے۔ اب اگر مس جہانگیر یہ کہیں کہ میرا یہ بیان پاکستان اور اس کے مفادات کے خلاف نہیں ہے بلکہ یہاں کے سسٹم کے خلاف ہے تو بہت کم لوگ ان سے متفق ہونا ممکن پائیں گے۔ اس قسم کا بیان ایسے وقت میں آگرے میں دینا جب پاکستان کے صدر تنازع کشمیر کی مرکزیت ثابت کرنے اور منوانے کی سرتوڑ کوشش کر رہے تھے، حب الوطنی کا آئینہ دار قرار نہیں دیا جاسکتا۔ ہم نہیں جانتے کہ مس عاصمہ کے پاس اپنے اس اظہار خیال کا کیا جواز ہے۔ اس طرح کی باتیں کر کے وہ اس جزوا اچھے کام کی افادیت بھی مشکوک بنا دیتی ہیں جو انسانی حقوق بالخصوص عورتوں کے حقوق کے حوالے سے وہ کرتی رہتی ہیں۔ ایک اسلامی معاشرے میں عورت کے کردار، حقوق اور ذمہ داریوں کے بارے میں عاصمہ جہانگیر کے نظریات ناپختہ (Half Baked) ہیں۔ اگرچہ انہیں خود اس کا احساس نہیں ہوگا۔ پاکستانی معاشرے کی کچھ سماجی اور اخلاقی اقدار ہیں جو قریب قریب مسلمہ ہیں۔ بالواسطہ اور بلاواسطہ ان کے تقدس کو مجروح کرنا بلکہ انہیں پامال کرنے کی حوصلہ افزائی کرنا کسی دانشمند یا عورت کو زیب نہیں دیتا۔ مس جہانگیر اگر اپنی بے باکی اور جرأت مندی کو بعض حدود کے اندر رکھیں اور خود ان کیلئے بھی بہتر ہوگا۔

☆☆☆

14936

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارشاد احمد حقانی بمقابلہ عاصمہ جہانگیر

ارادہ تو ہندوستانی مسلمانوں کے حالات کے بارے میں اپنے مشاہدات اور مطالعے کی پہلی قسط شائع کرنے کا تھا لیکن آج صبح انسانی حقوق کمیشن پاکستان کی سابق سربراہ محترمہ عاصمہ جہانگیر کا ایک فیکس پیغام موصول ہوا جو انہوں نے میرے 22 جولائی کے ایک نوٹ کے جواب میں ارسال کیا ہے۔ ان کی خواہش ہے کہ ان کے جواب کو من وعن شائع کیا جائے اور میں ایسا ہی کر رہا ہوں۔ ضروری ہے کہ میں اس پر اپنی بھی کچھ معروضات پیش کروں۔ پہلے مس عاصمہ جہانگیر کا خط۔

جناب ارشاد احمد حقانی

السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ نے اپنے کالم بعنوان ”عاصمہ جہانگیر کے بیانات“ میں میرے انٹرویو اور انسانی حقوق کے حوالے سے میری سرگرمیوں کو ہدف تنقید بنایا ہے، جس کا جواب دینا میں ضروری خیال کرتی ہوں تاکہ عوام کو آئینہ کے دونوں رخ دکھائے جاسکیں۔ مجھے امید ہے کہ آپ صحافتی اقدار کا خیال رکھتے ہوئے میرے جواب کو من وعن اپنے کالم میں ضرور شائع کریں گے۔ (اگرچہ آپ نے 22 جولائی کے کالم میں ان صحافتی اقدار کا خیال نہیں رکھا جن کے تحت آپ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرا موقف براہ راست اور بلاواسطہ مجھ سے معلوم کرتے)۔

آپ نے اپنے کالم میں ہندوستان ٹائمز کو دیئے جانے والے میرے انٹرویو کا حوالہ دیا ہے اور اس انٹرویو کا کچھ حصہ سیاق وسباق سے ہٹ کر شائع کر دیا جبکہ اپنے الزام کے حوالے سے ضروری حصے آپ نے شائع نہیں کیے۔ اس طرح میرے بارے میں غلط تاثر پیدا کرنے کی کوشش کی جو اعلیٰ صحافتی اقدار کی صریحاً خلاف ورزی ہے۔ میں یہاں اپنے انٹرویو کے کچھ حصے آپ کے اور جنگ کے قارئین کے گوش گزار کرنا چاہتی ہوں تاکہ بات واضح ہو سکے۔ انٹرویو کے جس سوال کا جواب آپ نے شائع کیا ہے اس کا اگلا سوال اور جواب حاضر خدمت ہے۔

Q: Are you saying the people in Pakistan are not interested in Kashmir?

Ans: They have sympathy for the suffering people of Kashmir like they have for the people of Afghanistan. Except, in the case of Kashmir there is sense of guilt on the grounds that being responsible for the situation we have been unable to find a solution for it.

اوپر دیئے گئے حوالے سے واضح ہے کہ میں نے کہا کہ پاکستان کے لوگوں کو کشمیر کے عوام سے ہمدردی ہے جیسا کہ افغانستان کے عوام کے ساتھ بھی ہے، البتہ کشمیر کے حوالے سے اس بنیاد پر جرم کا احساس بھی ہے کہ ہم ایک ایسی صورتحال کے ذمہ دار ہیں جس کا ہم کوئی حل تلاش نہیں کر سکے۔ اسی طرح میں نے ایک اور سوال کے جواب میں کہا کہ

Q: Do you subscribe to the view that Kashmir is the Core issue?

Ans: Kashmir is the Core issue but the corest to the Kashmir issue is people's rights.

اپنے جواب میں، میں نے کشمیر کو "کور ایشو" مانتے ہوئے یہ بات بھی کہی کہ اس سے بھی زیادہ اہم وہاں کے لوگوں کے حقوق ہیں اور ویسے بھی Obsession اور Sympathy میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہت فرق ہوتا ہے۔ بہرحال میں آپ سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا کشمیر کے حوالے سے غیر معمولی ذہنی وابستگی سندھ، سرحد، بلوچستان اور پنجاب کے وسیع تر علاقوں میں نظر آتی ہے؟ پاکستان کے عوام اپنی بنیادی ضرورتوں کو پورا کرنے کی جدوجہد میں مصروف ہیں لہٰذا انہیں کشمیر کا Obsession نہیں ہے البتہ وہ انسانیت کے ناطے کشمیریوں کی حمایت کرتے ہیں جو کہ ایک اچھی بات ہے۔

آپ اور آپ جیسے تنگ نظر لوگوں نے حالات کو مسخ کر کے پیش کرنے کی ریت اختیار کی ہے۔ جنگ کے قارئین کیلئے آپ نے پورے حقائق بیان نہیں کئے جس کی وجہ سے آج پاکستان کی حالت یہ ہے کہ 21 ویں صدی شروع ہونے کے باوجود پاکستان میں جمہوریت نہیں ہے، لوگوں کے پاس کھانے کیلئے دو وقت کی روٹی اور پینے کیلئے صاف پانی تک نہیں ہے۔ بیروزگاری اپنے عروج پر ہے۔ بیروزگار نوجوان خودکشیاں کر رہے ہیں اور جس کو موقع ملتا ہے وہ ملک چھوڑے جارہا ہے۔ میرا یہ یقین ہے کہ خدانخواستہ اگر پاکستان اور بھارت کی جنگ ہوئی تو اس میں بہت بڑا ہاتھ آپ جیسے لوگوں کا ہوگا۔ فوجی حکمرانوں کی اتنی خوشامد کہ انہیں حقیقت نظر ہی نہ آئے، آپ جیسے معمر اخبار نویسوں کو ہرگز زیب نہیں دیتی۔

حقانی صاحب! آپ کو لکھنا تو اپنے ان غیر مہذب ساتھیوں کے بارے میں چاہیے تھا جنہوں نے آگرہ میں بھارت کی وزارت خارجہ کی ترجمانی کرنے والی خاتون کے ساتھ بدتمیزی کی، اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے دھکے دیئے۔ حیرت ہے کہ آپ بھی اس بدتمیزی پر خاموش ہیں! کیا آپ کی نظر میں اس اخبار نویس نے ایسا کر کے پاکستان کا نام روشن کیا ہے؟ یا یہ حرکت بھی کشمیر کے مسئلہ کے حل کیلئے کوئی اہم پیش قدمی تھی؟

میری آپ سے گزارش ہے کہ عمر کے اس حصے میں آپ اسٹیبلشمنٹ کی خاطر نہیں بلکہ پاکستان کے عوام کے حقوق کیلئے اپنی صلاحیتوں کو وقف کر دیں۔ اللہ آپ کو اس کی توفیق دے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خیر اندیش

عاصمہ جہانگیر ایڈووکیٹ

قارئین کو یاد ہوگا کہ عاصمہ جہانگیر کے بارے میں، میں نے اپنا مختصر تبصرہ اپنے 22 جولائی کے اصل کالم کے بعد درج کیا تھا، میں کوشش کرتا ہوں کہ جنگ کے ادارتی صفحہ کی غیر معمولی طور پر زیادہ جگہ استعمال نہ کروں اس لئے میں نے مس عاصمہ کا صرف ایک سوال اور اس کا جواب درج کرنے پر اکتفا کیا۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں نے ان کے انٹرویو کا کچھ حصہ سیاق و سباق سے ہٹ کر شائع کر دیا۔ مجھے نہیں معلوم کہ ان کے پاس اپنے اس دعوے کی کیا دلیل ہے ۔ سیاق و سباق سے ہٹ کر کوئی چیز شائع کرنے کا الزام اس وقت دیا جاتا ہے کہ جب کوئی ٹکڑا اچانک درمیان میں سے لے لیا جائے اور اس سے پہلے اور بعد کی عبارت سے اس کے ربط کو نظر انداز کر دیا جائے ۔ میں نے تو ان کا پہلا سوال اور اس کا جواب نقل کیا تھا۔ مس عاصمہ کو شاید معلوم نہیں کہ سیاق و سباق کیا ہوتا ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ "آپ میرا موقف براہ راست اور بلاواسطہ مجھ سے معلوم کرتے" آپ کی نئی دہلی اور آگرے میں موجودگی کے وقت آپ کی تصویر کے ساتھ آپ کا انٹرویو شائع ہوا ہے اور آپ اس کی کوئی وضاحت یا تردید جاری نہیں کرتیں ۔ اس کے بعد آپ کا موقف جاننے کیلئے آپ سے بالمشافہ گفتگو کرنے کی کیا ضرورت باقی رہ جاتی ہے۔ آپ کا انٹرویو ہی آپ کا براہ راست اور بلاواسطہ موقف ہے۔ غالباً آپ کو معلوم نہیں کہ جو شکایت آپ کر رہی ہیں، ایک چھپی ہوئی چیز کی موجودگی میں اس کا کوئی قرینہ نہیں ۔ اسے اگر آپ اعلیٰ صحافتی اقدار کی صریحاً خلاف ورزی کہتی ہیں تو میں آپ کا منہ کس طرح بند کر سکتا ہوں ۔ آپ اپنے انٹرویو کرنے والے سے پوچھتی ہیں کہ تم نے پاکستان کے عوام کو کتنی دفعہ کشمیر کی خاطر سڑکوں پر نکلتے دیکھا ہے ۔ یہ بات کوئی ایسا شخص ہی کہہ سکتا ہے جو پاکستان کی قومی زندگی کے بڑے دھارے سے بالکل کٹا ہوا ہو اور اسے عوامی جذبات کا مطلقاً کوئی شعور نہ ہو اور اگر وہ بے خبر نہ ہو تو دانستہ جھوٹ بول رہا ہو۔ میرے نقل کردہ آپ کے ایک جواب میں کم از کم نصف درجن جھوٹ ہیں جن پر محض عدالت کے خوف سے اپنے پہلے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تبصرے میں اظہار خیال نہیں کیا تھا۔آپ کہتی ہیں کہ پاکستان کے عوام کو اسی طرح کشمیر کے لوگوں سے ہمدردی ہے، جس طرح افغانستان کے لوگوں سے ہے۔ جس شخص کو کشمیر کی کاز سے پاکستانی عوام کی گہری جذباتی وابستگی کا اس قدر ناقص ادراک ہو، اسے یہ کہنے کا حق کس طرح پہنچتا ہے کہ وہ پاکستان عوام کے جذبات کی ترجمانی کرتا ہے۔آپ Obsession اور Sympathy میں فرق کرتی ہیں۔کیا آپ کو پتہ ہے کہ ہندوستان کے حکمران اہل پاکستان کو یہ الزام دیتے ہیں کہ انہیں کشمیر کے مسئلہ سے ایک Obsession ہے۔آپ بھی ہندوستانی حکمرانوں کی زبان بول رہی ہیں اور آپ کے اس استدلال کا منطقی نتیجہ یہ ہے کہ جنرل مشرف نے آگرہ کی سربراہ ملاقات میں جو کچھ کیا، جو کچھ کہا اور جو مطالبہ بھی کیا، وہ چونکہ کشمیر سے ان کی Obsession کا آئینہ دار تھا اس لئے پاکستان کے عوام ان کے کسی قول وفعل اور عمل اور مطالبے کی تائید نہیں کرتے۔کیا آج آگرہ میں جنرل مشرف کے کردار کے بارے میں عوامی موڈ یہی ہے؟ آپ ایسا ہی سمجھتی ہیں تو پاکستان نیشنل فورم کے پیر کے روز کے اجلاس میں اے آر ڈی کے عہدیدار منیر احمد خان کے ساتھ حاضرین کے سلوک پر ایک نظر ڈال لیں، آپ خود اپنے دفتر یا انسانی حقوق کمیشن کی عمارت سے باہر آ کر کسی تقریب میں وہ باتیں کہہ کر دیکھیں جو آپ نے ہندوستان ٹائمز کے انٹرویو میں کہی ہیں تو آپ کو ٹھیک ٹھیک اندازہ ہو جائے گا کہ کشمیر کے بارے میں حقیقی عوامی جذبات کی کیفیت کیا ہے۔آپ مجھ سے پوچھتی ہیں کہ کیا سندھ، بلوچستان، سرحد اور پنجاب کے وسیع تر علاقوں میں آپ کو کشمیر کے حوالے سے غیر معمولی ذہنی وابستگی نظر آتی ہے؟ مجھے تو بالکل نظر آتی ہے، اگر آپ کو نظر نہیں آتی تو آپ کیلئے دعا ہی کی جاسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بصارت اور بصیرت دونوں سے بہرہ ور کرے۔تین روزہ دہلی اور آگرہ مذاکرات کے دوران جنوبی ایشیاء کے کروڑوں عوام نے ایک ایک لمحے کی پیش رفت میں جو غیر معمولی دلچسپی لی ہے، بالخصوص پاکستان میں جس طرح ملک کے ہر شہر میں لوگوں کی بڑی تعداد نے اپنے آپ کو ہر پیش رفت سے آگاہ رکھا ہے، وہ آپ کے سوال کا مسکت جواب ہے۔آپ کہتی ہیں کہ پاکستانی عوام کے دلوں میں یہ احساس جرم ہے کہ کشمیر کی صورتحال کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چونکہ وہ ذمہ دار ہیں، اس لئے انہیں اس کی وجہ سے کشمیری عوام سے کچھ ہمدردی ہے۔ اس سے زیادہ سطحی بلکہ احمقانہ استدلال اور کیا ہو سکتا ہے۔ ساری دنیا تو کہتی ہے کہ کشمیریوں پر ہونے والے مظالم کا ذمہ دار ہندوستان کا حکمران طبقہ ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ "پاکستان کے عوام کو کشمیریوں سے ہمدردی اس لئے ہے کیونکہ ان کے اندر یہ احساس جرم پایا جاتا ہے کہ کشمیریوں کو موجودہ حالت سے دوچار کرنے کے وہ ذمہ دار ہیں" ماروں گھٹنا پھوٹے آنکھ کی اس سے زیادہ واضح مثال اور کیا ہو سکتی ہے۔ مس عاصمہ کہتی ہیں کہ میں نے اور مجھ جیسے تنگ نظر لوگوں نے حالات کو مسخ کر کے پیش کرنے کی ریت اختیار کی ہے اور اسی وجہ سے آج پاکستان میں جمہوریت نہیں ہے۔

پاپوش میں لگائی کرن آفتاب کی
جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی

میں نے ضیاء الحق کے مارشل لاء اور نواز شریف کے آمرانہ ہتھکنڈوں کے خلاف جس قدر لکھا ہے، وہ چونکہ ریکارڈ کی بات ہے، اس لئے اس پر مجھے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں لیکن میں ان سے بصد ادب دریافت کرتا ہوں کہ جب چار سال پہلے آپ کے مکان پر حملہ ہوا تھا اور آپ اپنی غلطیوں کے بھی باعث مشکلات میں گھر گئی تھیں تو مجھ جیسے تنگ نظر کے پاس مشورہ اور رہنمائی لینے کیلئے جنگ کے دفتر آنے کی ضرورت آپ نے کس طرح اور کیوں محسوس کی تھی؟ میں نے اس وقت بھی آپ سے کہا تھا کہ آپ کے اقوال اور افعال میں غلط اور صحیح اس طرح جمع ہو گیا ہے کہ آپ ہر معاملے میں High Moral Ground پر ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتیں۔ جہاں تک آپ نے جمہوریت کی عدم موجودگی اور لوگوں کی غربت کو جوڑنے اور انہیں علت اور معلول ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، اسے میں آپ کی سطحیت اور فقدان عمق کے سوا کوئی نام نہیں دے سکتا۔ آپ کے ممدوح ہندوستان میں تو جمہوریت ہمیشہ موجود رہی ہے تا ن لیکن وہاں آج بھی 50 کروڑ انسان خط افلاس سے نیچے رہ رہے ہیں۔ (اور میں یہ غربت اپنی آنکھوں سے ایک دفعہ پھر دیکھ کر آیا ہے) جبکہ دنیا میں متعدد ایسے ممالک ہیں جہاں سال ہا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سال تک جمہوری اقدار نہیں رہیں لیکن ان کے عوام کا معیار زندگی جمہوری سمجھے جانے والے ممالک کے عوام سے بدرجہا بہتر ہے۔ آپ نے بیروزگار نوجوانوں کے خودکشیاں کرنے کی بات کی ہے، کیا آپ کے پسندیدہ پچھلے جمہوری دور میں بیروزگاروں کی خودکشیاں انہونی بات تھی؟ جمہوریت کے فقدان اور غربت کے درمیان علت اور معلول کا تعلق ثابت کرنے کی کوشش غلط مبحث کے سوا کچھ نہیں۔ پاکستان کے عام آدمی نے بے نظیر اور نواز شریف کی حکومتوں کی برطرفی پر کتنا احتجاج کیا تھا اور کیا ان کے دور میں غربت اور بیروزگاری موجود نہ تھیں؟ جنگ افغانستان اور سمندر پار پاکستانیوں کی بھیجی ہوئی دولت کی وجہ سے ضیاء الحق کا دور (جو ظاہر ہے فقدان جمہوریت کا آئینہ دار تھا) مالی تنگ دستی کا دور نہ تھا اور خط افلاس کے نیچے رہنے والوں کی شرح صرف 17 فیصد تھی، اس وقت جمہوریت کے فقدان اور غربت کا تعلق کہاں غائب ہو گیا تھا؟ آپ فرماتی ہیں کہ پاکستان اور بھارت کی جنگ ہوئی تو اس میں بہت بڑا ہاتھ آپ جیسے لوگوں کا ہوگا، مجھے نہیں معلوم کہ میں آپ کی بے خبری کا ماتم کروں یا اپنی قسمت کا جس کو آپ جیسے کرم فرما تبصرہ نگار ملے ہیں۔ مجھ پر تو بعض کوتاہ اندیش لوگوں نے یہ الزام لگایا ہے کہ تم آگرہ کی سربراہ ملاقات سے بہت زیادہ توقعات وابستہ کرنے والوں میں شامل ہو۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ میں نے ان ہندوستانی فوجیوں کو ہار نہیں پہنائے، انہیں مٹھائیاں نہیں کھلائیں یا ان کے سامنے کیکلی نہیں ڈالی جن کے اور جن کے رفقاء کے ہاتھ کشمیریوں اور مسلمانوں کے خون سے رنگے ہوئے ہیں۔ میں نام نہاد امن کی خاطر قومی بے غیرتی کا راستہ یقیناً اختیار نہیں کر سکتا۔ آپ نے مجھے کہا ہے کہ مجھے فوجی حکمرانوں کی خوشامد زیب نہیں دیتی۔ مشرف حکومت کے بارے میں میرے خیالات چھپے ہوئے نہیں ہیں، چھپے ہوئے ہیں اور ہر شخص جانتا ہے کہ میں نے ان کی کارکردگی کی کس قدر تحسین کی اور اس پر کس قدر تنقید۔ 10 اکتوبر 2000ء کو گورنر ہاؤس لاہور میں جنرل مشرف کی پریس کانفرنس میں میرا سوال اور حالیہ Face the Nation پروگرام میں میرے دو سوالات پاکستان کا اخبار بین طبقہ ابھی بھولا نہیں ہوگا۔ لیکن محترمہ! مجھے یہ الزام دینے سے پہلے آپ 22 جولائی کے ایک انگریزی معاصر میں آگرہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملاقات پر اپنے مضمون کو ہی ایک نظر دیکھ لیتیں تو آپ کو مجھ جیسے آدمی کو فوجی حکمرانوں کی خوشامد کرنے کا الزام دینے کی جرأت نہ ہوتی۔ آپ نے اس میں جس طرح جنزل صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ کیلئے کلمات تحسین کہے ہیں (جو بجائے خود درست ہیں) ان کے پیش نظر میں آپ کے الزام پر صرف یہی شعر ہدیہ کر سکتا ہوں۔

تمہاری زلف میں پہنچی تو حسن کہلائی

وہ تیرگی جو میرے نامہ سیاہ میں تھی

میں آپ کے اس مشورے کیلئے شکر گزار ہوں کہ مجھے اپنی صلاحیتیں عوام کے حقوق کیلئے، نہ کہ اسٹیبلشمنٹ کیلئے وقف کرنی چاہئیں۔ مجھے اطمینان ہے کہ میں عوام کے حقوق ہی کی جنگ لڑ رہا ہوں۔ ہاں خدا کا شکر ہے کہ میرے نظریات آپ کی طرح Half - backed نہیں ہیں اور میں اقبال کے اس شعر پر یقین رکھتا ہوں

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر

خاص ہے ترکیب میں قوم رسولؐ ہاشمی

اگر آپ کو اقبال کے اس شعر کا مفہوم اور معنویت معلوم نہیں تو کسی سے پوچھ لیں لیکن شاید کسی کے سمجھانے کے باوجود بھی یہ آپ کی سمجھ میں نہیں آئے گا، اس لئے کہ

روشنی تو روشنی چشم کا ایک عکس ہے

بند آنکھوں پر نمود سحر کا امکاں کہاں؟

☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''مولانا'' عاصمہ جہانگیر کی نکاح خوانی

عطاء اللہ صدیقی

''آزادی نسواں کے علمبرداروں کو مبارک ہو کہ عاصمہ جہانگیر نے ایک اور ''انقلابی'' قدم اٹھاتے ہوئے نکاح خوانی کی دستار فضیلت پہن لی ہے۔ یہ ''عظیم اعزاز'' عاصمہ جہانگیر نے مورخہ 3 اپریل کو قاسم شفیع نامی نوجوان کا نتاشہ عالم نامی لڑکی کے ساتھ نکاح پڑھا کر حاصل کیا ہے۔ اس ''تاریخ ساز'' واقعہ کی ویڈیو فلم بھی استفادۂ عوام الناس کیلئے بنائی گئی ہے۔ اس فلم سازی کا فریضہ بیلجیم کے انسانی حقوق کمیشن کی ایک مخصوص ٹیم نے انجام دیا ہے جو اس ملک میں عاصمہ جہانگیر کی انسانی ونسوانی حقوق کے متعلق خدمات کے ناقابل تردید ثبوت کے طور پر یورپ کے شہریوں کو دکھائی جائے گی۔

عاصمہ جہانگیر نے کم عمری میں بہت سے اعزازات سمیٹے ہیں لیکن تازہ ترین اعزاز کے اعتبار سے بھی قابل ذکر ہے کہ مسلمانوں کی چودہ سو سالہ تاریخ میں عاصمہ جہانگیر ہی وہ واحد ''عورت'' ہے جس کے نام تقدیر میں یہ ''بے نظیر اعزاز'' لکھا تھا۔ اب وہ بے نظیر بھٹو کی ہمسری کر سکتی ہیں، جس طرح بے نظیر بھٹو اسلامی دنیا کی پہلی وزیر اعظم ہونے کا اعزاز حاصل کر چکی ہیں، اب ان کی رفیقۂ خاص عاصمہ جہانگیر ''بے نظیر نکاح خواں'' کی بجائے کوئی مناسب کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترکیب ایجاد کرنی پڑے گی کیونکہ ''نکاح خواں'' میں مردانگی کا شائبہ ہوتا ہے اور عاصمہ جہانگیر مردوں کی برتری کی قطعاً قائل نہیں ہے۔ بات اگر اصلاحات کی چل نکلی ہے تو عاصمہ جہانگیر کیلئے بھی کوئی لفظ خاص لفظ تخلیق ہونا چاہیے کیونکہ وہ ''عورت'' بننے کیلئے کبھی تیار نہیں تھیں۔ عورت کا مطلب اگر چھپی ہوئی جنس ہے تو عاصمہ جہانگیر یہ ''ذات'' کبھی گوارا نہیں کریں گی، وہ تو ہمیشہ مکشوفہ یعنی کھلی ہوئی رہنا پسند کرتی ہیں۔

۱ عاصمہ جہانگیر کی اس جارحانہ پیش قدمی سے بہت سے لائسنس یافتہ نکاح خوانوں کی روزی کا مسئلہ پیدا ہو گیا ہے۔ عاصمہ جہانگیر کی پیروی کرتے ہوئے بہت سی مغرب زدہ بیگمات میدان عمل میں اتر پڑیں گی۔ ''خواتین محاذ عمل'' والی خواتین تو اس سلسلے میں کبھی بھی بے عملی کا مظاہرہ نہیں کریں گی۔ توقع رکھنی چاہیے کہ جدید تہذیب یافتہ بیگمات نکاح خوانی کے معاملے میں بھی خود انحصاری کی منزل عنقریب طے کر لیں گی۔ اب بہت سے جوان جوڑوں کو نکاح خواں کی تلاش میں خواہ مخواہ خوار نہیں ہونا پڑے گا۔ ادھر کسی کی زلف گرہ گیر (یا کوتاہ) کے اسیر ہوئے، ادھر عاصمہ جہانگیر یا ان کی کسی نائبہ کے در دولت پر حاضری دی اور ''نکاح'' کے تمام مراحل ایک ہی جست میں طے کر لئے۔ اس انقلابی قدم کے بعد عاصمہ جہانگیر کو چاہیے کہ وہ سلسلہ عاصمہ کے قیام کا اعلان برملا اور ڈنکے کی چوٹ پر کر دیں۔ ہمارے ہاں نام نہاد فقیروں نے بھی عورتوں کے حقوق کا بے رحمانہ استحصال کیا ہے۔ اگر عاصمہ جہانگیر کی صورت میں ''عورت دوست'' پیرنی سامنے آجائے تو بہت سی خواتین اس ناروا استحصال کے شکنجے سے محفوظ رہیں گی اور اس طرح پیری فقیری کے معاملے میں مردوزن میں جو صدیوں سے ''عدم مساوات'' چلی آرہی ہے، اس کا بھی ازالہ ہو سکے گا۔

عاصمہ جہانگیر کی انقلابی طبیعت کے بہت سے میدان ابھی منتظر ہیں۔ اگر انہوں نے زندگی کے ہر شعبہ میں ''مساوات مردوزن'' کو عملاً قائم کر دکھانے کا ''مقدس'' فریضہ سنبھال لیا ہے تو پھر انہیں ہماری مسجدوں کی صورتحال پر بھی توجہ دینا پڑے گی کیونکہ یہ مساجد بھی مردوں کے ''ظالمانہ تصرف'' میں ہیں اور آج تک کسی خاتون کو شرف امامت سے نہیں نوازا گیا۔ مساجد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے پیش اماموں کو ابھی سے خبردار رہنا پڑے گا کیونکہ یہ عین ممکن ہے کہ کسی دن عاصمہ جہانگیر اپنی نکاح خوانی کے ذوق کی تسکین کیلئے مسجد کا انتخاب کر لیں اور بعد از نکاح مصلیٰ شریف کو بھی اپنی امامت کے زیر تصرف لانے کا اعلان کر دیں اور کیا بعید ہے کہ تجدد پسند علماء کا ایک گروہ نماز میں عورت کی امامت کے جواز میں فتویٰ صادر فرما دے، جس طرح کہ عاصمہ جہانگیر کے اقدام نکاح خوانی کو ''شریعت کے عین مطابق'' اور ''قانونی'' اقدام ہونے کے متعلق بعض ''علماء'' کے 5 اپریل کے اخبارات میں بیانات شائع ہوئے ہیں۔

جنگ کے معاملے میں ایک اصول بڑا اہم ہے، وہ یہ ہے کہ اگر دشمن بہت سخت ہو اور اسے نیچا دکھانے کی کوئی صورت ممکن نہ نظر آتی ہو تو حکمت عملی کے طور پر دشمن کی صفوں میں شامل ہونے کا اعلان کر دیا جاتا ہے۔ یہ خود حفاظتی کیلئے بے حد موثر چال اور دفاعی حکمت عملی میں دھوبی کا پڑا، کا داؤ سمجھا جاتا ہے۔ عاصمہ جہانگیر اب تک ملاؤں کے خلاف نبرد آزما ہو کر دیکھ چکیں لیکن ملاؤں کی نقل و حرکت اور چلت پھرت میں مزید اضافہ ہوتا گیا۔ بالآخر انہوں نے اب یہ خوب چال چلی ہے کہ عین ان کی صفوں میں داخل ہو کر نکاح خوانی کے فرائض کی انجام دہی میں مصروف ہو جائیں۔ آخر کون سا کٹ حجت ملا ہوگا جو اس ''نیک'' کام کی انجام دہی پر انگلی اٹھا سکے۔ کئی ''علماء'' تو عاصمہ جہانگیر کے حق میں بیان دے کر اپنے ''قلیل'' ہونے کا اعلان کر چکے ہیں، عین ممکن ہے کہ اب بہت سے ''مجتہدین'' عاصمہ جہانگیر کو افرنگ زدہ عورت کا طعنہ دینے کی بجائے طبقہ ملائیت میں سے ایک عورت یعنی ''ملونٹی'' کے خطاب سے نوازنے کا اعلان کر دیں۔ عاصمہ جہانگیر بھی جوابی مروت کے اظہار کے طور پر علماء کو ''ملا'' کی گالی سے نوازنے سے، امید ہے، اب باز رہیں گی۔

عورت کے نکاح خواں ہونے میں کوئی غیر شرعی بات نہیں ہے تو بعض خواتین اپنے مذہبی پس منظر اور دینی خدمات کی روشنی میں اس عہدۂ جلیلہ کی زیادہ حقدار تھیں۔ وہ اس معاملے میں ''شرف اولیت'' سے محروم رہیں گی۔ اگر وہ بھی ''نکاح خوانی'' کے فرائض نبھانا چاہیں تو انہیں بہر حال عاصمہ جہانگیر کی ''اقتداء'' کا ناخوشگوار فریضہ ضرور ادا کرنا پڑے گا۔ بعض اسلامی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خواتین کی رائے میں کوئی شریف عورت اس "شرف" کے حصول کی متمنی نہیں ہے اور شرف اولیت کے چھن جانے کا سوال بھی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ شرعی اصطلاح میں عاصمہ جہانگیر "عورت" نہیں ہیں، یا یہ کہ عاصمہ جہانگیر اپنا نکاح دوبارہ پڑھوائیں کیونکہ وہ ایک قادیانی کی زوجہ ہیں۔ اگر وہ مسلمان ہیں تو کسی قادیانی کے نکاح میں نہیں آسکتیں۔ اگر قادیانی ہیں تو کسی مسلمان عورت کا نکاح نہیں پڑھا سکتیں۔ اسی صورت میں عاصمہ جہانگیر اپنے نکاح خوانی کا شوق کا صرف قادیانی عورتوں کو ہی تختہ مشق بنا سکیں گی۔ مسلمان عورتیں اس کی دست درازی سے محفوظ و ممنون رہیں گی۔ قاسم اور ثناشہ کے بارے میں وضاحت نہیں چھپی کہ وہ قادیانی ہیں یا مسلمان۔

قاسم اور ثناشہ کا نکاح پڑھا کر عاصمہ جہانگیر سے ایک چوک ضرور ہوئی ہے، انہیں چاہیے تھا کہ وہ "اول خویش بعد درویش" والے اصول پر عمل پیرا ہوتیں۔ اپنی نکاح خوانی کے شرف سے انہیں پہلے اپنے عزیز و اقارب کو نوازنا چاہیے تھا مثلاً اس کیلئے ان کی بہن حنا جیلانی بہت موزوں امیدوار ہو سکتی تھیں، جن کے متعلق یہ افواہ ہے کہ وہ گذشتہ 10 برسوں سے بغیر نکاح کے قزلباش نامی ایک آدمی کے ساتھ "میاں بیوی" کی حیثیت سے رہ رہی ہیں۔ حنا جیلانی عورتوں کی مساوات کی جوشیلی علمبردار ہیں۔ انہوں نے کسی مرد کے ہاتھوں نکاح پڑھوانے کی ذلت سہنے کی بجائے بغیر نکاح کے گزارا کرنے کو ترجیح دی لیکن اب جبکہ ان کی ہمشیرہ نے "نکاح خوانی" کا سلسلہ خود شروع کر دیا ہے تو حنا جیلانی کو ان کے "دوست عورت پرست" پر نکاح پڑھوانے میں کوئی عذر اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔ دیکھئے عاصمہ جہانگیر کے ہاتھوں حنا جیلانی کے نکاح پڑھے جانے کی خبر اور تصویر ہماری قومی اخبارات میں کب چھپتی ہے؟

عاصمہ جہانگیر ہمیشہ کوئی نہ کوئی چونکا دینے والا کام کرتی ہیں۔ بڑے عرصہ سے اخبارات ان کے متعلق سرد مہری کا رویہ اپنائے ہوئے تھے۔ کبھی کبھار اندرونی صفحات میں ایک کالمی خبر کے علاوہ زیادہ لفٹ نہیں کرا رہے تھے۔ جب سے عاصمہ جہانگیر نے پاکستان کے ایٹمی دھماکوں کے خلاف جلوس نکالے تھے، بہت سے صحافی اس سے روگردانی کر چکے تھے۔ انسانی حقوق کی تکرار کی خبریں تو اب معمول کا حصہ بن گئی تھیں۔ ان میں حیرت کا عنصر باقی نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہا تھا اور پھر یہ کہ پاکستان میں انسانی حقوق کے متعلق تنظیمیں کھمبیوں کی طرح اگ آئی ہیں۔
اب عاصمہ جہانگیر کو اس معاملے میں وہ امتیاز یا تخصص بھی حاصل نہیں رہا۔ صائمہ کیس بھی عرصہ ہوا، قصہ ماضی بن کر رہ گیا ہے۔ ایک ایم پی اے کی بیٹی حمیرا کے گھر سے فرار ہونے کے واقعہ کو اخبارات نے وہ اہمیت نہ دی جو کہ صائمہ کیس میں دیکھنے میں آئی تھی۔ ''دستک'' کا معاملہ بھی سمعیہ عمران کیس سے پہلے ٹھنڈا تھا، یہ سارے حالات عاصمہ جہانگیر کو بے چین و بے قرار کر دینے کیلئے کافی تھے، وہ تو ہر روز کوئی نہ کوئی ہنگامہ پرور خبر سننے یا چھپوانے پر یقین رکھتی ہیں۔
سندھ میں کاروکاری کے واقعات کی زیادہ تر خود ساختہ لرزہ خیز داستانیں بھی کوئی بہت بڑا ردعمل دکھانے میں ناکام رہی ہیں۔ عیسائی برادری میں بھی کوئی سلامت مسیح، یا رحمت مسیح دوبارہ پیدا نہ ہوا جو ''موت'' کو گلے لگا کر انسانی حقوق کی تنظیموں کیلئے ویڈیو فلم بنواتا جو بعد میں یورپ میں دکھائی جا سکتیں۔ عیسائی شب، جان جوزف کی خودکشی نے ملکی صورتحال میں تھوڑی بہت ہلچل مچا کر کچھ امیدیں زندہ کر دی تھیں لیکن برا ہو عیسائی کارکنوں کا کہ وہ لاہور کے مال روڈ پر چند ڈنڈے کھانے کے بعد ہی خاموش ہو کر بیٹھ گئے۔ ان حالات میں عاصمہ جہانگیر کی بے قراری اور ناامیدی دیکھی نہ جاتی تھی۔ وہ ایک ''جمہوریت پسند'' خاتون ہیں اور اشتہار بازی، بیانات، جلسے، جلوسوں، نعرہ بازی اور دہائی وغیرہ جمہوریت کی عین روح اور آکسیجن ہیں۔ عاصمہ جہانگیر اس آکسیجن میں کمی آنے کے بعد سخت جسمانی و ذہنی دباؤ کا شکار چلی آتی تھیں۔ بالآخر ان کے ذہن رسا نے ایک انتہائی عجوبہ روزگار اور نادر الوجود منصوبہ تخلیق کر لیا۔ ان کا ذہن کتنا زرخیز ہے، اس کا اندازہ ان کے دوستوں کو ہے نہ دشمنوں کو 4 اور 5 اپریل کے صفحہ اول پر عاصمہ جہانگیر کے متعلق خبریں اور بالخصوص نکاح خوانی کے منظر کی وہ خشوع و خضوع میں ڈوبی بڑے سائز کی تصویر دیکھ کر ان کی جدت طرازی کی داد دینی پڑی۔ قاسم اور نتاشہ کا نکاح پڑھاتے ہوئے وہ وکیل نہیں بلکہ ''سچ مچ'' کی نکاح خواں لگ رہی تھیں۔ قومی اخبارات کے صفحہ اول پر جگہ پانا کوئی عام کارنامہ نہیں ہے۔ ایسے بہت سے ''کارنامے'' عاصمہ جہانگیر پہلے ہی انجام دے چکی ہیں لیکن یہ تازہ ترین کارنامہ اپنی روح اور نوع کے اعتبار سے یگانہ روزگار، تحیر آمیز ہے، اس نے تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واقعی عاصمہ جہانگیر کے دوستوں اور دشمنوں دونوں صف ہائے ماتم بچھا دی ہیں۔ دوستوں میں اس لئے کہ ملاؤں کو دشنام طرازی کا نشانہ بنانے والی لبرل عاصمہ جہانگیر بالآخر "ملائیت" پر اتر آئی ہے اور دشمنوں میں تشویش اس لئے کہ انہیں اپنے "بے روزگار" ہونے کا اندیشہ ہے۔ نکاح خوانوں کے چہرے اب بے رونق ہو جائیں گے کیونکہ جس شہر میں عاصمہ جہانگیر "جیسی روشن خیال" قانون دان، نکاح خواں عورت موجود ہو جو ایک ٹکا لئے بغیر نکاح پڑھا دے، وہاں کوئی عقل سے پیدل شخص ہی ایک ثقہ نکاح خواں کے ناز اٹھائے گا اور پیسہ بھی برباد کرے گا۔

سنا ہے عاصمہ جہانگیر عورتوں اور مردوں کے ظلم وستم اس پر قدر دلگیر ورنجور ہیں کہ وہ ہر صورت میں ان کو "ظالم" مردوں کی دسترس سے باہر رکھنا چاہتی ہیں اور مردوں میں "طبقہ علماء" تو بالخصوص ان کی نفرت کا نشانہ بنا ہوا ہے۔ وہ اسے ہر میدان میں شکست سے دوچار کرنے کا عزم بالجزم کر چکی ہیں۔ یہ تازہ اقدام تو محض شروعات کہی جا سکتی ہیں۔ مساجد کی امامت پر قبضہ اور تجہیز وتکفین اور جنازہ پڑھانے کے معاملات کو اپنے قبضہ قدرت میں لینا ان کے آئندہ کے انقلابی اقدامات میں شامل ہے اور عنقریب وہ اپنے چاہنے والوں کو یہ خبر جانفزا بھی سنائیں گی بلکہ اس کی ویڈیو بھی دکھائیں گی، وہ کیسا قیامت خیز منظر ہوگا جب عاصمہ جہانگیر مسجد کے محراب میں کھڑی ہو کر فریضہ امامت ادا کریں گی، انسانی حقوق کمیشن کے مرد ارکان ان کی اقتدا میں "نماز" ادا کر رہے ہوں گے اور پھر دوسرا منظر یہ "معروف" اس لئے کیونکہ کسی غیر معروف کی ویڈیو فلم بنانا ان کے نزدیک تضیع اوقات اور بربادی دولت ہے۔

ویلے خیز گزشتہ 8 اپریل کو حنا جیلانی کے دفتر میں قتل ہونے والی پشاور کی سمیعہ عمران کی نماز جنازہ کی "امامت" عاصمہ جہانگیر سے بڑی مشکل سے بچی۔ صحافیوں میں یہ خبر پھیل چکی تھی کہ عاصمہ جہانگیر اس نماز جنازہ کی "امامت" خود کرائیں گی۔ عاصمہ جہانگیر نے کسی مصلحت عامہ سے مجبور ہو کر شاید اپنا ارادہ بدل دیا البتہ این جی اوز کی بیگمات جو عاصمہ کی اقتدا میں نماز جنازہ پڑھنے کیلئے جمع ہوئی تھیں۔ انہوں نے فاروق حیدر مودودی کی امامت میں اپنا شوق نماز جنازہ پورا کیا۔ اہل صحافت نے عورتوں کو یوں "تاریخ مرتب" کرتے دیکھا تو ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی تصاویر بنا کر اس واقعہ کو اخبارات کے صفحات میں محفوظ کر دیا۔ بہت سی بیگمات نماز کے دوران کیمرے کی آنکھ میں آنکھ ڈالے دم نہ کشیدم کی تصویر بن گئیں۔ ہم اب تک حیران ہیں کہ عاصمہ جہانگیر نے ایک اور "انقلابی" قدم اٹھانے کا نادر موقع کیوں ضائع کر دیا؟

عاصمہ جہانگیر کی نکاح خوانی کی تصویر دیکھ کر ایک ستم ظریف نے یہ بھی رائے زنی کی ہے کہ وہ اپنی ایک عزیزہ کے ہونے والے نکاح میں مولوی کی شمولیت کے احساس سے شدید پریشان تھیں، وہ کسی مولوی صاحب کو اپنے گھر میں براجمان دیکھ کر ہوش وحواس کو قائم رکھنے میں ناکام رہتیں۔ انہوں نے کئی مردوں سے اپنی اس پریشانی کا اظہار کیا اور ان سے درخواست کی کہ وہ مولوی کی نمائندگی کا فریضہ ادا کرتے ہوئے نکاح خوانی کا مرحلہ خود ہی طے کرائیں مگر عاصمہ جہانگیر کے زیر اثر مردوں میں یہ "مردانگی" ہی کہاں باقی تھی کہ وہ یہ جرأت مندانہ اقدام اٹھا سکیں۔ انہوں نے تو معذرت کر لی، اب مجبوراً عاصمہ جہانگیر کو یہ "بار گراں" خود ہی اٹھانا پڑا، چونکہ یہ بالکل نیا شوق تھا، اس کی ادائیگی کیلئے ریہرسل ضروری تھی۔ گویا عاصمہ جہانگیر نے قاسم اور نتاشہ کا نکاح پڑھا کر یہ ریہرسل کی ہے۔ اب وہ اپنے گھرانے کی کسی صاحبزادی کا نکاح بے حد اعتماد کے ساتھ پڑھا سکیں گی ورنہ قرآنی آیات کو ایک سیکولر اور روشن خیال جدت پسند عاصمہ کیلئے زبان پر لانا ایک تکلیف دہ امر تھا، اسی لئے اس کی ادائیگی کو انہوں نے ضروری نہ سمجھا۔ عاصمہ جہانگیر کے گھرانے کی ہونے والی منکوحہ لڑکیوں کو مبارک ہو کہ اب انہیں کسی مولوی صاحب کی شکل نہیں دیکھنی پڑے گی۔ اب وہ نکاح خواں کے بارے میں خود کفالت کے درجہ پر متمکن ہیں۔ یہ ترقی اقبال، یہ لوٹنے کی جائے ہے۔

عاصمہ جہانگیر نے نکاح کیا پڑھایا ہے، گویا مختلف تبصروں کا دروازہ کھل گیا ہے۔ ایک صاحب کا خیال ہے کہ "عاصمہ نے آزاد خیال اور انقلابی ہونے کا تو محض ڈھونگ رچا رکھا تھا۔ وہ تو ایک ناٹک تھا۔ اصل میں تو وہ ایک "مذہبی عورت" ہے، وہ ایک شب زندہ دار عورت ہے۔ دن کو مال روڈ پر عورتوں کے جھرمٹ میں کھڑے ہو کر آزادہ نسواں کے نعرے لگاتی ہے اور رات کو مصلیٰ پر بیٹھ کر خالق کائنات سے لو لگاتی ہے، تسبیح گھماتی ہے اور ذکر میں مصروف رہتی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ہم تو پہلے ہی کہتے تھے کہ مولانا صلاح الدین احمد کی نواسی مذہب سے ایسی برگشتہ نہیں ہو سکتی"۔۔۔۔دوسرے صاحب یوں گویا ہوئے"عاصمہ جہانگیر کا کیا پوچھتے ہو، وہ تو ایک ذہنی اورنفسیاتی مریضہ ہے، سستی شہرت کیلئے وہ کوئی بھی ڈرامہ رچا سکتی ہے۔مذہب و مذہب کا کوئی معاملہ نہیں ہے۔میں نے اس کو فلاں فلاں حالت میں دیکھا ہے"۔۔۔۔تیسرے صاحب کا خیال تھا"عاصمہ جہانگیر کا اصل مسئلہ یہ ہے کہ وہ اپنے عورت ہونے پر سخت پریشان و پشیمان ہے، اس کی اصلی پریشانی یہ ہے کہ سائنس وٹیکنالوجی کی اس ترقی کے باوجود وہ مرد کیوں نہیں بن سکتی، لہٰذا اسی احساس محرومی کا نتیجہ ہے کہ وہ ہر اس کام میں مریضانہ لذت محسوس کرتی ہے جو بنیادی طور پر مردوں کے دائرہ کار میں آتا ہے۔وہ عورتوں کی حدود سے کب کی نکل چکی ہے، اب وہ اس درجہ پر پہنچ چکی ہے جو اقبالؒ کی زبان میں "نازن" کہلاتا ہے۔ایک اور ذات شریف بھی اس تبصرہ بازی کے شغل میں شریک ہونے سے باز نہ رہ سکتی۔اس کے بقول "عاصمہ جہانگیر ہر کام سوچ سمجھ کر اور سائنسی منصوبہ بندی کے تحت کرتی ہے۔پہلے مرحلے میں اس نے عورتوں کی مخصوص نشستوں کی آواز اٹھائی، دوسرے مرحلے میں حدود آرڈیننس کے نفاذ پر احتجاج کیا۔تیسرے مرحلے میں اس نے صائمہ کیس کے ذریعے عدالت سے نکاح میں ولی کی عدم ضرورت پر فیصلہ کیا اور اب چوتھے مرحلے میں نکاح خواں کی چھٹی کرا کر خود ہی نکاح پڑھا دیا اور آخری مرحلہ یہ ہوگا کہ وہ اعلان کر دیں گی کہ میں اب نکاح پڑھا پڑھا کر تھک ہار چکی ہوں، لہٰذا اے روشن خیال نوجوانو! روشن خیالی کی منزلیں طے کرنے کے بعد ان رسومات کی ادائیگی کی ضرورت نہیں ہے۔زیادہ ضرورت محسوس کرو تو اپنے نکاح خود ہی پڑھا دیا کرو۔ایسے اس کے بغیر بھی گزارہ ہوسکتا ہے۔ہماری فکری امام یورپ والے تو کب کے اس جھنجھٹ سے آزاد ہو چکے ہیں"۔۔۔۔ایک ثقہ عالم دین نے فرمایا" عاصمہ جہانگیر اسلامی شعائر کی تضحیک کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتی" غرض جتنے منہ اتنی باتیں، عاصمہ جہانگیر جیسی انفرادیت پسند خاتون کو یہ ہرگز گوارا نہیں ہے کہ وہ بھی ویسے کام کرے جو دیگر عورتیں کر رہی ہوں، اصل میں یہ ہے کہ عاصمہ جہانگیر کی جدوجہد کا منفی اور تاریخی ارتقاء۔۔۔۔غرض جتنے منہ اتنی باتیں!۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرحبا اے عاصمہ! لوگ تو باتیں کرتے ہیں اور تو نے اپنے عمل سے ہی ثابت کر دیا کہ مرد وزن ''برابر'' ہیں۔ تو نے ثابت کر دیا کہ جب کوئی عورت نہ رہے تو عملی طور پر ''مساوات مرد وزن'' قائم ہو ہی جاتی ہے۔۔۔۔قاسم اور نتاشہ خاطر جمع رکھیں، اپنی ہونے والی اولاد کو قانونی حیثیت کے بارے میں متفکر نہ ہوں، یہ ان جیسے جوڑوں کے فکر مند ہونے کا معاملہ نہیں ہے، البتہ ہم ان کے بارے میں متفکر ضرور ہیں کہ ایسے روشن خیال جوڑے نے عاصمہ جہانگیر سے نکاح پڑھوانے کا تکلف خواہ مخواہ کیوں کیا۔ بھلا سچی ''محبت'' کرنے والے دلوں کو نکاح جیسی رسومات کے چکر میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے۔ آخر ہم صحافی برادری سے درخواست کریں گے کہ وہ عاصمہ جہانگیر کی اس ''دینی خدمت'' کے اعتراف میں اسے ''مولانا عاصمہ جہانگیر'' لکھا کریں۔

☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ولی کا کردار۔ایک مئوقف

پاکستان میں ولی کے کرداراوراس کی اہمیت پر بحث کا آغاز ہو چکا ہے، جس پر ہر کوئی اپنی عملی بصیرت کے مطابق طرح طرح کے بیانات جاری کر رہا ہے۔ نکاح میں ولی کا کردار ایک کثیرالجہت موضوع ہے، جس کے مختلف پہلوؤں کو ہی سامنے رکھ کر اس معاملے کو سمجھا جاسکتا ہے۔ ولی کے معنی انگریزی میں Gaurdian کے ہیں اور عربی میں مختلف سابقوں لاحقوں کے ساتھ استعمال ہوتا ہے، جس کے بعض اوقات معنی آقا و غلام کے بھی آتے ہیں تاہم عموماً ولی سے مراد نکاح کے موقع پر سب سے زیادہ قریبی مرد ہے جو خون، نسب، جذبات اور ذمہ داری ہر لحاظ سے کسی عورت کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے، چنانچہ سب سے پہلے عورت کے والدین، ان کی عدم موجودگی میں چچا، ماموں حتیٰ کہ بعض صورتوں میں عورتوں کی اولاد بھی ولی ہوسکتی ہے۔ چونکہ فی زمانہ تحریک نسواں اپنے بام عروج پر ہے، اس کے افکار کی ہر کوئی آبیاری کر رہا ہے، اس لئے مفروضوں کو بار بار سننے کی بناء پر کسی عورت پر اس کے صنف مخالف کے کسی فرد کی ذمہ داری، چاہے وہ اس کا والد یا بیٹا ہی کیوں نہ ہو، فوراً ذہنوں میں جبرو استبداد کو تازہ کر دیتی ہے۔

خواتین کے بارے میں قرآن حکیم میں ارشاد ہے کہ خواتین مردوں کی نسبت جذباتی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور اپنی فطری جبلت وفطرات کی بناء پر بیک وقت ایک معاملے میں منفی اور مثبت پہلوؤں پر معتدلانہ نظر نہیں رکھتیں ، جھگڑا یا اختلاف کے موقع پر بھی فوراً دوٹوک فیصلہ سنا دینے کے بعد اپنے موقف پر ڈٹ جاتی ہیں ۔عورتیں صنف مخالف سے دوری کی بناء پر ان کو جانچ نہیں سکتیں۔ خواتین رشتہ نکاح کے بارے میں شدید جذباتی ہوتی ہیں، ان کے مرد کے دام فریب میں آنے کے امکان قوی ہوتے ہیں، جس کے باعث اسلام نے قریبی مرد حضرات کو حکم دیا ہے کہ عورتیں اپنے معاملات خود طے کرنے کی بجائے اپنے والدین کے توسط سے کرائیں ۔ اس میں بڑی حکمت یہ بھی ہے کہ مرد کے توسط سے ہونے والے معاملے میں آئندہ بصورت اختلاف عورت کو قانونی ومعاشرتی جنگ لڑنی آسان ہوجائے گی ۔ خدانخواستہ اگر اسے واپس طلاق یافتہ کی صورت میں لوٹنا پڑتا تو اپنے والدین کے دام عافیت میں دو دوبارہ سر چھپا سکے ۔ یہی والدین دوبارہ اس کے نان ونفقہ اور مناسب بر کی تلاش میں اس کی مدد کریں گے ۔

والدین کے کردار کی حد بندی کا تعین بھی اسلام نے کر دیا ہے ۔ حیات انسانی کی فلاح کا عادلانہ تعین انسان کے بس سے باہر کی بات ہے ۔انسان اپنے تجربے ومشاہدے کی بنیاد پر اگر ایک پہلو کو ترجیح دیتا ہے تو دوسری طرف کا پہلو بالکل نظر انداز کر دیتا ہے ۔کبھی ایک انتہاء اور کبھی دوسری انتہا جبکہ اسلام جامع ہمہ گیر حیثیت کا حامل ہے ۔نکاح میں ولی کے کردار کو حقوق نسواں کے علمبردار ایک پابندی اور عورت پر ظلم قرار دیتے ہیں ۔اسلام میں تو جہاں عورت اپنا شوہر منتخب نہیں کر سکتی ،وہ مرد بھی یہ کام خود نہیں کر سکتا ۔ اگر مرد عورت اس مرحلہ نکاح پر انتخاب زوج کی ذمہ داری ادا کرنے کیلئے نکلیں تو لامحالہ ہر دو صنف مخالف ایک دوسرے کے عشق میں گرفتار ہوئے بغیر انتخاب ناممکن ہے ۔ اسلام میں اطاعت والدین ، اللہ کی اطاعت کے بعد دین کا دوسرا تقاضا ہے ۔ یہ صرف احسان وتلقین سے ہی عبارت نہیں بلکہ والدین کی نافرمانی اکبر الکبائر میں سے ہے ۔شریعت ہر دو سے تقاضا کرتی ہے کہ وہ اپنے والدین کی رضامندی بجالائیں ، دوسری طرف والدین کو بھی حکم دیا گیا کہ بلاوجہ اپنی من مانیاں نہ کرتے رہیں بلکہ لڑکے اور لڑکی کو اس کا جائز استعمال کرنے دیں ۔اگر والد اس کے باوجود اپنی من مانی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر مصر ہے تو عدالت میں جا کر جج، والد سے جواب طلبی اور اظہار وجوہ کا تقاضا کر سکتا ہے۔ صیغہ نکاح یعنی عقد نکاح کے الفاظ بھی اسی اسلامی ضابطے کی تائید کرتے ہیں۔ نکاح ایجاب وقبول سے عبارت ہے۔ ایجاب کا مطلب ہے ایک شخص کو دوسرے شخص پر واجب کرنا'' یعنی والد اپنی بیٹی کی ذمہ داری'' دوسرے شخص پر ڈالتا ہے اور شوہر اس کو قبول کرتا ہے۔ یہ بھی واضح رہے کہ عقد نکاح یعنی معاہدہ میں مرد اور عورت فریق نہیں ہوتے بلکہ عورت کی طرف سے اس کا ولی اور دوسری طرف شوہر ہوتا ہے جبکہ اسرہ نکاح کے فریق مرد و عورت ہوتے ہیں جو ایجاب وقبول کے بعد وجود میں آتا ہے۔ عقد نکاح میں شریک نہ ہونے کی وجہ سے ہی نبی اکرمؐ نے فرمایا ''عورت نہ اپنا نکاح خود کرے اور نہ ہی دوسری عورت کروائے'' یعنی اس کام کی انجام دہی متعدد حکمتوں کی بنا پر صنف نازک پر نہیں ڈالی گئی۔ حضرت عائشہؓ جو بزرگ ترین ہستی اور ام المومنین ہیں کا رویہ بھی یہی تھا کہ نکاح کی تمام بات چیت طے کر کے عقد نکاح کے وقت پیچھے ہٹ جاتیں اور ولی اور شوہر کو عقد نکاح منعقد کرنے دیتیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں جس عورت نے اپنے ولی کی رضامندی کے بغیر نکاح کیا تو اس کا نکاح باطل باطل باطل یعنی کالعدم ہے۔ حدیث نبوی کے مطابق اصل بات یہ ہے کہ نکاح میں والدین کی رضامندی اسلام کے خاندانی نظام کی ایک بنیادی کڑی ہے۔ اسلامی خاندان ایک نظم وضبط میں پرویا ہوا ہے، جس کا سربراہ مرد ہے، وہ معاشرے کے ابتدائی یونٹ (خاندان) میں ہر سیاہ وسفید کا مالک ہے اور گھر کا ہر فرد اس کا پابند ہے۔ یہ کوئی جابرانہ تقاضا نہیں بلکہ نظم وضبط کا فطری نظام ہے، جس کو خالق کائنات نے توازن واعتدال کے ساتھ انسانی فطرات میں سما کر لاگو فرما دیا ہے جبکہ حقوق انسانی کے خوشنما نعرے میں ایک ایسے مکمل نظام کو سند جواز مل جاتی ہے جو والدین کے احترام و اطاعت اور رشتہ داریوں میں قرب وصلہ رحمی اور ذمہ داری کے تصورات سے بالکل عاری ہے ،تاہم والدین پر بھی چند ذمہ داریاں لاگو ہوتی ہیں۔ یوں تو ذاتی پسند وناپسند کے شکار دو لڑکا لڑکی ہی ہوتے ہیں لیکن لڑکیاں اس معاملے میں خاموشی اختیار کرنے اور فطری کمزوری وشرافت کی بناء پر اس سے زیادہ متاثر دکھائی دیتی ہیں۔ والدین یا تو انسان ہونے کے ناطے اولاد کی بابت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیادہ توقعات وابستہ کر کے ان کے حق میں دخیل ہو جاتے ہیں یا اپنی اعلیٰ بصیرت و دانائی کی وجہ سے وہ جس کو پسند کرتے ہیں، اولاد اس سے مطمئن نہیں ہوتی۔

شادی بیاہ لڑکا اور لڑکی کا ہونا ہے، رضامندی بھی انہیں کی ہونی لازمی ہے۔ والدین کو لڑکے کیلئے قدرے کم اور لڑکی کیلئے قدرے زیادہ طور پر اپنی ذمہ داریاں ادا کرتے ہوئے ان کی پسند کی تکمیل میں اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔ مخلص و مربی ہونے کے ناطے وہ انہیں زمانے کی اونچ نیچ سے آگاہ کر سکتے ہیں۔ زبردستی کیا جانے والا نکاح سرے سے ہی منعقد نہیں ہوتا، اس موضوع پر بھی حدیث نبوی کے ذخیرے میں متعدد احادیث سے یہ مطلب اخذ کر لینا بھی سراسر انتہاء پسندی ہے کہ لڑکی کی رضامندی کے نام پر ولی کی شرکت کوئی ضروری امر نہیں اور یہ محض اضافی تکلف ہے یا والدین کی شرکت نکاح میں فقط پسندیدہ امر ہے اور لڑکی کو اپنے نکاح کرنے کے جملہ حقوق خود حاصل ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ کا مذہب یہ ہے کہ جب ولی اور عورت کی رائے میں تضاد پایا جائے تو عورت کی رضامندی کی اہمیت ہو گی، اگرچہ عورت اپنے ولی کی رضامندی حاصل کرنے کی پابند ہے۔ اس طرح ولی عورت کی رضامندی حاصل کرے گا۔ معاملے کی نزاکت کے پیش نظر دونوں کی رضامندی انتہائی ضروری ہے اور کسی کی ہٹ دھرمی قبول نہیں۔ نہ عورتیں مردوں کی حد سے آگے جائیں اور نہ مرد عورتوں پر زیادتی کریں۔ مختصراً ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اسلام میں اولاد کا نکاح ان کی رضامندی سے والدین کے ذریعے منعقد ہوتا ہے۔

☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غیرت کے نام پر قتل، تہذیبی، قانونی واسلامی اقدار کی روشنی میں

گذشتہ کئی برسوں سے انسانی حقوق پر مبنی تنظیموں نے غیرت کے نام پر ہونے والے قتل کیلئے سزائے موت کا مطالبہ کرنا شروع کیا۔ یہ تحریک پرزور طریقے سے اس وقت سامنے آئی جب سمیعہ عمران کے قتل کا واقعہ پیش آیا۔ این جی اوز کی طرف سے مطالبہ مسلسل کیا جارہا تھا ۔غیرت کے نام پر قتل کیلئے سزائے موت کا قانون تشکیل دیا جائے۔ اگست 1997ء میں سپریم کورٹ کے معزز جج اسلم ناصر زاہد کی سربراہی میں قائم کردہ ''خواتین حقوق کمیشن'' نے مفصل سفارشات پیش کیں تو اس میں ایک سفارش یہ کی گئی۔ ''غیرت کے مسئلہ پر قاتلانہ واردات کو قانون کے تحت ''قتل عمد'' قرار دیا جائے اور اس کیلئے مناسب قانون بنایا جائے''۔

عاصمہ جہانگیر جو پاکستان میں عوامی حقوق کی علمبردار مانی جاتی ہیں، اس مسئلہ کو ہمیشہ ذرائع ابلاغ میں اٹھاتی رہی ہیں۔ 14 اپریل کو دستک میں پشاور سے آئی ہوئی سمیعہ عمران کے قتل کا واقعہ پیش آیا، جس پر 15 اپریل 1999ء کو پریس کلب لاہور میں ''غیرت کے نام پر قتل'' کے عنوان سے ایک سیمینار منعقد کیا گیا، جس میں این جی اوز کی ممبران اور ان کے ہم خیال دانشوروں نے غیرت کے نام قتل کے خلاف خوب احتجاج کیا۔ حنا جیلانی کا بیان 10 اپریل کو چھپا ''غیرت! غیرت! خواتین کو بھی جینے کا حق دیا جائے۔ سیمینار سے خطاب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ عورت کے متعلق عدالتوں کا رویہ امتیازی ہے، عدالتوں کو چاہیے کہ وہ عورتوں کو عزت و وقار سے جینے کا حق دیں۔ انہوں نے کہا کہ غیرت کے نام پر قتل، مجرمانہ، ذہنیت رکھنے والوں کی اصطلاح ہے اور آج ہمیں سٹیٹ کے تمام اداروں کو اس سوچ کے خلاف جھنجھوڑنا ہے۔ انہوں نے کہا کہ سمیعہ عمران کے قتل کی ذمہ داری حکومت پر عائد ہوتی ہے۔ عاصمہ جہانگیر، حنا جیلانی اور این جی اوز کی اس تحریک کے جواب میں مختلف حلقوں کی طرف سے اعتراضات کی بوچھاڑ ہوگئی۔ انہوں نے کہا کہ این جی اوز ہمارے معاشرے میں نفرت انگیز جذبات بھڑکانے، عدم اعتماد عدالتی نظام کی خرابی سماجی اقدار کی بیخ کنی کرنے میں اہم کردار ادا کر رہی ہیں۔ غیرت کے نام پر قتل کو عمد قرار دینا نہ صرف شرانگیز ہے بلکہ غیر حقیقت پسندانہ ہے۔ غیرت کے نام پر قتل پاکستان میں ایک اہم ایشو ہے تاہم دوسرے ممالک بھی اس سے مستثنٰی نہیں کیونکہ اسلام بالخصوص اور ایشیائی ممالک بالعموم عورت کو شرم و حیاء کا پیکر قرار دیتے ہیں اور اسے خاندان کی آبرو سمجھتے ہیں، ایسے میں اگر ان معاشروں میں عورت اگر مرد کے ساتھ ناجائز تعلقات قائم کرلے تو اشتعال و نفرت میں اس کا قتل کر دیا جاتا ہے۔ بعض صورتوں میں اس کے ساتھ وابستہ مرد کو بھی ختم کر دیا جاتا ہے اور یوں کبھی نہ ختم ہونے والی دشمنی کا آغاز ہو جاتا ہے۔ کسی اسلامی ملک میں غیرت کے نام پر ہونے والے قتل کو قتل عمد قرار نہیں دیا گیا۔ مثلاً اردن کے مجموعہ تعزیرات کے مطابق 1960ء آرٹیکل 340 کے یہ الفاظ ہیں۔

1۔ کوئی شخص جو اپنی بیوی یا محرمات میں سے کسی ایک کو کسی دوسرے شخص کے ساتھ بدکاری کرتے ہوئے اچانک پکڑے اور وہ ایک یا دونوں کو قتل، زخمی یا مجروح کر دے تو یہ سزا سے مستثنٰی ہے۔

2۔ کوئی شخص جو اپنی بیوی یا ماں، دادی میں سے کسی ایک کو یا پھر پوتی جیسے وارثین کو کسی دوسرے شخص کے ساتھ بستر میں ناجائز حالت میں اچانک پکڑے اور اسے قتل، مضروب یا مجروح کر دے تو وہ سزا میں کمی کی رعائت کا مستحق ہوگا۔

اردن کا مجموعہ تعزیرات دو مختلف قانونی ماخزات سے ہے۔

1۔ سلطنت عثمانیہ کا مجموعہ تعزیرات 1857ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2۔فرانسیسی مجموعہ تعزیرات آرٹیکل 1810ء

اردن کے مجموعہ تعزیرات کے آرٹیکل 340 سے ملتی جلتی دفعات نہ صرف تمام عرب ممالک کے مجموعہ تعزیرات میں شامل ہیں بلکہ ترکی اور بہت سے یورپی ممالک میں بھی یہی صورتحال ہے۔مثلاً سپین اور پرتگال میں ایسی دفعات اب تک ان کے قانونی ڈھانچے کا حصہ ہیں۔اٹلی میں یہ دفعہ 1979ء میں ختم کردی گئی اور فرانس میں یہ شق 1975ء میں ختم کی گئی۔ سلطنت عثمانیہ کے مجموعہ تعزیرات میں بھی یہ شق شامل تھی۔آرٹیکل 188 کے مطابق جو شخص اپنی بیوی یا محرمات میں سے کسی ایک کو دوسرے فرد کے ساتھ مکروہ حالت میں دیکھے اور اسے زخمی قتل یا مجروح کردے، معاف کردیا جائے گا۔

شام اور لیبیا صرف باپ بھائی خاوند کو اس کی رعایت دیتی ہیں جبکہ اردن میں تمام محرم جن سے نکاح نہ ہو سکے، کو یہ رعایت دیتے ہیں۔الجیریا میں عورت کے ساتھ ساتھ مرد کو شامل کیا گیا ہے یعنی اگر بیوی اپنے خاوند کو کسی دوسری عورت کے ساتھ بدکاری کرتے ہوئے دیکھے تو اس کو قتل کردے، ایسی صورت میں سزا کی کمی یا استثنٰی کی مستحق ہوگی۔پاکستان میں مجموعہ تعزیرات کے مطابق بھی عزت کے قتل اور فوری اشتعال کے نتیجے میں کیے جانے والے قتل کو ''قتل عمد کی بجائے قتل خطا'' سے تعبیر کیا جاتا ہے۔1860ء سے لے کر اب تک ان قوانین کی تعبیر، تشریح اور اطلاق میں تسلسل پایا جاتا ہے۔پاکستان کی اعلیٰ عدالتوں کے سینکڑوں فیصلہ جات ریکارڈ پر ہیں، جس میں غیرت کے قتل کو ''قتل عمد'' نہیں سمجھا گیا۔ان فیصلہ جات میں سے ایک فیصلہ 26 نومبر 1997ء کے اخبار میں شائع ہوا۔

عدالت عالیہ لاہور کے مسٹر جسٹس خالد رانجھا اور مسٹر جسٹس افتخار چوہدری نے ایک شخص صاحب کی سزائے موت ختم کرکے اسے مقتول کے ورثاء کو دیت ادا کرنے کا حکم دیا۔ عدالت نے قرار دیا کہ قصاص و دیت آرڈیننس کے تحت بھی ایسا قتل جو کسی منصوبہ بندی کی بناء پر نہ ہوا ہو اور جس میں غیرت کا معاملہ شامل ہو، ''قتل عمد'' قرار نہیں پائے گا اور قاتل کو قتل خطا کے جرم کے تحت سزا دی جائے گی۔ایڈووکیٹ سردار لطیف کھوسہ نے عدالت کو بتایا کہ ملزم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"صاحب" نے ایک شخص ملازم حسین کو اپنے گھر کے سامنے پیشاب کرنے سے منع کیا اور کہا کہ اس سے بے پردگی ہوتی ہے، جس پر اس شخص نے کان نہ دھرا، ملزم نے فوری اشتعال کے تحت درانتی سے وار کیا اور ایک وار سے ہی اس کی موت ہوگئی۔ یہ قتل عمد نہیں ہے، اس لئے اس قتل خطا سے تعبیر کرتے ہوئے رہا کیا جاتا ہے۔ غیرت کے جوش میں آکر اپنی عورتوں کو قتل کر دینے کا مسئلہ کوئی نیا نہیں ہے۔ خود حضور اکرمؐ کی حیات طیبہ کے دوران بھی یہ مسئلہ بڑے شدومد سے زیر بحث رہا ہے۔ اسلام نے پاکدامن عورتوں پر بے جا الزام تراشی کرنے والوں پر حد قذف جاری کرنے کا حکم دیا ہے۔ قذف کا مسئلہ عام طور پر دوسری عورتوں کیلئے تھا۔ اچانک یہ مسئلہ اٹھ کھڑا ہوا کہ ایک خاوند اگر اپنی بیوی کو کسی دوسرے شخص کے ساتھ قابل اعتراض دیکھے تو اس کا کیا حکم ہے۔ اس وقت ابھی آیت لعان نازل نہ ہوئی تھی۔

سورۃ نور کی آیت نمبر 10 کی تشریح مولانا مودودی یوں کرتے ہیں، حد قذف جب نازل ہوا تو لوگوں میں یہ سوال پیدا ہوا کہ غیر مرد اور غیر عورت کی بد چلنی کو دیکھ کر آدمی صبر تو کر سکتا ہے، گواہ موجود نہ ہوں تو زبان پر قفل چڑھالے اور معاملے کو نظر انداز کر دے لیکن اگر وہ اپنی بیوی کی بد چلنی دیکھ لے تو کیا کرے، قتل کر دے اور الٹا سزا کا متوجب ہو، گواہ ڈھونڈنے جائے تو اس کے آنے تک مجرم کب ٹھہرا رہے گا۔ صبر کرے تو آخر کیسے کرے۔ طلاق دے کر رخصت تو کر سکتا ہے مگر نہ اس عورت کو سزا ملی نہ اس کے آشنا کو اگر ناجائز حمل ہو تو بچہ الگ گلے پڑے۔ یہ سوال ابتداء میں حضرت سعد بن عبادہ نے فرضی طور پر پیش کیا اور یہاں تک کہہ دیا کہ میں تلوار سے اس کا معاملہ اسی وقت طے کر دوں گا لیکن تھوڑی ہی مدت گزری کہ لوگوں نے یہ معاملہ عملاً دیکھا۔ بلال بن امیہ نے اپنی بیوی کا معاملہ پیش کیا، جسے انہوں نے بچشم خود ملوث پایا، نبی اکرمؐ نے فرمایا۔

ثبوت لاؤ ورنہ تم پر حد قذف جاری ہوگی۔ صحابہ میں اس پر عام پریشانی پھیل گئی اور بلال نے کہا، اس خدا کی قسم جس نے آپؐ کو نبی بنا کر بھیجا ہے! میں بالکل صحیح واقعہ عرض کر رہا ہوں، جسے میری آنکھوں نے دیکھا اور کانوں نے سنا ہے، مجھے یقین ہے کہ اللہ میرے بارے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکم نازل فرمائے گا جو میری پیٹھ بچا دے گا۔ اس موقع پر آیت لعان نازل ہوئی۔

لعان اسلامی شریعت میں قانونی اصلاح ہے، جس کی روشنی میں الزام لگانے والے خاوند اور الزام علیہ بیوی کو خدا کو گواہ بنا کر پانچ پانچ مرتبہ اپنی بات کے ثبوت میں قسمیں کھانی پڑتی ہیں۔ اگر دونوں پانچ پانچ قسمیں کھالیں تو ان میں جدائی کرادی جاتی ہے۔ بلال بن امیہ کی بیوی کے معاملے میں حضورؐ نے یہی طریقہ اختیار کروایا۔ تفریق کے بعد وضع حمل کی صورت میں پیدا ہونے والا بچہ ماں سے منسوب کر دیا جائے۔ بلال بن امیہ کی بیوی کے ہاں تفریق کے بعد پیدا ہونے والا بچہ دیکھا گیا تو اس کی صورت اس شخص سے ملتی تھی، جس کے بارے میں اس پر الزام لگایا گیا تھا۔ اس پر حضور اکرمؐ نے فرمایا اگر قسمیں نہ ہوتیں یا خدا کی کتاب فیصلہ نہ کر چکی ہوتی تو میں اس عورت سے بری طرح سے پیش آتا۔

آیت لعان کے ضمن میں شریعت کے اصولوں پر بحث کرتے ہوئے مولانا مودودی کہتے ہیں:

جو شخص بیوی کی بدکاری دیکھے اور لعان کا راستہ اختیار کرنے کی بجائے اس کا قتل کردے، اس بارے میں اختلاف ہے۔ ایک گروہ کہتا ہے کہ اسے قتل کیا جائے کیونکہ اس کو بطور خود حد جاری کرنے کا اختیار نہ تھا۔ دوسرا گروہ کہتا ہے اسے قتل نہیں کیا جائے اور نہ اس کے فعل پر کوئی مواخذہ ہوگا۔ بشرطیکہ اس کی صداقت ثابت ہو جائے۔ امام احمد اور اسحٰق بن راہویہ کہتے ہیں، اس امر کے دو گواہ لانے ہوں گے کہ قتل کا سبب یہی تھا۔ لعان سے پہلوتہی کرنے والی عورت کے بارے میں آئمہ کی رائے یہ ہے کہ اسے سنگسار کر دیا جائے۔ اسلام کا نظریہ حضورؐ کی سنت یہ ثابت کرتی ہے کہ معاشرے میں قانونی مساوات، عدل اور اخلاقی اقدار کی پابندی اول ترین ہے اور کسی کو یہ اختیار نہیں کہ وہ خود قانون کو ہاتھ میں لیتے ہوئے فیصلہ کرنے کھڑا ہو جائے۔ پاکستان میں غیرت کے نام پر قتل کے حق میں مختلف مذہبی رہنماء بھی موجود ہیں جو بنا سوچے سمجھے معاشرے میں اشتعال و خون ریزی کو فروغ دے رہے ہیں۔ حکومتی ادارے اس پر تحقیق کرتے ہوئے اہم مسئلے کا حل اسلامی و اخلاقی اقدار کی رو سے کریں تا کہ مناسب معاشرہ قائم ہو۔

☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمر اصغر، چیئرمین سنگی فاؤنڈیشن

ایئر مارشل ریٹائرڈ اصغر خان کے بیٹے عمر اصغر خان 1953ء میں ایبٹ آباد میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم ڈویژنل پبلک سکول سے حاصل کی اور گریجوایشن پشاور یونیورسٹی سے کرنے کے بعد برطانیہ چلے گئے۔ وہاں اکنامکس میں بی اے آنرز کی ڈگری حاصل کی۔ ESSEX یونیورسٹی سے فارغ ہونے کے بعد کیمبرج یونیورسٹی سے ایم فل اکنامکس کی ڈگری حاصل کی۔ عمر اصغر نے تقریباً ایک سال تک انگلینڈ میں پڑھایا اور واپس پاکستان آگئے۔ واپسی پر تقریباً 3 سال تک پنجاب یونیورسٹی میں تدریس سے وابستہ رہے۔ اسی دوران سیاسی سرگرمیوں میں مشغول ہو گئے، یہ ضیاء الحق کا دور تھا۔ سیاسی سرگرمیوں کی بنا پر عمر اصغر کو ملازمت سے برطرف کر دیا گیا۔ ملازمت ختم ہونے کے بعد عمر اصغر نے اپنے والد کے ساتھ ان کی کتاب Islam State and Politics پر کام کرنا شروع کر دیا۔ یہ کتاب ان کے مضامین میں بھی شامل ہے۔ عمر اصغر نے اپنے باپ کی پارٹی تحریک استقلال میں 1984 میں شمولیت اختیار کر لی۔ عمر اصغر پی ڈی اے کے ایک فعال رکن تھے۔ تقریباً ڈیڑھ سال تک مرکزی کمیٹی کے ممبر رہے اور ساتھ ساتھ متبادل پالیسیز اور بیانات بھی دیئے۔ مارشل لاء کی طاقت نے انہیں سیاست میں براہ راست حصہ لینے پر مجبور کر دیا اور عمر اصغر جمہوریت کی بحالی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیلئے میدان سیاست میں کود پڑے۔ عملی طور پر 1988ء میں الیکشن لڑا لیکن کامیابی نہ ہوئی۔
1990ء میں دوبارہ الیکشن میں حصہ لیا لیکن پھر ناکامی ہوئی، جس کا نتیجہ عمر اصغر نے یہ نکالا کہ
پاکستان میں سیاست کرنے کیلئے مضبوط برادری نظام، بے بہا دولت یا پھر قومی تحریک میں شامل
ہونا ضروری ہے جبکہ وہ ان تینوں میں سے ایک بھی خاصیت نہیں رکھتے تھے۔ عمر کے خیال میں
پارٹی سسٹم پر کی گئی سیاست ہی جیتنے کا راستہ نہیں ہے اور یوں اسمبلی میں جمہوریت کیلئے لڑنے کی
خواہش ختم ہوگئی اور عمر اصغر نے NWFP میں پارٹی کے چیئرمین کی حیثیت سے استعفیٰ دیتے
ہوئے آزادانہ طور پر ملکی ترقی کیلئے کام شروع کیا اور PILER پاکستان انسٹیٹیوٹ آف لیبر اینڈ
ریسرچ میں شمولیت اختیار کر لی جو کہ تعلیمی پروگرام چلا رہا ہے۔ تقریباً 6 سال تک عمر اصغر خان
انسٹیٹیوٹ کے متحرک ممبر رہے، پھر 1989ء میں اپنے دوستوں کے ساتھ اپنی تنظیم SAngi
Development Foundation کے نام سے قائم کی اور 4 سال تک پاکستان میں
ترقی اور سماجی بہبود کی صورتحال کو بہتر بنانے کیلئے رضا کارانہ کام کرتے رہے۔ 1992ء میں
اپنے کام کو واضح سمت دیتے ہوئے دو مقاصد ترتیب دیئے۔ پہلی پالیسی کا مقصد لوگوں کے
مسائل حل کرنا تھا۔ لوگوں میں حقوق حاصل کرنے کا شعور پیدا کرنا تھا۔ دوسرا مقصد معاشرے
میں بہتری لانے کا تھا، جس کے تحت 108 تنظیموں کو ساتھ ملایا گیا تاکہ سماجی بہبود و ترقی کے
کام کو زیادہ موثر اور فعال بنایا جائے۔ ان تنظیموں میں سے 38 تنظیمیں خواتین کی تھیں۔ عمر
اصغر خان کا یقین تھا کہ معاشرے میں شعور اور ترقی ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ عمر اصغر خان نے پہلے
لوگوں میں شعور ابھارنے کا کام شروع کیا کیونکہ جہاں اچھے ادارے ہیں، وہیں کالی بھیڑیں بھی
ہیں جو سادہ لوح عوام کو بے وقوف بنا کر اپنے مقاصد حاصل کر رہی ہیں۔ 12 اکتوبر 1999ء
کو جب جنرل پرویز مشرف نے اقتدار سنبھالا تو انہیں پہلی نگران کابینہ میں وفاقی وزیر منتخب کیا
گیا۔ بعد ازاں انہوں نے ذاتی وجوہات کی بناء پر اس عہدے سے استعفیٰ دے دیا۔

حکومتی رویہ اور عمر اصغر کی تردید

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمر اصغر خان نے سنگی فاؤنڈیشن کی بنیاد پر عوام کی فلاح و بہبود اور ان میں شعور پیدا کرنے کی غرض سے رکھی۔ ذاتی مفاد سے ہٹ کر عمر اصغر نے تقریباً 108 تنظیموں کو اپنے اس منصوبے میں شامل کیا۔ ان تنظیموں کو شامل کرنے کا مقصد محض ان کا نام استعمال کرنا نہ تھا بلکہ ایک مضبوط و جاندار پلیٹ فارم کا قیام بھی تھا جہاں تنظیمیں سماجی بہبود کے کام میں واضح سمت میں ایک دوسرے کے ساتھ قدم ملا کر چلیں۔ عمر اصغر کا یہ موقف اس وقت نہایت واضح ہو گیا جب پنجاب کے وزیر پیر بنیامین کی سرکردگی میں دو ہزار تنظیموں کو توڑ دیا گیا۔ عمر اصغر نے ان کے چار خطرناک پہلو بیان کرتے ہوئے کہا تھا۔

1۔ یہ مہم سختی اور جبر پر مبنی ہے۔

2۔ این جی اوز کے خلاف کارروائی کے دوران قانونی طریق کار اختیار نہیں کیا گیا۔

3۔ پیر بنیامین کے مقاصد مشکوک ہیں اور لب ولہجہ زہریلا اور عامیانہ ہے۔

4۔ پنجاب میں جن دو ہزار غیر سرکاری تنظیموں کو توڑا گیا ہے، انہیں نہ تو صفائی کا موقع دیا گیا اور نہ ہی کوئی ایسا ادارہ موجود ہے جس میں اتنے بڑے پیمانے پر این جی اوز کی تحلیل کے خلاف اپیل کی جا سکے۔

جس منطق کی بنیاد پر حکومت نے یہ قدم اٹھایا ہے، وہ نہایت بیہودہ اور عامیانہ ہے۔ مثال کے طور پر قارئین کے وسیع حلقہ کے حامل انسانی حقوق کے کمیشن کے نیوز لیٹر کا ڈیکلریشن محض اس بنا پر منسوخ کر دیا گیا کہ کمیشن نے متعلقہ احکام کو اپنے ایڈریس کی تبدیلی کی اطلاع نہ دی تھی"۔ عمر اصغر خان حکومتی پالیسیوں پر تنقید کرتے تھے کہ پولیس کو کھلی چھوٹ دی گئی ہے، وہ این جی اوز کے دفاتر میں سادہ کپڑوں میں گھس آتے ہیں، بغیر شناخت کر کے سوال و جواب کرتے ہیں، پیر بنیامین کے این جی او مخالف مقاصد کی تردید عمر اصغر نے دلائل کے ساتھ کی۔ انہوں نے اعتراض کیا کہ پیر بنیامین نے ایسے الزامات میں عامیانہ زبان استعمال کی، اس کے خلاف عمر اصغر خان نے اپنی تنقیدیں چھپوائی۔ پیر بنیامین نے پی آئی اوز Public Interest Organizations پر غیر اخلاقی تنظیموں کے لیبل چسپاں کیے۔ شرکت گاہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر عالمی بینک کی طرف سے ملنے والے آٹھ کروڑ ہڑپ کرنے کا الزام لگایا ہے جبکہ عالمی بینک نے ایسی کوئی امداد فراہم ہی نہیں کی ۔ حکومت احتساب کے نام پر این جی اوز کی ساکھ تباہ کرنا چاہتی ہے جو نہ صرف پاکستان کیلئے نقصان دہ ہے بلکہ بیرون ملک میں بھی پاکستان کا امیج خراب کر رہی ہے ۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ حکومت جہاں ان اقدامات سے پی آئی اوز کو بدنام کر رہی ہے، وہیں ان سے مدد بھی مانگی ہے ۔ پنجاب میں حکومت نے پی آئی اوز سے سکول چلانے کو کہا ہے ۔ سرحد حکومت نے جنگلات کے شعبے میں اصلاحات کیلئے مدد مانگی ہے ۔ سندھ میں حکومت نے تنظیموں سے بنیادی صحت کے مراکز کو سنبھالنے کو کہا ہے ۔ صوبائی حکومتوں کے ساتھ ساتھ وفاقی حکومتیں بھی پیچھے نہیں، اس نے تنظیموں کو غربت کے خاتمے کیلئے حکمت عملی ترتیب دینے کو کہا جبکہ قومی حکمت عملی برائے تحفظ ماحولیات بیجنگ کانفرنس کی روشنی میں خواتین کے حقوق کے بارے میں قومی لائحہ عمل اور سوشل ایکشن پروگرام کا تو دارومدار ہی پی آئی اوز کی شرکت اور امداد و تعاون پر ہے یعنی حکومت مفاد عامہ کی صورتحال بہتر بنانے کیلئے پی آئی اوز کی محتاج ہے ۔ مضحکہ خیز صورتحال تو یہ ہے کہ خود حکومت محترم پیر بنیامین کے سول سوسائٹی کے خلاف جاری بیانات کے باوجود انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کے خاتمے کیلئے پی آئی اوز سے مدد طلب کرتی ہے ۔ انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں براہ راست غربت کا مظہر تصور کی جاتی ہیں ۔ اپریل 1999ء میں حکومت نے پی آئی اوز اور بین الاقوامی ترقیاتی اداروں کے نمائندوں کو اعلیٰ سرکاری حکام سے صلاح مشورہ کیلئے مدعو کیا ۔ پلاننگ گروپ اور لوکل ڈائیلاگ گروپ کے زیر اہتمام اس اجلاس کا مقصد غربت کے خاتمے کیلئے قومی مشاورت پر مبنی حکمت عملی تیار کرنا تھا ۔ اجلاس میں اس حقیقت کو تسلیم کیا گیا کہ غربت اور سماجی کم مائیگی کا انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں سے گہرا تعلق ہے ۔ لوکل ڈائیلاگ گروپ نے عورتوں اور اقلیتوں کی بے چارگی دور کرنے کیلئے مثبت عمل کی سفارش کی تھی ۔ حکومت کے قول و فعل میں تضاد ہے ۔ اس کی مثال یہ ہے کہ حکومت نے انسانی حقوق اور خصوصاً عورتوں اور اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کیلئے بین الاقوامی اداروں میں زبردست سرگرمی دکھائی ہے ۔ وزیراعظم بھی جنسی تشدد کا شکار عورتوں سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اظہار ہمدردی اور عورتوں پر تشدد کے خاتمے کے بلند و بانگ دعوے کرنے میں دیر نہیں لگاتے لیکن اس کے برعکس پیر بنیامین کو ان تنظیموں کے پیچھے لگا دیا گیا ہے جو عورتوں پر تشدد کی وجوہات کے خاتمے پر کام کر رہی ہیں۔ عورتوں کے حقوق کے تحفظ کیلئے کام کرنے والوں پر اسلام دشمن، ملک دشمن اور مغربی ملکوں کا ایجنٹ ہونے کے الزامات عائد کئے جا رہے ہیں لیکن ان میں سے بیشتر نے حکومت کی دعوت پر پاکستان کی قومی رپورٹ تیار کی جو 1996ء میں عورتوں کے حقوق کے بارے میں بیجنگ میں منعقدہ اقوام متحدہ کی کانفرنس میں پیش کی گئی۔ ان خواتین کارکنوں نے مختلف بین الاقوامی فورم پر پاکستان کی بھرپور نمائندگی کی۔ ان کارکنوں اور ان کی تنظیموں کی مقامی اور عالمی سطح پر کوششوں کا ثمر یہ ہے کہ انہیں اندرون و بیرون ملک زبردست پذیرائی ملی۔ انہیں King Baudouin, Magsaysay Award, Human Rights Awards, Unescap Award جیسے باوقار ایوارڈ دیئے گئے۔ یہ ایوارڈز نہ صرف ان کی تنظیموں بلکہ ملک کیلئے نیک نامی کا باعث بنے۔ حکومت کی جانب سے جاری این جی اوز دشمن مہم کا بنیادی سبب جاننے کیلئے این جی اوز کا ارتقائی عمل سمجھنا ضروری ہے اور یہ کہ Non Governmental Organization, Public interest organization میں کیوں تبدیل ہوئیں۔ روائتی این جی اوز خیراتی و فلاحی سرگرمیوں تک محدود ہیں۔ سماجی و سیاسی معاملات کے بارے میں غیر جانبدار ہیں۔ وہ موجودہ سماجی و اقتصادی اور سیاسی ڈھانچوں کے نتیجے میں پیدا ہونے والی سماجی ناہمواریوں کو چیلنج نہیں کرتیں۔ ان کا بنیادی مقصد خدمات فراہم کرنا ہے جس کی بلاشک وشبہ ضرورت ہے۔ یہ تنظیمیں نلکے لگواتی ہیں۔ پینے کیلئے صاف پانی کی فراہمی کو یقینی بناتی ہیں اور بیماریوں کی روک تھام کیلئے ٹیکوں کی مہم چلاتی ہیں تاہم ان کوششوں کے باوجود غربت، ناانصافی اور محرومی نہ صرف قائم رہی بلکہ حالت پہلے سے بھی ابتر ہوگئی ہے۔ چنانچہ یہ حقیقت سامنے آئی کہ بامعنی اور پائیدار ترقی اسی صورت میں ممکن ہے، جب خدمات کی فراہمی کے ساتھ ساتھ وسائل اور خدمات تک رسائی کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو بھی دور کر دیا جائے۔ اس احساس نے این جی اوز کو مجبور کیا کہ وہ اپنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایجنڈے میں سماجی تحریک Social Mobilization اور مفاد عامہ کے کام کو بھی شامل کریں، چنانچہ وہ پی آئی اوز کہلانے لگیں۔ پی آئی اوز کی جانب سے سماجی تحریک کا مقصد ریاست اور سوسائٹی کو جمہوری بنانا ہے۔ یہ تنظیمیں روزگار کے ساتھ ساتھ شہریوں کے تمام بنیادی حقوق کا تحفظ چاہتی ہیں۔ سماجی و معاشی ناہمواریوں کے خاتمے پر زور دیتی ہیں۔ ڈھانچہ جاتی Structural اور ادارہ جاتی Institutional تبدیلیوں کا مطالبہ کرتی ہیں تاکہ اداروں کو زیادہ منصفانہ، عوامی مرکزیت کا حامل بنایا جا سکے۔ وہ وسائل کی ملکیت، ان پر امور خدمات اور فیصلہ سازی کے مراکز تک رسائی اور اداروں کے ڈھانچے کو چیلنج کرتی ہیں، جو امیر غریب کے فرق کو اور گہرا کرتا ہے۔ پی آئی اوز کا بتدریج اور مسلسل کام بہت سے امور کا احاطہ کرتا ہے جن میں فارسٹری، قدرتی وسائل اور مناسب و پائیدار استعمال، شہری ماحولیات، صحت و تعلیم کی مناسب فراہمی اور اقتصادی امور شامل ہیں۔ پی آئی اوز انصاف تک رسائی میں عوام کی مدد کرتی ہیں اور انہیں قانونی تحفظ فراہم کرتی ہیں۔ پی آئی اوز کو طاقتور اور بااثر طبقے کی طرف سے ردعمل کا سامنا بھی ہے جن کے مفادات کئی جگہوں پر بٹے ہوئے ہیں۔ 1997ء میں ایک این جی او ''شہری'' پر ٹمبر مافیا نے حملہ کیا کیونکہ وہ ان زمینوں کی نشاندہی اور تدارک کیلئے کام کر رہے تھے جو بے قاعدگیوں میں استعمال ہو رہی تھیں۔ ان حملوں کے دوران ''شہری'' کے صدر کو قتل کرنے کی کوشش کی گئی۔ سنگی کو ٹمبر مافیا کے رول کے بے نقاب کرنے کی پاداش میں معاندانہ کارروائیوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ بااثر طبقے کی جانب سے اخبارات کے ذریعے سنگی کو تنقید کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ بہت سی دوسری تنظیمیں مثلاً عورت فاؤنڈیشن، دستک، شرکت گاہ، صوبہ سرحد کے قصبوں میں کام کرنے والی سی بی اوز تنظیموں کو مفاد پرست عناصر کی مخالفت کا سامنا ہے۔ خصوصاً تنظیموں کی جانب سے دو حکومتی اقدامات کی مہم نے حکومت کو مزید بھڑکایا ہے، ان میں ایک مہم مئی 1998ء میں ایٹمی تجربات کے بعد چلائی گئی جبکہ دوسری آئین میں 15 ویں ترمیم کے خلاف چلائی گئی۔ حکومت کا کہنا ہے کہ یہ تحریکیں این جی اوز کے مینڈیٹ اور حدود کی خلاف ورزی ہے لیکن ماحولیاتی تحفظ کا ایجنڈا جوہری دھماکوں کے نتیجے میں پیدا ہونے والے خطرات کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نظر انداز نہیں کر سکتا۔ اسی طرح اگر حکومت کی جانب سے قوت کے ارتکاز کی کوششوں کا نوٹس نہ لیا گیا تو فیصلہ سازی کے عمل میں محروم و بے کس لوگوں کی شرکت کا پی آئی اوز کا مقصد پورا نہیں ہوتا۔ تشدد اور جسمانی حملے کی دھمکیاں، حقوق کیلئے کام کرنے والی تنظیموں کو ڈرانے دھمکانے اور انہیں بدنام کرنے کیلئے مستقل حربہ ہیں۔ سمیعہ عمران کے قتل کے بعد عاصمہ جہانگیر اور حنا جیلانی کو مار ڈالنے کی کھلم کھلا دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔ 13 اپریل 1999ء کو پشاور میں اس پر امن جلوس پر حملہ کر دیا گیا جو جائنٹ ایکشن کمیٹی نے ''عزت کے نام پر قتل'' کے خلاف احتجاج کرنے کیلئے نکالا تھا۔ تشدد اور تشدد کی دھمکیوں کے اس قسم کے واقعات کے تدارک میں حکومت کی ناکامی یا عدم دلچسپی بھی تشویش کا باعث ہے۔ صوبہ سرحد کے ایک ضلع میں بعض مذہبی عناصر کی اشتعال انگیز کارروائیوں پر قابو پانے میں ناکامی کے بعد مقامی انتظامیہ نے ایک پی آئی او کو کسان کانفرنس کے انعقاد سے روک دیا جو تحفظ خوراک کے سلسلے میں ایک گاؤں میں منعقد کی جا رہی تھی۔ یہ بات ظاہر ہے کہ ملک میں کام کرنے والی پی آئی اوز کو جو ملک کے مختلف حصوں میں مختلف کام سرانجام دے رہی ہیں، بااثر طبقوں کے کئی دھڑوں کا سامنا ہے تاہم ان میں کئی باتیں مشترک نظر آتی ہیں۔ اکثر مخالف عناصر یہ الزام عائد کرتے ہیں کہ حقوق کے تحفظ کیلئے کام کرنے والی تنظیمیں غیر اسلامی اقدار اور مغربی کلچر کو فروغ دیتی ہیں۔ قومی مفاد کے خلاف کام کرتی ہیں اور غیر ملکی اداروں کی طرف سے ملنے والی رقوم کو غلط طور پر پاکستان کو بدنام کرنے کیلئے استعمال کرتی ہیں لیکن اگر ان الزامات کو سطحی نظر سے دیکھنے کی بجائے گہرائی میں جھانکنے کی کوشش کی جائے تو ان میں کوئی حقیقت نظر نہیں آتی۔ کیا زبردستی شادی میں پھنسی ہوئی مجبور عورتوں کو طلاق کا حق دلوانا، جس کی اسلام نے بھی اجازت دی ہے، غیر اسلامی ہے؟ کیا مظلوموں کے حقوق کے لئے جدوجہد مغربی ثقافت کی پیروی ہے؟ کیا حکومت کی ان پالیسیوں کو جو جارحیت کا موجب ہیں چیلنج کرنا، امن و رواداری و فروغ دینا قومی مفاد کے خلاف ہے؟ جہاں تک احتساب کا تعلق ہے، پی آئی اوز تمام مالی قواعد وضوابط پر عمل کرتی ہیں۔ ان کے حساب کتاب کا باقاعدگی سے آڈٹ ہوتا ہے اور مالی امداد فراہم کرنے والے ادارے بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اخراجات پر کڑی نظر رکھتے ہیں اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ پی آئی اوز کی کارکردگی کو وہی کمیونٹی جان سکتی ہے جو اس پر نظر رکھتی ہے اور اس میں کام کرتی ہے، اگر ان کی کارکردگی اچھی نہیں تو کمیونٹی ان کا محاسبہ کرسکتی ہے، اس کا مطلب یہ نہیں کہ این جی اوز تنقید سے بالاتر ہیں، ان کی کارکردگی میں بہتری کی گنجائش موجود ہے۔ متعدد تنظیمیں ایسی ہیں جنھوں نے کارکردگی شفافیت اور احتساب کے اعلیٰ معیار قائم کئے ہیں جبکہ دوسری تنظیمیں ان کی پیروی کرنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ این جی اوز نے مل کر پہلے ہی احتساب و شفافیت کو فروغ دینے کا عمل شروع کر رکھا ہے۔ پی آئی اوز کے خلاف الزام تراشی کی مہم کے ساتھ ساتھ حکومت مبینہ طور پر ان تنظیموں کو کنٹرول کرنے کیلئے نئے سرے سے قانون سازی کی کوششیں کر رہی ہے۔ خدشہ ظاہر کیا جارہا ہے کہ ایک آرڈیننس نافذ ہوگا، جس کے تحت موجودہ سوسائیڈز ایکٹ میں ترمیم کر دی جائے گی۔ 21 مئی 1999ء کو شائع ہونے والی ایک خبر کے مطابق مجوزہ آرڈیننس کے تحت حکومت کو کسی بھی این جی او کو توڑنے اور اس کے اثاثے ضبط کرنے کا اختیار مل جائے گا۔ اس کا مطلب ہے رجسٹرار یہ سمجھتا ہے کہ کوئی این جی او اپنے مقاصد اور قواعد وضوابط کی خلاف ورزی کر رہی ہے اور ایسے کاموں میں مصروف ہے جو عوام الناس کے مفاد میں نہیں، وہ اپنے اس اختیار کو غلط طور پر استعمال کرتے ہوئے این جی او توڑ سکتا ہے۔ علاوہ ازیں رجسٹرار کے فیصلے کے خلاف اپیل کے حق کو بھی محدود رکھا گیا ہے۔ خبر کے تحت آرڈیننس کے تحت "تحلیل شدہ سوسائٹی رجسٹرار کے فیصلے کے خلاف صوبائی حکومت کے سامنے اپیل کرسکتی ہے، جس کا فیصلہ حتمی ہوگا۔ واضح رہے کہ مجوزہ قانون جابرانہ ہے اور اس کا مقصد حقوق کے تحفظ کیلئے کام کرنے والی سرگرمیوں کو کنٹرول کرنے کیلئے حکومت کا کل اختیارات کو تفویض کرنا ہیں۔ یہ حقیقی خطرہ موجود ہے کہ حکومت مجوزہ قانون کو ایسی تنظیموں کو ڈرانے دھمکانے اور ان پر پابندی عائد کرنے کیلئے استعمال کرے گی جو ایڈوکیسی اور حقوق کے تحفظ کیلئے کوشاں ہیں۔ پی آئی اوز کی آواز کو دبانے کی اس حکومتی کوشش کے نتیجے میں تنظیم سازی اور آزادی اظہار کے بارے میں شہریوں کے آئینی حقوق خطرے میں پڑ گئے۔ مفاد پرست طبقوں کی سخت مخالفت کے باوجود پی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آئی اوز ملک میں بدستور موثر رول ادا کر رہی ہیں ۔ وہ محروم اور بے بس طبقات کے ساتھ مل کر ایسا کام کر رہی ہیں، جس کے نتیجے میں وہ خود مختار عوامی تنظیموں کی تشکیل عمل میں آسکتی ہے ۔ محروم اور غریب لوگوں کی استعداد اور قوت کو اس قدر مستحکم کرنے کیلئے کہ فیصلہ سازی میں ان کی رائے کو اہمیت حاصل ہو۔ پی آئی اوز محروم طبقات کے ساتھ اور سول سوسائٹی کی دوسری تنظیموں کے ساتھ مضبوط اتحاد قائم کر رہی ہیں ۔ حکومت کی این جی او دشمن مہم نے بد اعتمادی اور مخاصمت کی ایک ایسی صورتحال پیدا کر دی ہے، جس کا کوئی بھی نتیجہ نہیں نکلے گا ۔ ریاست کو یہ تسلیم کر لینا چاہیے کہ ایک تنومند اور پرجوش سوسائٹی جمہوریت کا لازمی جزو ہے ۔ ایسے ملکوں میں جہاں جمہوری روایات بہت مضبوط ہیں، ریاست اور سوسائٹی ایک ایسے رشتے میں باہم منسلک ہیں جہاں اختلاف و تعاون دونوں کیلئے برابر کی گنجائش موجود ہے ۔ اس طرح کے تعلقات مثبت شراکت داری کو جنم دیتے ہیں ۔ مضبوط شراکت داری کیلئے لازمی ہے کہ اختلافی افکار کو پھلنے پھولنے کا موقع فراہم کیا جائے تا کہ مختلف انواع حالات سے استفادہ حاصل کیا جا سکے اور امن و رواداری کے کلچر کو فروغ مل سکے ۔ باہمی عزت و احترام اعتماد و محاسبہ وہ اہم عناصر ہیں جو مثبت شراکت داری کیلئے ضروری ہیں ۔ پاکستان میں حقیقی جمہوری ماحول اور مثبت شراکت داری کی گنجائش اس صورت میں ہی ممکن ہے جب اول این جی اوز کے خلاف مہم فوری طور پر بند ہو ۔ دوئم ادارہ جاتی Institutional تبدیلی اور محروم طبقات کو خدمات کی فراہمی کے عمل میں پی آئی اوز کے حقوق پر مبنی کام کی اہمیت کو تسلیم کیا جائے ۔ سوئم ریاست سول سوسائٹی کیلئے ایک ایسا سازگار ماحول پیدا کرے جس میں آئین میں دیئے گئے بنیادی حقوق کے مطابق تنظیم سازی اور اظہار رائے کی مکمل آزادی ہو، وقت یہ ثابت کرے گا کہ کیا ریاست میں ایسے اقدامات کرنے کا حوصلہ ہے جو جمہوری اصولوں پر پختہ یقین کا مظہر ہیں ۔

این جی اوز کے خلاف مہم، عمر اصغر کا جواب

ملک میں غیر سرکاری تنظیموں کے خلاف مہم این جی اوز کیلئے تو خطرناک ہے ہی لیکن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ نوخیز جمہوریت کیلئے بھی تشویشناک ہے۔ ملک بھر میں حال ہی میں دو ہزار کے قریب این جی اوز کو توڑ دیا گیا ہے۔ پنجاب کے وزیر سماجی بہبود پیر بنیامین رضوی کی سرکردگی میں حکومت کی اس مہم کے 4 نمایاں اور خطرناک پہلو ہیں۔

1۔ یہ مہم سختی اور جبر پر مبنی ہے۔

2۔ این جی اوز کے خلاف کارروائی کے دوران قانونی طریقہ کار اختیار نہیں کیا گیا۔

3۔ اس کے مقاصد مشکوک ہیں۔

4۔ اس کا لب ولہجہ زہریلا ہے۔

پنجاب میں جن دو ہزار کے قریب غیر سرکاری تنظیموں کو توڑا گیا، انہیں صفائی کا موقع نہیں دیا گیا اور نہ ہی کوئی ایسا ادارہ موجود ہے جس میں اتنے بڑے پیمانے پر این جی اوز کی تحلیل کے خلاف اپیل کی جا سکتی ہو۔ جس منطق کی بنیاد پر حکومت نے یہ قدم اٹھایا ہے وہ غیر واضح ہے ۔ مثال کے طور پر قارئین کے وسیع حلقہ کے مسائل انسانی حقوق کمیشن کے نیوز لیٹر کا ڈیکلریشن محض اس بناء پر منسوخ کیا گیا ہے کہ کمیشن نے متعلقہ حکام کو اپنے ایڈریس کی تبدیلی کی اطلاع نہیں دی تھی۔

سفید کپڑوں میں پولیس کے کارندے اچانک این جی اوز کے دفاتر میں آدھمکتے ہیں اور جب انہیں اپنی شناخت کروانے کیلئے کہا جاتا ہے تو وہ کوئی ثبوت فراہم کرنے سے انکار کر دیتے ہیں۔ وہ این جی اوز کے سٹاف سے اس طرح کے سوال کرتے ہیں کہ ان کی اصل نیت کا صاف پتہ چل جاتا ہے۔ وہ انسانی حقوق، عورتوں اور بچوں کے سوال کرتے ہیں کہ ان کی اصل نیت کا صاف پتہ چل جاتا ہے۔ وہ انسانی حقوق، عورتوں اور بچوں کے حقوق کے بارے میں این جی اوز کے نکتہ نظر کے بارے میں سوال کرتے ہیں اور خاص طور پر ایٹمی دھماکوں اور کشمیر کے مسئلہ کے بارے میں این جی اوز کے موقف کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ انہوں نے اکثر اپنے سوالات میں عامیانہ زبان استعمال کی ہے اور پی آئی اوز (Public Interest Organisations) پر غیر اخلاقی تنظیموں کے لیبل چسپاں کئے ہیں۔ انہوں نے اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح کے ایک بیان میں شرکت گاہ پر عالمی بینک سے ملنے والے 8 کروڑ روپے ہڑپ کرنے کا الزام لگایا ہے لیکن عالمی بینک کی فوری تردید نے کہ اس نے شرکت گاہ کو کبھی کوئی فنڈ نہیں دیا، اس الزام کو بے بنیاد ثابت کر دیا ہے۔ یہ انتہائی بدقسمتی کی بات ہے کہ این جی اوز کے خلاف مہم میں مختلف ہتھکنڈے استعمال کئے جا رہے ہیں۔ ان ہتھکنڈوں سے حکومت کے ارادے بے نقاب ہو گئے ہیں کہ وہ دراصل احتساب کے پردے میں نیک نام این جی اوز کی ساکھ تباہ کرنا چاہتی ہے۔ یہ اقدامات پاکستان کیلئے تو ضرر رساں ہیں ہی لیکن اندرون اور بیرون ملک حکومت کی ساکھ کو بھی نقصان پہنچ رہا ہے۔

حکومت کے ان اقدامات نے ریاست اور مفاد عامہ کے اداروں میں کافی بداعتمادی پیدا کر دی ہے۔ یہ اقدامات ان کوششوں کے برعکس ہیں، جو ماضی قریب میں ریاست اور ان تنظیموں کے تعاون کیلئے مل کر کی گئی تھیں۔ ستم تو یہ ہے کہ پی آئی اوز پر پابندی کی دھمکیوں کے ساتھ ساتھ ان کو بدنام کرنے کی مہم جاری ہے جبکہ متعدد امور میں ان سے تعاون کی درخواست کی جا رہی ہے۔ مثلاً پنجاب جو این جی او مخالف مہم کا گڑھ بن چکا ہے۔ صوبائی حکومت نے پی آئی اوز سے سرکاری سکول چلانے کی درخواست کی ہے۔ سرحد حکومت نے مفاد عامہ کی تنظیموں سے کہا ہے کہ وہ جنگلات کے شعبے میں اصلاحات کیلئے ان کی مدد کریں جبکہ سندھ میں حکومت نے پی آئی اوز سے درخواست کی ہے کہ وہ صوبے بھر میں بنیادی صحت کے مراکز کا انتظام سنبھال لیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ اس سلسلے میں وفاقی حکومت بھی صوبائی حکومتوں سے پیچھے نہیں رہی۔ اس نے غربت کے خاتمے کیلئے حکمت عملی تیار کرنے میں مدد دینے کیلئے کہا جبکہ قومی وحکمت عملی برائے تحفظ ماحولیات، بیجنگ کانفرنس کی روشنی میں خواتین کے حقوق کے بارے میں قومی لائحہ عمل اور سوشل ایکشن پروگرام کا تو دارومدار ہی پی آئی اوز کی شرکت پر ہے۔ اس لحاظ سے ظاہر یہ ہوتا ہے کہ حکومت کو اپنی مجبوریوں کا احساس ہے اور وہ پالیسی وادارہ جاتی اصلاحات سے لے کر پروگرام پر عمل تک مفاد عامہ کی تنظیموں کے تعاون کی محتاج ہے۔

تمام تر صورتحال اس وقت مضحکہ خیز بن جاتی ہے، جب پیر بنیامین رضوی کے سول

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوسائٹی کے خلاف بیانات کے باوجود حکومت انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کے خاتمے کیلئے پی آئی اوز سے مدد طلب کرتی ہے۔ انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں براہ راست غربت کا مظہر تصور کی جاتی ہیں۔ اپریل 1999ء میں حکومت نے پی آئی اوز اور بین الاقوامی ترقیاتی اداروں کے نمائندوں کو اعلیٰ حکام سے صلاح مشورے کیلئے مدعو کیا تھا۔ پلاننگ کمیشن اور لوکل ڈائیلاگ گروپ کے زیر اہتمام اس اجلاس کا مقصد غربت کے خاتمہ کیلئے قومی مشاورت پر جنہیں حکمت عملی تیار کرنا تھا۔ اجلاس میں اس حقیقت کو تسلیم کیا گیا کہ غربت اور سماجی کم مائیگیوں کا انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں سے گہرا تعلق ہے۔ لوکل ڈائیلاگ گروپ نے عورتوں اور اقلیتوں کی بے چارگی کو دور کرنے کیلئے مثبت عمل کی سفارش کی تھی۔

حکومت کے قول و فعل میں کس قدر تضاد ہے اس کی ایک مثال یہ ہے کہ حکومت انسانی حقوق اور خصوصاً عورتوں اور اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کیلئے بین الاقوامی اداروں میں زبردست سرگرمی دکھاتی ہے۔ وزیر اعظم بھی جنسی تشدد کا شکار خواتین سے ہمدردی اور عورتوں پر تشدد کے خاتمے کے بلند و بانگ دعوے کرنے (بھرپور پبلسٹی) میں دیر نہیں لگاتے لیکن اس کے برعکس پیر بنیا مین کو ان تنظیموں کے پیچھے لگا دیا گیا ہے جو عورت پر تشدد کے خاتمہ کی وجوہات کیلئے کام کر رہی ہیں۔ عورتوں کے حقوق کے تحفظ کیلئے کام کرنے والوں پر ملک دشمن اور مغربی ملکوں کے ایجنٹ ہونے کے الزامات عائد کئے جاتے ہیں لیکن ان میں بیشتر نے حکومت کی دعوت پر پاکستان کی قومی رپورٹ تیار کی ہے جو 1996ء میں عورتوں کے حقوق کے بارے میں منعقدہ اقوام متحدہ کی کانفرنس میں پیش کی گئی، ان خواتین کارکنوں نے مختلف بین الاقوامی فورم پر پاکستان کی بھرپور نمائندگی کی اور ان کارکنوں اور تنظیموں کی مقامی و عالمی سطح پر کوششوں کا ثمر یہ ہے کہ انہیں اندرون اور بیرون ملک زبردست پذیرائی ملی۔ انہوں نے میگ سیسے ایوارڈ (Megsaysay Award)، کنگ باؤ ڈوئین ہیومن رائٹس ایوارڈ (King Baudouin Hunan Rights Award) اور UNESCAP جیسے باوقار بین الاقوامی ایوارڈز حاصل کئے۔ یہ ایوارڈ نا صرف ان افراد اور تنظیموں بلکہ پورے ملک کیلئے نیک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نامی، عزت اور وقار کا باعث ہیں۔

حکومت کی جانب سے جاری این جی او دشمن مہم کا بنیادی سبب جاننے کیلئے این جی اوز کی پی آئی اوز میں تبدیل ہونے کے ارتقائی عمل کو جاننے کی ضرورت ہے۔ روائتی این جی اوز خیراتی اور فلاحی سرگرمیوں تک محدود ہیں۔ سیاسی و سماجی معاملات کے بارے میں غیر جانبدارانہ ہیں۔ وہ موجودہ سماجی واقتصادی اور سیاسی ڈھانچوں کے نتیجے میں پیدا ہونے والی ناہمواریوں کو چیلنج نہیں کرتیں۔ ان کا بنیادی مقصد خدمت فراہم کرنا ہے جن کی بلاشبہ ضرورت ہے۔ یہ تنظیمیں نلکے لگواتی ہیں، پینے کیلئے صاف پانی مہیا کرتی ہیں اور بیماریوں کی روک تھام کیلئے ٹیکوں کی مہم چلاتی ہیں، تاہم ان کوششوں کے باوجود غربت، ناانصافی اور محرومی نا صرف قائم رہی بلکہ حالت پہلے سے بھی ابتر ہوگئی چنانچہ یہ حقیقت سامنے آئی کہ بامعنی اور پائیدار ترقی اسی صورت میں ممکن ہے جب خدمات کی فراہمی کے ساتھ ساتھ وسائل اور خدمات کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو بھی دور کر دیا جائے گا۔ اس احساس نے این جی اوز کو مجبور کیا کہ وہ اپنے ایجنڈے میں سماجی تحریک (Social Mobilization) اور مفاد عامہ کے کام کو بھی شامل کریں چنانچہ وہ پی آئی اوز کہلوانے لگیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

قانون توہین رسالت اور این جی اوز

قانون توہین رسالت کا مطالبہ کیوں؟ اس کہانی کا آغاز کیسے ہوا۔ بہت پرانے مطالبے کو ایک مرتبہ پھر نواز حکومت میں اٹھایا گیا۔ آئینی ترمیم کے ذریعے قرآن وسنت کی بالادستی کا مطالبہ میاں نواز شریف کے سامنے سب سے پہلے مولانا شاہ احمد نورانی (مرحوم) نے پیش کیا تھا۔ اس وقت سینیٹر راجہ ظفر الحق بھی مولانا کے ساتھ تھے، پھر ڈاکٹر اسرار احمد نے بھی یہی مطالبہ نواز شریف کے سامنے رکھا۔ نواز شریف نے اس کی تفصیلات جاننے کیلئے اپنے والد میاں محمد شریف کو ڈاکٹر اسرار کے پاس بھیجا تھا۔ بعد ازاں علماء کی ایک بڑی تعداد نے آئینی ترمیم کے ذریعے قرآن وسنت کی بالادستی قائم کرنے کیلئے دباؤ ڈالنا شروع کر دیا۔ نواز شریف نے اس مسئلے کو سنجیدگی کے ساتھ دیکھتے ہوئے اتفاق رائے کیلئے کنونشن سنٹر اسلام آباد میں ملک بھر کے علماء کا اجلاس بلایا۔ اس تاریخی جلسے میں 5 ہزار کے قریب علماء جمع ہوئے۔ اسے پورے ملک کے علماء کا نمائندہ اجلاس قرار دیا گیا۔ اجلاس کے اختتام پر 100 فیصد اتفاق پایا گیا کہ قرآن وسنت کی بالادستی کیلئے آئین میں ترمیم کر دینی چاہیے۔ اس ضخیم کے مسودے میں اس بات کا خاص طور پر خیال رکھا گیا کہ اقلیتوں کے حقوق پر اثر نہیں پڑے گا۔ ان کا کلچر، ان کی عبادات اور مذہبی آزادی برقرار رہے گی لیکن اس ترمیم کی بازگشت نے طوفان برپا کر دیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاکستان کے اندر و باہر اسلام دشمن لابیاں حرکت میں آگئیں۔کسی نے کہا نواز شریف امیر المومنین بننا چاہتے ہیں تو کسی نے کہا پاکستان میں طالبان کا نظام نظر آرہا ہے۔مغرب کی سپانسرڈ این جی اوز نے شور مچایا کہ اس ترمیم کے ذریعے اقلیتوں کے حقوق پر زد آئے گی۔ امریکہ اور یورپ کے نمائندوں نے بھی دباؤ ڈالنا شروع کر دیا۔نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ یورپ کے نمائندے کو ترمیمی مسودہ دکھایا گیا،جس میں واضح طور پر درج تھا کہ قرآن وسنت کی بالادستی کا اطلاق صرف مسلمانوں پر ہوگا،آئین میں اقلیتوں کو جو حقوق حاصل ہیں،ان پر اس کا کوئی اثر نہ ہوگا۔این جی اوز کی نمائندہ ایک خاتون اس ترمیم پر زہر اگلتے ہوئے یہ تاثر دے رہی تھیں کہ پاکستان ایک ایسی بنیاد پرست ریاست بننے جا رہا ہے جو طالبان کو بھی پیچھے چھوڑ دے گی۔اس مرحلے پر امریکہ اور بڑی طاقتیں یہ سمجھ رہی تھیں کہ وسطی ایشیاء کی پہلے سے ہی 6 اسلامی ریاستیں ہیں۔ہندوستان میں بھی مسلم بڑی تعداد میں موجود ہیں۔انڈونیشیاء اور ملائشیاء اسلامی قوتیں سمجھی جاتیں ہیں جبکہ بنگلہ دیش بھی اسلامی ریاست ہے،ایران اور افغانستان پہلے ہی بنیاد پرست ہیں اور اب اگر پاکستان میں بھی قرآن وسنت کی بالادستی ہوگئی تو اس خطے میں مکمل اسلامی کنٹرول ہو جائے گا اور اسے سنبھالنا مشکل ہوگا۔یہ بھی کہا گیا کہ ایک ایسا ملک جو ایٹمی قوت بھی ہے،اگر شریعت کی بالادستی ہوگئی تو اسلام اور مغرب کا پوری دنیا میں ٹکراؤ ہو جائے گا۔اس کے بعد یہ پراپیگنڈہ زور پکڑ گیا کہ مارچ 2000ء میں سینٹ کے الیکشن سے پہلے نواز حکومت ختم ہو جائے گی۔پھر اس حقیقت کو سب نے دیکھا۔وجہ آرمی چیف کی برطرفی تھی یا کوئی اور لیکن نواز حکومت بھی چلی گئی اور قرآن وسنت کی بالادستی کی ترمیم کا قصہ بھی تمام ہوگیا لیکن حکومت بدل جانے کے باوجود امریکہ اور یورپ کے نمائندگان کی تشویش ختم نہ ہوئی،مشرف حکومت پر دباؤ ڈالا گیا کہ وہ پاکستان میں اسلامک لابی کو کنٹرول کریں۔حکومت کے قریبی ذرائع کا دعویٰ ہے کہ کوئی معمولی نوعیت کا دباؤ نہ تھا بلکہ اسلامک لابی کو کنٹرول کرنے کیلئے غیر ملکی سفیر تفصیلات فراہم کرتے رہے،جس میں شریعت کے نفاذ،قرآن سنت کی بالادستی سے متعلق ترامیم،دینی مدارس پر کنٹرول،جہادی تنظیموں کے زور کو کم کرنے اور توہین رسالت کے قوانین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ترامیم جیسی جزئیات شامل تھیں۔ اس سے قبل کہ مذہبی جماعتیں موجودہ حکومت سے شریعت کی بالادستی کا مطالبہ کرتیں۔ مذہبی جماعتوں اور جہادی تنظیموں کے خلاف آپریشن شروع کرے ،حکومت انہیں دفاعی پوزیشن میں لے آئی۔ اگرچہ مشرف حکومت کی لڑائی صرف سیاستدانوں سے چل رہی تھی۔ ملک کے اندر بظاہر دینی محاذ سرگرم نہیں تھا لیکن حکومت نے وزیر داخلہ کے ذریعے اس محاذ کو بھی گرم کر دیا جو عام شہری کی سمجھ سے بالاتر تھا لیکن حقیقت میں یہ بیرونی دباؤ تھا جو حکومت کو مجبور کر رہا تھا کہ حکومت پاکستان کے اندر مذہبی حلقوں اور بنیاد پرستوں کو دیوار سے لگا دے۔ محب وطن اور اسلام پسند حلقے حکومت کی کارروائیوں پر حیران تھے۔ حکومت از خود وہ تمام قدم اٹھا رہی تھی جو مطالبہ مغربی این جی اوز سابقہ حکومت سے کر رہی تھیں اور وہ حکومتیں ان کے مطالبات نہ مان سکیں۔ این جی اوز کا مطالبہ تھا کہ دینی مدارس کے پھیلتے ہوئے نیٹ ورک کو روکا جائے۔ دینی مدارس سے بنیاد پرستی ختم کر کے انہیں جدید تعلیمی نصاب پڑھایا جائے۔ افغانستان اور کشمیر کیمپوں کا خاتمہ کیا جائے اور توہین رسالت کے قوانین کو نرم کر دیا جائے۔ موجودہ حکومت نے ازخود ان کے مطالبے پر عملدرآمد شروع کر دیا تھا۔ بقول تجزیہ نگاروں کے این جی اوز اس لئے خاموش ہیں کہ موجودہ حکومت این جی اوز کی نمائندہ ہے۔ مذہبی عناصر کو کم کرنے کیلئے حکومت نے جتنی جزئیات پر کام کیا۔ ان میں حساس ترین جز توہین رسالت کے قانون سے متعلق تھی۔ ذرائع کے مطابق اس پر کام جاری تھا مگر اس ایشو سے ڈنگ نکالنے کیلئے اسے اخبارات میں بحث کیلئے جاری کر دیا جو بظاہر مشکل کام تھا۔ کچھ حلقے اس خوش فہمی کا شکار تھے کہ مذہبی حلقوں کے خلاف حکومت کے بیانات صرف امریکہ اور اس کے حواریوں کو دکھانے کیلئے ہیں لیکن مذہبی حلقے اس لئے تشویش میں مبتلا تھے کیونکہ وہ حقیقت سے آگاہ تھے۔ مذہبی حلقوں کو مانیٹر کرنے اور اسلامی عنصر کے خلاف غیر ملکی ایجنڈے کی تکمیل کیلئے اسلام آباد میں R بلاک کے اندر ایک وسیع شعبہ قائم کر دیا گیا، جہاں نہ صرف مذہبی رہنماؤں کو بلا کر ان کی کلاس لی جاتی تھی بلکہ تمام ایجنڈے پر دن رات کام ہو رہا تھا۔ ذرائع کے مطابق مذہبی حلقوں کے زور کو توڑنے اور توہین رسالت کے مسودے میں تبدیلی کیلئے نئی شقیں بنائی جا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہی تھیں ۔ذرائع کے مطابق قانون توہین رسالت کے تحت اب تک جتنے افراد کے خلاف کیس درج ہوئے یا پھر ان کو سزا سنادی گئی کا ازسرنو جائزہ لیا جانے لگا۔اس کا پہلا پتھر پھینکنے کیلئے وفاقی وزیر عمر اصغر کا انتخاب کیا گیا جو کہ سنگی کے نام سے ایک تنظیم کے سربراہ تھے اور یہ تنظیم ماضی میں بھی مذہبی حلقوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے سخت بیانات جاری کرتی رہی تھی ۔یہی وہ تنظیم تھی جس نے بھارت کے جواب میں پاکستان کے ایٹمی دھماکوں کے خلاف اسلام آباد میں ایک بڑا مظاہرہ کیا تھا۔کالاباغ ڈیم کی تعمیر کے خلاف ملک بھر میں کتابچے بھی اسی تنظیم نے تقسیم کئے تھے اور پھر توہین رسالت کے کیسز کی واپسی کا مطالبہ بھی عمر اصغر نے ہی کیا تھا۔

16 مارچ کو خبر شائع ہوئی کہ وفاقی وزیر بلدیات عمر اصغر خان نے وفاقی وزیر قانون عزیز اے منشی کے نام خط میں توہین رسالت کے جرم میں سزائے موت پانے والے ایک مجرم کے کیس کا ازسرنو جائزہ لینے کی سفارش کی ،جس کی کاپی وزیر مذہبی امور ڈاکٹر محمود احمد غازی کو بھی ارسال کر دی گئی ۔ رپورٹ کے مطابق عمر اصغر نے وزیر کو خط بھجوایا ۔ اس کا نمبر Ministe/2000 (2) 1 تھا۔خط میں مولانا عبدالستار نیازی کے ایک بیان کا حوالہ بھی دیا گیا۔اس خط کے بھیجنے پر مذہبی حلقوں نے عمر اصغر کی شدید ترین مذمت کی ۔جس نوعیت کے کام کا آغاز عمر اصغر سے کرایا گیا ،دیکھنا یہ ہے کہ کیا حکومت واقعتاً اس نوعیت کے کسی منصوبے پر کام کر رہی تھی ۔توہین رسالت کے قانون اور سزا پانے والے کیسوں کا ازسرنو جائزہ لینے کیلئے بعض مخصوص اداروں کی زیر نگرانی جو کام ہو رہا تھا ،ان مسودات کے کچھ حصے راقم نے اپنے ذرائع سے حاصل کر لئے تھے ۔اس کام پر جو سرکاری افسران متعین تھے ،ان کا کہنا تھا کہ ہم ایسے قوانین کو اس انداز میں فول پروف بنائیں گے تا کہ اس قانون کی آڑ میں لوگ اپنے مخالفین کو نشانہ بنانے کیلئے ان کے خلاف توہین رسالت کا جھوٹا الزام نہ لگا سکیں ۔متعلقہ ادارے سے حاصل ہونے والے مسودات کے ایک حصے کی رپورٹ کے مطابق ''انڈین ایکٹ کی دفعہ 298 اور 295-A کے تحت 1918 سے 1947 تک توہین رسالت کے چار کیس رجسٹر ہوئے تھے جبکہ 1986ء سے لے کر اب تک 5 ہزار کیس رجسٹر ہو چکے ہیں ۔متعلقہ افراد کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موقف تھا کہ اس غیر معمولی تعداد نے حکومت کو سوچنے پر مجبور کر دیا ہے کہ آیا یہ کسی سازش کے تحت تو نہیں ہوا یا پھر فرقہ واریت پھیلانے کی کوشش تو نہیں کی جا رہی۔ سوالات کا جواب حاصل کرنے کیلئے مشرف حکومت نے جن نکات پر کام کرنا شروع کیا وہ درج ذیل ہیں۔

1۔ کیا شرعی تقاضے پورے کئے بغیر ارتداد اور توہین رسالت کیس میں غیر اسلامی نظام کے ذریعے اسلامی سزائیں دی جا سکتی ہیں۔

2۔ ان کیسوں میں ''نیت'' اور توبہ کی تفصیلات کیا ہیں۔

3۔ کون سا مخصوص فرقہ ایک مخصوص فرقہ کے خلاف سینکڑوں کیس درج کرا رہا ہے۔

4۔ میڈیا کا کون سا پلیٹ فارم توہین رسالت کے کیسوں کو سب سے زیادہ اچھال رہا ہے۔

5۔ کون سی عدالت ایسے کیسوں کی سماعت کر سکتی ہے۔

6۔ کیا ان قوانین کا استعمال اسلام کی حقیقی رو کے مطابق ہو رہا ہے۔

7۔ فرقہ واریت کے کسی عنصر کو ختم کرنے کیلئے توہین رسالت کے کون سے قانون میں تبدیلی کی جا سکتی ہے۔

8۔ کیا ان افراد کو ریلیف دیا جا سکتا ہے جنہیں شرعی تقاضے پورے کئے بغیر عام عدالتوں سے سزائیں دلائی گئیں۔

9۔ اس شخص کو کیا سزا دی جائے جس نے کسی پر جھوٹا مقدمہ دائر کر کے اسے سزا دلائی ہو۔

توہین رسالت کے کیس کے ایک مجرم کی سزا کو جے یو پی کے صدر سابق وفاقی وزیر مولانا عبدالستار نیازی نے غلط قرار دیا۔ انہوں نے ایک تفصیلی خط کے ذریعے اس کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیا۔ حکومت خاص طور پر اس خط کو بنیاد بنا کر کیسز کا جائزہ لیتی رہی۔ اس کے علاوہ درجنوں علماء اور مختلف علاقوں کے سجادہ نشینوں کے بیانات بھی جمع کئے گئے ہیں جن کی روشنی میں قانون توہین رسالت کا جائزہ لیا جا رہا ہے لیکن بعض مذہبی حلقوں کا کہنا ہے کہ جب ان علماء کے خطوط پر مبنی فتووں کو بنیاد بنائے گی تو ایسے لوگ جو توہین رسالت کے کیس میں سزا پانے والوں کو حقیقت میں سزا کا مستحق سمجھتے ہیں، ان کے خلاف ہو جائیں گے اور فرقہ واریت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں شدت پیدا ہو جائے گی۔ ذرائع کے مطابق جو مسودات ملے تھے، ان میں ان درجنوں کیسوں کے فیصلوں کی تفصیل موجود تھی جن کا حکومت دوبارہ جائزہ لینا چاہتی تھی اور حکومت کا خیال تھا کہ ان لوگوں کو غلط سزا ملی ہے۔ مذہبی سکالروں نے ان پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ 1986ء سے پہلے جب کسی نے توہین رسالت کے قانون کو ایشو نہیں بنایا تھا تو 47ء سے لے کر 86ء تک مجموعی طور پر 5 کیس رجسٹر ہوئے تھے لیکن 1986ء کے بعد این جی اوز خصوصاً عاصمہ جہانگیر نے اس قانون کو بلاوجہ ایشو بنایا، جس کے بعد توہین رسالت کے کیسوں میں خصوصی اضافہ ہوا۔ مذہبی حلقے کی رائے ہے کہ ایسے موضوعات پر سخت سے سخت قانون بنایا جائے تا کہ کوئی مذاق میں بھی مقدس ہستیوں کی توہین نہ کر سکے۔ بعض حلقوں کا کہنا تھا کہ چونکہ یہ قانون مغربی این جی اوز کے ایجنڈا پر ہے، اس لئے اس پر حکومت ضرور کام کرے گی۔ اب حکومت وہ تمام مقدمات خود لڑے گی جو پہلے عاصمہ جہانگیر کے ذمہ تھے۔

☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عیسائیت کے فروغ کیلئے این جی اوز کا عالمی نیٹ ورک

پاکستان کے اندر ایسی این جی اوز ہر وقت موضوع بحث رہتی ہے جو نہ صرف مغربی ایجنڈے پر کام کرتی ہیں بلکہ انہیں سالانہ کروڑوں روپے کے فنڈز بھی ملتے ہیں، جن کا کوئی ریکارڈ یا آڈٹ نہیں ہوتا۔ ایسی این جی اوز پر عام طور پر الزام لگائے جاتے ہیں کہ یہ پاکستان کے اندر اسلام کے بنیاد پرست عنصر کو ختم کرنے کیلئے کوشاں ہیں اور اس مقصد کیلئے انہیں یہاں عیسائی، یہودی اور انڈین لابی کا تعاون حاصل ہے۔ یہ اپنا ٹارگٹ مخلوط معاشرے کا قیام، عورت کی مادر پدر آزادی اور اسلامی طرز معاشرہ سے بغاوت کے ذریعے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ایسی این جی اوز کے رابطے کن بین الاقوامی این جی اوز سے ہیں، بہت کم لوگوں کو معلوم ہے۔ کچھ حلقوں نے بعض حقائق جاننے کے بعد یہ الزامات ضرور لگائے ہیں کہ پاکستان میں مغربی طرز کی این جی اوز چرچ کی انتظامیہ سے وابستہ ہیں۔ اسلامی سزاؤں کو ظالمانہ قرار دینا، توہین رسالتؐ کے قوانین کو ختم کرانے کی کوششیں اور مشرقی معاشرے سے بغاوت کر کے اپنی پسند کی شادی جیسے ایشوز کو بین الاقوامی میڈیا پر کوریج دلانے کی کوششوں کا کریڈٹ ایسی ہی این جی اوز کو جاتا ہے جو چرچ سے وابستہ ہیں لیکن آج بھی پاکستان سمیت پوری اسلامی دنیا میں ایسے اسلامک مشن کام کر رہے ہیں جو اسلام کے خلاف مغرب کی سازشوں پر نظر رکھے ہوئے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامک ممالک کے انٹیلی جنس کے اداروں کے بعض ذرائع سے اسلام دشمن مشنری اداروں خصوصاً بین الاقوامی کرسچین اداروں کے ایسے منصوبوں کا انکشاف ہوا ہے جو اسلامی ممالک کے خلاف این جی اوز، مشنری اداروں، سیٹلائٹ خصوصاً ریڈیو، ٹی وی چینلو، پبلشنگ اداروں کے ذریعے نہ صرف مسلمانوں کو عیسائی بنانے کے پروگرام پر عمل پیرا ہیں بلکہ اسلامی ممالک کے اہم شعبوں کی معلومات بھی چراتے ہیں۔ اسلامک ورلڈ کے خلاف کرسچن ورلڈ پروگرام اور نیٹ ورک اتنا وسیع اور گھمبیر ہے کہ اس کی مکمل تفصیلات جاننے کیلئے بہت وقت اور نیٹ ورک کو توڑنے کیلئے بہت دولت اور فورس چاہیے، تاہم اس منصوبے کے کچھ گوشے یہاں بے نقاب کئے جارہے ہیں۔ اسلامی ممالک کے خلاف دنیا بھر میں جو سب سے بڑا مشن کام کر رہا ہے، اس کا نام ڈورتھے مشن (Dorothea Mission) ہے، جس کی بنیاد آج سے کئی برس پہلے کینیا کے مقام پر چند افراد نے رکھی تھی۔ پہلا اجلاس آج سے 30 برس قبل نیروبی میں ہوا تھا، جس میں عیسائی مشن کی دو اہم شخصیات (Robert Footoner) اور (Dr. Douid Borretl) نے شرکت کی تھی۔ منصوبے کا پہلا حصہ دنیا کے اسلامی ممالک کے سروے پر مشتمل تھا جسے آپریشن ورلڈ کا نام دیا گیا، اس منصوبے کے تحت نہ صرف تمام اسلامی ملک کے ہر شعبے سے متعلق کوائف، معلومات اور اعداد و شمار جمع کئے بلکہ اس پہلو پر تفصیلی غور ہوا کہ اسلامی ملک میں کس طرح نقب لگا کر عیسائیت کیلئے راستہ بنایا جا سکتا ہے۔ معلومات کی روشنی میں ہر ملک کیلئے علیحدہ فنڈز مشنری ادارے اور سیٹلائٹ، ابلاغ کے ذرائع کیلئے مختص کئے گئے ہیں۔ اس کام کو منظم کرنے اور مربوط بنانے میں تقریباً 6 سال لگے ہیں۔ اس کے بعد منصوبے کے عملدرآمد کا آغاز ہوا، جسے آپریشن موبلائزیشن کا نام دیا گیا۔ یہ وقت کے ساتھ ساتھ پھیلتا چلا گیا۔ اس کے فنڈز میں اربوں ڈالر کا اضافہ ہوتا چلا گیا اور جدید سے جدید تر ذرائع کا استعمال ہونے لگا۔ ڈورتھے مشن کی تازہ رپورٹوں کے مطابق گذشتہ دس برسوں کی کوشش کو کامیاب ترین اور حوصلہ افزا قرار دیا گیا۔ اس رپورٹ کے ایک حصہ کی مندرجات آپ بھی ملاحظہ کریں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"The muslim world is the major challenge" The last 10 years have been more encouraging that ever before Despite the rise of islamic fundamentalism muslims have been more exposed to Gospel, and been more responsine to it than ever before. The number of converts out of Islam has increased and for the first time" Churches" have come into being in a number of muslim cities and nations. The cracks is seemingly impenetrable well of Islam Lan be winded.

ترجمہ: ''گزشتہ 10 برس جتنے حوصلہ افزا رہے ہیں، اتنے پہلے کبھی نہیں رہے۔ اسلامی رجعت پسندی کے ابھرنے کے باوجود مسلمان عیسائیت کی طرف زیادہ مائل اور متاثر ہوتے دکھائی دے رہے ہیں۔ یہ صورتحال پہلے کبھی نہیں دیکھی گئی۔ اسلام ترک کر کے عیسائی ہونے والوں کی تعداد بڑھ رہی ہے۔

پہلی مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ مسلمانوں کے شہروں اور علاقوں میں گرجا گھروں کی تعداد اور اہمیت بڑھ رہی ہے۔ اسلام کے قلعہ میں دراڑیں پڑنے سے عالم اسلام کا منظر تبدیل ہوتا دکھائی دے رہا ہے''۔ ڈورتھے مشن کی تفصیلات کا آغاز ہم افغانستان سے کرتے ہیں۔ کیا افغان جنگ کے دوران افغانی مہاجروں کے کیمپوں میں امداد کام کرنے والی مغربی این جی اوز افغان مہاجرین کو عیسائی بنانے کے مشن پر کام کر رہی تھیں؟ کون کون سی ایسی این جی اوز نے کن ذرائع سے افغان مسلمانوں میں نقب لگانے کی کوششیں کیں۔ اس کی تفصیلات سے قبل مولانا فضل الرحمٰن کی گفتگو کا ایک حصہ بیان کرنا ضروری ہے۔ مولانا فضل الرحمٰن نے کچھ سال پہلے ایک گفتگو میں بتایا کہ ایسی این جی اوز نے پہلے پشتو، فارسی اور دری زبان سیکھی، پھر 1999ء تک افغان کیمپوں میں 3 لاکھ سے زائد افغانیوں کو عیسائی بنا چکے تھے۔ ان میں سے اکثریت کو پاسپورٹ دے کر یورپ آباد کر چکے تھے۔ اب یہ لوگ این جی اوز کیلئے استعمال ہو رہے ہیں۔ اس طرح پاکستان میں بھی اس سے زیادہ تعداد میں لوگوں کو عیسائی بنایا جا رہا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ این جی اوز جاسوسی کے اڈے ہیں۔ یہ ادارے پاکستان کے بارے گلی گلی، کوچے کوچے میں معلومات حاصل کرتے ہیں اور بعض اوقات حساس معلومات بھی دوسرے ملکوں کو پہنچاتے ہیں ۔ پاکستان میں افغان مہاجرین کے کیمپوں میں افغان مسلمانوں کو عیسائی بنانے کے مشن پر کام شروع ہو گیا تھا۔ این جی اوز نے جن بین الاقوامی اداروں کے تعاون سے کام شروع کیا تھا، ان میں نمایاں نام IMI، GRI اور FEEBA کے ہیں۔

(GOSPEL RECORDING WORLD FELLOWSHIP) جو دنیا کی 100 زبانوں میں عیسائیت کے فروغ کیلئے آڈیو، ویڈیو کیسٹیں تیار کرتا ہے۔ جو مسلمان ممالک میں تقسیم کی جاتی ہے۔ GRI نے افغان کیمپوں میں فلاحی اداروں کے ذریعے لاکھوں کی تعداد میں نہ صرف کیسٹیں تقسیم کیں بلکہ ٹیپ ریکارڈ، ٹی وی اور وی سی آر بھی فراہم کئے۔ GRI کے دفاتر دنیا کے کئی ممالک میں ہیں لیکن افغان مہاجر کیمپوں کو امریکہ، بھارت، برطانیہ کے دفاتر سے مانیٹر کیا جاتا رہا ہے۔ GRI کے دفاتر کہاں کہاں واقع ہیں، بعض رپورٹوں سے ان کے ایڈریس معلوم ہوتے ہیں۔

1- USA-122. GLENDLE BLVD,LOS ANGELES CA. 90026.
2- U.K. GLOUCESTER GL 55E
3- AUST. GR. Inc EASTWOOD NSW. 2122
4- AFRICA G.R Inc OBSERVATORY CAPE TOWN 7935

پاکستان میں افغان کیمپوں کیلئے GRI کے بھارت آفس نے سب سے زیادہ کام کیا اور بھارت میں اس تنظیم کا آفس G.R BAGLORE 560025 ASSOCIATED COMISSARIANT میں واقعہ ہے۔ ان کیمپوں میں دوسری تنظیم IMI (INTERNATIONAL MISSION) Inc نے بھی بھرپور کام کیا، جس کا مرکزی دفتر USA. 323. WAYNE NJ.07470 پر واقع ہے۔ GRI کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ ساتھ بھارت میں موجود انٹرنیشنل تنظیم (INDIA EVENGELI CAL IEMMISSION) بھی معاون طور پر کام کرتی ہے۔ بھارت میں اس کا مرکزی دفتر بنگلور میں ہے۔اس کی ڈاک کیلئے پوسٹ بیگ نمبر 2557 استعمال ہو رہا ہے۔اس کے علاوہ افغان کیمپوں میں ریڈیو سروس کو سب سے زیادہ فروغ دیا گیا تھا، جس پر روزانہ ایک خاص فریکوینسی پر صبح 6 بجے سے رات 8 بجے تک پشتو، فارسی اور دری زبان میں Feeba ریڈیو کی سروس نشر کی جاتی تھی اور کیمپوں میں کام کرنے والی این جی اوز مہاجرین کو اس فریکوینسی سے آگاہ کرتی تھی۔ Feeba ریڈیو عیسائیت کے فروغ کیلئے سب سے زیادہ سروسز مہیا کرتا ہے۔ یہ ریڈیو "سروس فار ایسٹ براڈ کاسٹنگ ایسوسی ایشن" کے تحت جاری ہوئی ہیں۔ برطانیہ میں اس کا مرکزی دفتر WORTHIG W. SUSSEX BN. 148BU UK.IVY.AREHRD. میں واقع ہے۔ یہ ادارہ فار ایسٹ براڈ کاسٹنگ کمپنی کا ذیلی ادارہ ہے۔اس کے دوسرے دفاتر امریکہ کی ریاست MIRADA، آسٹریلیا میں CARNING BAH اور نیوزی لینڈ میں HEMILTON میں واقع ہے۔ ڈور تھے مشن کے زیادہ تر ادارے اور این جی اوز جو ایشیاء میں کام کرتی ہیں اور GEM کے نام سے (GOEATEN EUROPE MISSION) نام کے ادارے کے زیر کنٹرول ہے اور GEM کا مرکزی دفتر Wheaton امریکہ میں ہے۔ بعض رپورٹوں میں یہ انکشاف ہوا ہے (AFGHAN BORDER CRUSADE) تنظیم نہ صرف مشنری کام کر رہی تھی بلکہ پاکستان، افغانستان اور روس میں امریکی سی آئی اے کیلئے بھی کام کر رہی تھی۔ علاوہ ازیں تمام اسلامی ممالک میں جتنے عیسائی مشن کام کرتے ہیں، ان کی GMU کے نام سے مشترکہ یونین بھی قائم ہے، جس کا مکمل نام MISSIONARY UNION GOSPEL ہے۔اس کا مرکزی دفتر 64155N. OAK. KANSAS City mo امریکہ میں واقع ہے۔ افغان باشندوں پر کام کرنے والی این جی اوز کی بعض رپورٹوں میں واضح تحریر ہے کہ انہوں نے افغان مہاجرین کو عیسائی بنانے میں حصہ لیا ہے نہ صرف کیمپوں کے اندر اس مشن میں حصہ لیا ہے بلکہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسے مہاجرین جنہیں شدید زخمی حالت میں این جی اوز نے یورپی ممالک کے ہسپتالوں میں پہنچایا،، انہیں عیسائی بنایا گیا بلکہ مغرب میں تعلیم حاصل کرنے والے کئی طلباء نے بھی عیسائیت قبول کر لی۔ افغانستان میں مہاجر کیمپوں میں امدادی سرگرمیوں اور سعودی عرب میں خلیجی جنگ کی آڑ میں غیر ملکی این جی اوز نے نقب لگائی۔ آج سے 15 سال قبل ڈور تھے مشن کی رپورٹوں میں سعودی عرب کو عیسائیت کے فروغ کیلئے مشکل ترین سرزمین قرار دیا گیا۔ اس مشن سے قبل 1986ء میں سعودی عرب کے بارے میں جاری کی جانے والی سروے رپورٹ کے ایک حصے کے مندرجات کچھ یوں تھے۔

"Saudi Arabia is one of the least Evangelized nation on earth." What a challeng to faith. No known believers No indigenous, no Christian workers, permitted to enter the country , and no christian even allowed to set foot in Islam Holiest city of Mecca. pray that this land, the heart of Islam may see a demonstration of power of the blood of the lamb.

ڈور تھے مشن کی سروے رپورٹ کے مطابق سعودی عرب کے بارے میں تفصیلی رپورٹیں مرکزی دفتر کو ارسال کی گئی تھیں۔ ان کی ایک رپورٹ میں مشن کو آگاہ کیا گیا تھا کہ دنیا بھر کے اسلامک مشن کے پیچھے جو سب سے بڑی طاقت ہے، اس کا نام مسلم ورلڈ لیگ مکہ ہے۔ یہ تنظیم دنیا بھر میں اپنے مشن پر بھاری رقم خرچ کرتی ہے۔ اسلامی عقائد کو دنیا بھر میں پھیلانے کیلئے اہم کردار ادا کر رہی ہے اسلامی ممالک کو امداد دیتی ہے۔ دنیا بھر میں مساجد اور اسلامک سنٹر مشن کیلئے وفود لٹریچر اور ریڈیو سروس پر بھاری فنڈز خرچ کرتی ہے۔ رپورٹ کے مطابق سعودی عرب دنیا میں مسلمانوں کیلئے جن آزادانہ سرگرمیوں کی حامی ہے، ایسی سرگرمیوں کی اجازت عیسائیوں کو دینے کیلئے تیار نہیں ہے۔ رپورٹ کے اس حصے کے مطابق سعودی عرب میں ظاہر یا خفیہ مشن بھیجنا بھی انتہائی خطرناک ہے کیونکہ اگر کوئی فرقہ خفیہ طور پر بھی اپنا مذہب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تبدیل کرلے تو اسے سزائے موت ہو جائے گی، تاہم کچھ راستے تلاش کرنا پڑیں گے۔ رپورٹ میں تجویز پیش کی گئی ہے کہ سعودی عرب میں عیسائیت کی راہ ہموار کرنے کیلئے نقب کا ایک راستہ موجود ہے اور وہ یہ کہ سعودیہ میں کام کرنے والے یمنی، پاکستانی اور ایرانی باشندوں کی خدمات حاصل کرنے کی کوشش کی جائے، تعمیراتی منصوبوں میں کام کرنے والے کورین بھی مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔ نیز فلپائنی نرسوں، پاکستانی لیبر اور مغربی ماہرین کی خدمات بھی حاصل کی جا سکتی ہیں۔ ڈور تھے مشن کے سروے کے بعد سعودی باشندوں کو عیسائیت کی طرف راغب کرنے کے سب سے پہلے مرحلے میں سعودی عرب کے ان طالب علموں، کاروباری افراد اور سیاحت کرنے والے باشندوں پر ڈورے ڈالنے کا فیصلہ کیا گیا جو یورپی ممالک میں مقیم تھے۔ کچھ عرصہ بعد ایک رپورٹ میں انکشاف کیا گیا کہ Feeba ریڈیو نے خفیہ طور پر سعودی عرب میں خفیہ نشریات کا آغاز کیا ہے۔ کئی سعودی باشندے یہ سروس سنتے ہیں اور یہ بہت موثر ثابت ہو رہا ہے۔ آغاز میں Feeba سروس ایک ماہ میں اوسطاً 80 گھنٹے کی نشریات جاری کرتا تھا اور یہ نشریات کوریا سے جاری کی جاتی تھیں۔ یہ سلسلہ کافی عرصہ تک جاری رہا۔ بعد ازاں خلیج کی جنگ کے بعد دفاع، میڈیکل، ٹیکنیکل اور مالیاتی شعبوں کی آڑ میں کئی مشنری سعودیہ میں داخل ہو گئے۔ اس وقت سعودی عرب کو جو ادارے مانیٹر کر رہے تھے ان میں (Every home crusadc)، جس کا دوسرا نام (WORLD LI TREATUNE IHCF CRUSADE) انٹرنیشنل ہاسٹل کرسچن شپ) اور Christian outreach middle east melo نمایاں ہیں۔ MELO کے مختلف ممالک میں دفاتر ہیں جہاں سے سعودیہ اور پورے مڈل ایسٹ کو مانیٹر کیا جاتا ہے۔ ان کے دفاتر کہاں کہاں واقع ہیں، ان کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

1- USA HIGHLAND PARK 12 60035 P.O BOX 725
2- CYPRUS P.O BOX 662 LARNACA
3- UK. 22 CULVERDEN PARK R.D TUNBRIOGE WELLS. KENT TN4 GRA

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

4- AUST. P.O BOX 528 CAMERWEDD VIC 3124

دنیا کے مختلف اسلامی ممالک میں مغرب اور امریکہ کی سرپرستی میں کام کرنے والی این جی اوز کو ڈورتھے مشن سے وابستہ تقریباً 150 بین الاقوامی ادارے کنٹرول کرتے ہیں ۔ ان میں براڈ کاسٹنگ ، پبلشنگ اور امدادی وفلاحی ادارے شامل ہیں اور عیسائیت کی تبلیغ کرنے والے مشن بھی ، ان ڈیڑھ سو اداروں میں چند اداروں کے مختصر نام یہاں دیئے جارہے ہیں ۔

AEAM, ACCF, EMA, EFI, USCWN, ABC, AEF, ECM, FEEFA, FEBC, GEM, GRI, HCTB, IBRA, IEM, IMI, ISI, MECO, NTM, OD, QIM, RSMT, SAO, SIM, TEAR, UBS, UWM, WRMF, YWAM.

مشن سے وابستہ لوگ اب اسلامی ممالک میں مالیاتی اداروں ، آئل کمپنیوں ، ریڈ کراس ، یو این او اور دفاعی ماہرین کے پلیٹ فارم استعمال کرکے بھی ان ممالک میں اپنا کام کر رہے ہیں ۔ عیسائیت کیلئے سب سے زیادہ کام افریقہ کے پسماندہ علاقوں میں کیا گیا جہاں اربوں ڈالر خرچ کئے گئے اور لاکھوں مسلمانوں کو عیسائی بنایا گیا ۔ امریکہ میں عیسائیت کے فروغ کیلئے سب سے زیادہ کام A E A M نامی تنظیم نے کیا ، جس کا پورا نام (ASSOCATION OF EVENGELICALS IN AFRICA AND MADAGASCAH) اور اس کا مرکزی دفتر نیروبی کینیا میں ہے ۔ اس کے علاوہ افریقہ میں اس کے ساتھ AIM, AEF, AE کے ادارے بھی معاون کے طور پر کام کرتے تھے ۔ بنگلہ دیش میں مسلمانوں کو عیسائی بنانے کے کام میں سانحہ مشرقی پاکستان کے بعد بہت تیزی آئی ۔ جنگ اور جنگ کے فوراً بعد امدادی اور فلاحی کاموں کی آڑ میں ڈورتھے مشن کیلئے ابتدائی طور پر تین بڑی این جی اوز نے کام کیا ۔ یہ تنظیمیں نہ صرف جاسوسی کا کام کرتی رہیں بلکہ بحران کے دور میں انہوں نے پورے بنگلہ دیش میں عیسائیت کے بارے میں لٹریچر پھیلا دیا ۔ ریڈیو کی نشریات کی فریکوئینسی بڑھا دی اور اپنے دفاتر قائم کر لئے ۔ سب سے زیادہ کام HEED نامی تنظیم نے کیا ۔ اس کے علاوہ WV اور TEAR نامی تنظیم بھی سرگرم عمل رہیں ۔ براڈ کاسٹنگ کمپنی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

FEBC عیسائیت کی تبلیغ کیلئے بنگلہ دیش میں اپنی نشریات سیٹلائٹس سے جاری کرتی تھی۔اس کے علاوہ GRI تنظیم 16 زبانوں میں اپنی ریکارڈنگ بنگلہ دیش ارسال کرتی تھی۔ ڈور تھے مشن پاکستان میں بھی بڑی پیانے پر کام کر رہا تھا۔ جنرل ضیاء الحق کے دور میں مشن نے اپنی رپورٹ میں لکھا کہ ضیاء الحق ملک کے اندر اسلامائیزیشن کیلئے جو کوششیں کر رہے تھے،اس ملک میں فرقہ واریت کا آغاز ہو جائے گا۔ پاکستان کے صوبہ بلوچستان کے پسماندہ علاقوں میں بھی این جی اوز کام کرتی رہیں وہ دراصل دو اہم بین الاقوامی مشنری اداروں کیلئے کام کر رہی تھیں، جس میں ایک ادارہ Red Sea Mission Team (RSMT) اور دوسرا WEC International (WEC) کے نام سے مشہور تھا۔ RSMT کے بڑے دفاتر Minneapolis امریکہ، Fincheley لندن، Sydney آسٹریلیا اور آک لینڈ نیوزی لینڈ میں واقع ہیں جبکہ WEC کے اہم دفاتر برطانیہ، امریکہ، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، سنگا پور اور ہانگ کانگ میں واقع ہیں۔ پاکستان میں پشتو بولنے والے لوگوں تک رسائی حاصل کرنے کیلئے خاص طور پر صوبہ سرحد میں افغان کیمپوں میں جو ادارے کام کرتے رہے ہیں اور کر رہے ہیں ان میں RSMT, OM, ABC, TEAM شامل ہیں۔اس کے علاوہ شمالی علاقہ جات، کوہستان، سوات، دیر، چترال اور گلگت میں بھی کئی مشن کام کر رہے ہیں۔

☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاکستان میں عیسائیت کی یلغار

تیزی سے بڑھتی ہوئی غربت وافلاس نے پاکستان میں مغربیت کو مضبوط کرنے میں اہم کردارادا کیا۔ پچھلے چند برسوں نے عیسائیت، قادیانیت اور اسماعیلی مذاہب کو پروان چڑھتے ہوئے دیکھا۔ ایک انکشافی رپورٹ کے مطابق پاکستان میں 17 ہزار سے زائد افراد عیسائیت قبول کر چکے ہیں، جن میں زیادہ تر خوف، لالچ، فریب، ترغیب یا بہتر مستقبل کی خاطر مذہب تبدیل کرنے پر راضی ہوئے۔ اس رپورٹ کے مطابق عالمی عیسائی مبلغین نے 1995ء میں پاکستان کو عیسائیت کے فروغ کیلئے انتہائی موزوں قرار دیا۔ پاکستان میں عیسائیت کی جانب سے 1997ء میں تیار کی گئی رپورٹ میں بتایا گیا کہ پاکستان میں دیگر ایشیائی ممالک سے عیسائیت کا پرچار تیزی سے ہو رہا ہے۔ پاکستان میں پیٹر رابرٹسن کو عیسائیت کی تبلیغ کیلئے منتخب کیا گیا۔ پیٹر رابرٹسن بائبل کارسپانڈنس کا سربراہ ہے اور اس کا صدر دفتر میانوالی میں ہے جبکہ پیٹر رابرٹسن سول لائن میانوالی میں واقع چرچ سے سارا نیٹ ورک چلاتا ہے، جہاں عیسائیوں کا 33 واں سالانہ مسیحی کنونشن منعقد کیا گیا تھا۔ اس اجتماع کو شفاعیہ اجتماع کہتے ہیں۔ اس موقع پر پیٹر رابرٹسن نے 129 مسلمانوں کو عیسائی بنایا جو ملک کے چاروں صوبوں سے آئے تھے۔ ان میں 7 ہندو بھی شامل تھے، جن کا تعلق تھرپارکر سے تھا جبکہ مسلمانوں میں سے پنجاب سے 49،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلوچستان سے 27، سندھ سے 34 اور سرحد سے 19 افراد کو لایا گیا۔ ان کا تعلق ٹنڈو آدم، مورو جیکب آباد، لاڑکانہ، شہداء کوٹ سے تھا، جن کو اندرون سندھ کا عیسائی مبلغ چوہدری لایا تھا۔ اسی طرح لاہور میں منعقدہ کنونشن میں ایک شخص نذیر احمد کو لایا گیا، جس کے ساتھ اس کے 6 اہل خانہ بھی عیسائی ہو گئے۔ بائبل کارسپانڈس کی 5 شاخیں ملک بھر میں کام کر رہی ہیں۔ مرکزی برانچ میانوالی، دوسری شکار پور، تیسری شاخ کراچی میں، چوتھی فیصل آباد اور پانچویں شاخ گجرات میں واقع ہے۔

یہ ادارہ عیسائیت پر لٹریچر شائع کرتا ہے۔ اس ادارے نے 27 اگست 2000ء کو میانوالی سے ایک کتابچہ "عیسائیت کیلئے اسلام کو فتح کریں" شائع کیا۔ اس کا پنجابی، پشتو میں ترجمہ شکار پور میں ہوا اور اسی پریس سے چھپوا کر جاری کیا گیا۔ پیٹر رابرٹسن نے 99ء میں عیسائیت کی تبلیغ کیلئے ہندوستان کا دورہ کیا، جہاں وکٹر نیوٹن چرچ کے پادری فادر یعقوب سے ملاقات کی اور ہدایات کے بعد واپس پاکستان کا رخ کیا۔ اس وقت پاکستان میں او ایم ٹی Operational Mobilization Team کے تحت چاروں صوبوں میں دو ریڈیو، فیبا ریڈیو اور بائبل ریڈیو کام کر رہے ہیں۔ سندھ میں موبائل براڈ کاسٹنگ کا نگران پاسٹر مبشر مسیح ہے۔ سندھ میں فیبا ریڈیو شاہراہ فاطمہ جناح پر واقع ہولی ٹرینٹی چرچ میں قائم ایک سٹوڈیو سے کنٹرول کیا جاتا ہے۔ اس سروس کے ذریعے زبور اور توریت سے دعائیہ کلمات اسلام کے خلاف پراپیگنڈہ قرآن کی آیات کے ذریعے عیسائیت کے حقائق ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے جبکہ بائبل ریڈیو کراچی میں منظور کالونی کے ایک مکان سے کنٹرول کیا جا رہا ہے، جس کی ذمہ داری اسحٰق مسیح کی ہے جو پنجاب کا رہنے والا ہے۔ پنجاب میں فیبا ریڈیو لاہور سے کنٹرول ہوتا ہے جس کا نگران صادق مسیح ہے۔ سرحد میں بائبل ریڈیو کا نگران پیٹر خرم اور سندھ میں فیبا ریڈیو کا نگران فادر فرنانڈس ہے جبکہ فیبا ریڈیو کا ایک مرکز فیصل آباد میں جڑانوالہ کے علاقہ میں قائم ہے، جس سے روزانہ چوبیس گھنٹے عیسائیوں کی مقدس کتاب بائبل کا اردو انگریزی ترجمہ نشر کیا جاتا ہے۔ عیسائی عبادات کے طریقے اور کھلے عام مسلمانوں کو عیسائی مذہب میں داخل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونے کی اجازت دی جاتی ہے۔

1999ء میں عیسائی مبلغین کی رپورٹ کے مطابق پاکستان کی کل آبادی 12 کروڑ 77 لاکھ بتائی گئی ہے جبکہ عیسائیوں کی تعداد 15 لاکھ سے زائد ہے۔ سال 1999ء میں ملک بھر سے 11 ہزار 7 سو مسلمانوں کو عیسائی بنایا گیا۔ صرف سندھ سے 5 ہزار 72 افراد عیسائی مرتد ہوئے۔ ذرائع کے مطابق 2000ء میں 11 ماہ کے دوران ملک بھر میں 11 ہزار افراد کو عیسائی بنایا گیا۔ 7 ہزار صرف سندھ سے تعلق رکھتے تھے۔ عیسائیت کی ترویج کیلئے ایک پراجیکٹ مشن امپیکٹ کے نام سے شروع کیا گیا جس کا سربراہ اسلام آباد کا رہائشی پاسٹر مختار مسیح ہے۔ مشن امپیکٹ کیلئے سندھ میں پادری ڈاکٹر سیمن سلوم کو مقرر کیا گیا جو کراچی میں صدر اور سی آئی اے کے قریب رہائش پذیر ہے۔ سیمن سلوم تین سال تک بھارت کے چرچ میں رہ چکا ہے۔ سیمن سلوم نے تین سال میں 2 ہزار نچلی ذات کے ہندوؤں کو عیسائی بنالیا جس پر انتہاء پسند جماعت وشوا ہندو پریشد نے احتجاج کیا۔ سیمن سلوم نے کراچی میں رہائش پذیر دو بہنوں تہمینہ اور روزینہ جو کہ عیسائی لڑکوں کو پسند کرتی تھیں لیکن اس حقیقت سے باخبر تھیں۔ حقیقت کھلنے پر ڈاکٹر سیمن سلوم نے انہیں عیسائی مرتد کرلیا۔ کراچی میں ناظم آباد کے علاقے میں قائم یوسف مسیح نامی عیسائی پرنٹنگ پریس سے 200 بائبل کتابوں کا اردو ترجمہ چھپوایا گیا۔ ڈاکٹر سیمن نے گوجرانوالہ سے ''خداوند یسوع مسیح پیغام'' کے نام سے پمفلٹ چھپوائے لیکن فسادات کے پھیلنے سے ایک حساس ادارے نے چھاپا مار کر تمام لٹریچر ضبط کرلیا۔

ڈاکٹر سیمن اور پادری شفیق میٹروپول ہوٹل میں حق کے متلاشیوں کی جماعت کے نام سے ہر جمعرات کو ایک فکری نشست کا انعقاد کرتے ہیں۔ اس فکری نشست پریشان حال مسلمانوں کو گھیر کر لایا جاتا ہے تاکہ انہیں مالی فائدہ پہنچا کر عیسائی بنالیا جائے۔ کراچی ہی میں ایک اور ادارہ Dominican Center کے نام سے عیسائیت کی تبلیغ میں سرگرم ہے۔ اس کا سربراہ پیٹر جارج ہے۔ مذکورہ ادارہ 1995ء میں قائم ہوا۔ اس ادارے نے انقلاب ایران کے دوران وہاں سے نکلے ہوئے ایرانیوں کو جو پنجاب اور اندرون سندھ میں آ کر رہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہے تھے، عیسائی مرتد کرنا شروع کر دیا۔ ایرانیوں کی ایک بڑی تعداد جس میں شاہ ایران کے حامیوں کا سربراہ سبط حسین خود بھی عیسائی ہو گیا ہے، جس نے اپنا نام صدیق مسیح رکھ لیا ہے اور اب میانوالی میں مقیم عیسائیت کی تبلیغ کر رہا ہے۔ ایک اور مشنری ادارہ دارالنجات کے نام سے سرگرم عمل ہے۔ اس کا مرکزی دفتر فیروز پور روڈ لاہور میں ہے جبکہ اس کا ہیڈ کوارٹر لندن بر ملے کینٹ میں واقع ہے، جہاں دارالنجات کا مرکزی صدر ارنی روڈن ہے جبکہ پاکستان میں اس کا سربراہ جارج ورور ہے۔ دارالنجات 1998ء سے ایشیاء میں عیسائیت کی تبلیغ کیلئے مصروف ہے۔

پاکستان میں اس کا دفتر 1995ء میں قائم ہوا اور 1999ء تک اس کے سات دفتر مکمل چکے ہیں، جن میں 2 سندھ، ایک بلوچستان، ایک ملتان، ایک سرحد میں قائم کیے گئے ہیں۔ دارالنجات کا مرکزی دفتر حضرت عیسیٰ پر ایک فلم 1997ء میں تیار کر چکا ہے، جس میں حضرت عیسیٰ کو عیسائیت کی تبلیغ کیلئے مشقتیں اور مصیبتیں برداشت کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ اس کے تحت بھی دنیا کے بہت سے لوگ عیسائی ہو گئے۔ دارالنجات کے تحت "عیسائیت کی تبلیغ" کا ہفتہ وار پروگرام بھی دکھایا جاتا ہے۔ دارالنجات کا سالانہ بجٹ 10 کروڑ ہے۔ ایک اندازے کے مطابق دارالنجات نے 2000ء میں 7 سو سے زائد مسلمانوں کو عیسائی کر لیا۔ محمود آباد میں عیسائیوں کے دس چرچ عیسائیت کی تبلیغ میں مصروف ہیں۔ آل سینٹس چرچ پی ای سی ایس ایچ سوسائٹی بلاک نمبر P-76 میں واقع ہے، جس کا صدر فادر بنجمن ہے۔ محمود آباد میں سینٹ پال نامی چرچ بھی عیسائیت کی تبلیغ میں مصروف ہے، جہاں کا سربراہ قادر نومی ہے۔ ماسٹر زینل بھی مسلمان بچوں کو ایک پرائمری سکول کے تحت عیسائی بنانے میں مصروف ہیں۔ پاکستان یونین آف سیونتھ ڈے ایڈونٹس کے تحت ایک چرچ سیونتھ ڈے چرچ ہے جس کا سربراہ فادر ہیری ہے۔ میتھونی چرچ اعظم بستی گلی نمبر 5 میں واقع ہے۔ یہ چرچ 1981ء میں تعمیر ہوا، یہ چرچ ڈمیکن کے تحت عیسائیت کی تبلیغ میں مصروف ہے۔

سینٹ پال نامی چرچ کو خاور بیگ امان چلا رہا ہے۔ اس کے تحت ایک پرائمری سکول بھی قائم ہے۔ اعظم بستی گلی نمبر 9 میں 2 چرچ قائم ہیں۔ مانسپن چرچ کا سربراہ فادر میکس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، یہ چرچ 1985 میں قائم ہوا، اس چرچ نے 10 سال میں 5 ہزار افراد کو عیسائی بنایا۔

دوسرا چرچ فلاڈیلفیا پینٹی کوسٹ چرچ ہے، جس کا سربراہ فادر برکت بھٹی ہے، اس چرچ کے تحت بھی ایک پرائمری سکول قائم ہے۔ چرچ کا افتتاح عیسائیوں کی تنظیم فلافیہ پینکاسٹل کے سربراہ فادر جارج اے نے رکھا۔ اریکو چرچ اعظم بستی میں قائم ہے، جس کا سربراہ آصف سردار ہے۔ پاکستان یونین آف سیونتھ ڈے کو بین الاقوامی کرسچن تنظیمیں مالی امداد فراہم کرتی ہیں۔

مشن امپیکٹ کے تحت پاکستان میں 6 بڑے گروہ سرگرم عمل ہیں، ان میں سب سے منظم گروہ جاوید علی خان کا ہے جو کہ مائیکل جاوید کہلاتا ہے۔ اس گروہ میں 13 لڑکے اور 11 خوبرو لڑکیاں شامل ہیں جو مسلمان لڑکے اور لڑکیوں کو محبت کے جال میں پھنسا کر عیسائی بناتے ہیں۔ دوسرا گروہ شاکر مسیح کا ہے۔ تیسرا گروہ راحیلہ گروہ، چوتھا پیٹر خرم گروہ اور پانچواں گروہ اقبال بھٹی، چھٹا اعجاز مسیح گروہ ہے۔ یہ گروہ مشن امپیکٹ کے تحت مسلمانوں کو عیسائی مرتد کر رہے ہیں۔ کراچی میں ہفتے کی رات کو کلفٹن میں عیسائیوں کا ایک گروپ دعوتیں منعقد کرتا ہے۔ یہ کلب Friends Club کے نام سے کام کر رہا ہے، اس کے 175 ارکان ہیں۔ اس کلب میں 86 مسلمان لڑکے اور لڑکیاں بھی شامل ہیں۔ اس کی ممبر شپ فیس 10 ہزار روپے ہے۔ کراچی میں عیسائی مشنیریوں کی ایک تنظیم ایف ایف ایم Friends for Muslims کے نام سے سرگرم عمل ہے۔ اس میں غیر مسلم لڑکے اور لڑکیاں شامل ہیں جو مسلمان لڑکے اور لڑکیوں سے دوستی کر کے انہیں عیسائیت کی جانب راغب کرتے ہیں۔ اس تنظیم کا مشن مسلمانوں کو عیسائی بنانا ہے۔ اس تنظیم کی ایک فکری نشت جو کہ نومبر 2000 میں منعقد ہوئی، سے خطاب کرتے ہوئے راک نے کہا

خداوند یسوع مسیح نے انہیں عیسائیت کی تبلیغ کیلئے مقرر کیا ہے اور جلد ہی ایسا وقت آئے گا جب دنیا میں عیسائیت کا غلبہ ہوگا۔

☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افغان مہاجرین کیمپ میں عیسائی تنظیم کی سرگرمیاں

جس وقت ہم نے افغان مہاجر کیمپوں کا دورہ کیا، ہم نے دیکھا کہ آٹھ تنظیمیں وہاں کام کر رہی ہیں۔ ان میں سے Shelter Now بڑا بھیانک کردار ادا کر رہی ہے جو کہ تعلیم کے نام پر عیسائیت پھیلا رہی ہے۔ یہی وہ تنظیم ہے جس نے افغانوں میں سے ہی ایسے جاسوس تیار کر کے بھیجے جو کہ وہاں پر پکڑے بھی گئے تھے۔ میرے ترجمان عبدالباسط نورستانی صاحب نے مجھے سمجھایا کہ ادھر کیمپ میں بے انتہا جاسوسی ہے۔ اگر آپ نے کہیں اردو عربی یا پنجابی میں بات کی تو ہم مارے جائیں گے اور خواہ مخواہ مصیبت میں پھنس جائیں گے۔ لہٰذا بولنا منع ہے چنانچہ میں نے ''اجنبی اپنے دیس میں'' کی حیثیت سے ان کے ساتھ سفر کرنا شروع کر دیا۔ ہم کیمپ میں داخل ہوئے۔ دیکھا کہ وسیع وعریض رقبہ پر کچی مٹی کے گھر بنائے گئے تھے۔ یہ پرانا کیمپ ہے۔ عرب کمانڈر امین العقاد نے تعمیر کروایا تھا۔ جب وہ چلے گئے تو پھر اقوام متحدہ نے اسے مہاجرین کے استعمال میں دے دیا۔ اس کیمپ میں رفاہی کام آٹھ تنظیمیں کر رہی ہیں جن میں لجنۃ الدعوۃ اور احیاء التراث بھی شامل ہیں۔ یہ تنظیمیں مساجد اور مدارس تعمیر کرواتی ہیں۔ پانی کا انتظام لجنۃ الدعوۃ قطر نے کیا۔ تنظیم المساجد کے تحت عبدالعزیز نورستانی صاحب نے چھ مساجد بنوائیں اور پانچ تندور روٹی لگانے والے لگوائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالباسط بھائی اپنے دوست سے ملے جو ہمیں اپنے گھر لے گئے۔ ان سے اس کیمپ کے بارے میں انٹرویو لیا۔ ان کے کہنے پر ان کا نام نہیں دیا جا رہا، یہ بھائی ایک مدرسہ میں استاد ہیں۔ ان سے جو گفتگو ہوئی پیش خدمت ہے۔

س:۔ عیسائیوں کے مقابلے میں مسلم تنظیموں کا کیا کردار ہے؟

ج:۔ مسلم تنظیموں کا کردار اگرچہ ہے لیکن ضرورت کے مطابق نہیں۔ عیسائی تنظیموں کی پورا یورپ اور امریکہ پشت پناہی کرتا ہے۔ یہ لوگ بے انتہاء سرمایہ ارتداد کی تبلیغ کے سلسلہ میں خرچ کر رہے ہیں۔ کوئی مسلمان حکومت ان کی سرگرمیوں کو چیک کرنے کی کوشش نہیں کرتی۔ پہلے یہ لوگ چھپ چھپا کر کام کرتے تھے مگر اب سب کچھ اعلانیہ کر رہے ہیں اور انہیں کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ یہ شیلٹر ناؤ والے وہی ہیں جو افغانستان میں لاکھوں کی تعداد میں عیسائیت کی کتابیں اور کیسٹیں تقسیم کر چکے ہیں اور جاہل مسلمانوں کو گمراہ کر کے مرتد بنا چکے ہیں۔ اب یہی کھیل ادھر کھیل رہے ہیں۔

س:۔ کیا مسلم تنظیموں نے کوئی سکول یا تعلیمی ادارے نہیں کھولے؟

ج:۔ کمشنر نے مساجد کی بڑی مشکل سے اجازت دی ہے۔ سکول تو بڑی دور کی بات ہے۔

س:۔ مکانات اور لیٹرینیں کون بنوا رہا ہے؟

ج:۔ غیر ملکی کمپنیاں بنوا رہی ہیں۔ EGLO, IRC وغیرہ۔

س:۔ بارشوں میں پانی کی نکاسی کی انتظام موزوں ہے یعنی نکاسی آب کا انتظام درست ہے؟

ج:۔ ہاں جی نکاسی آب کا نظام درست ہے۔ بارشوں میں کوئی پریشانی نہیں ہوتی بجز اس کے کہ راستے کچے ہیں اور اگر سڑکیں یا سولنگ بن جائیں تو بڑی بات ہے۔

س:۔ عیسائی خوب تبلیغ کر رہے ہیں۔ ان کا کیا طریق ہے؟

ج:۔ یہ امداد کے نام پر اپنی تبلیغ کرتے ہیں۔ یہاں پر ان کے سترہ سکول ہیں۔

س:۔ ان عیسائیوں کے سکولز میں عملہ کس قسم کا ہے؟

ج:۔ سارا عملہ عیسائی ہے، استاد بھی عیسائی ہیں اور لوگوں کو جاسوس بنا رہے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

س:۔ہمیں ان بچوں کے والدین سے مل کر انہیں اسلامی تعلیم کی طرف راغب کرنا چاہیے؟

ج:۔ان لوگوں کو دراصل رزق کا لالچ ہے۔ادھر ان کو سکول میں لباس، کتب، کاپیاں اور خوراک مفت ملتی ہے جبکہ ہمارے بارے میں لالچی اور جاہل والدین لوگوں کو کہتے پھرتے ہیں کہ یہ ہمارے بچوں کو مولوی بنانا چاہتے ہیں اور ان کے عقائد خراب کرتے ہیں۔

س:۔حکومت مہاجرین سے تعاون کرتی ہے یا کہ لوگ محنت مزدوری کر کے گزارہ کرتے ہیں؟

ج:۔اکثر لوگ اپنی کوشش سے کما کر کھاتے ہیں اور عیسائی لوگ راشن پر قبضہ کر لیتے ہیں۔نیز مقامی وڈیرے انصاف سے راشن تقسیم نہیں کرتے۔اپنے منظور نظر لوگوں کو مخصوص کارڈ جاری کیئے گئے ہیں۔جن لوگوں نے حاصل کر لیا انہیں راشن مل گیا اور جو کارڈ حاصل نہ کر سکے محروم ہو جاتے ہیں۔

س:۔کیا وہ مہاجرین جن کا باعزت روزگار ہے راشن کارڈ انہیں بھی مل جاتا ہے؟

ج:۔نہیں انہیں کارڈ نہیں ملتا۔

س:۔مزید کوئی پریشان کن مسئلہ تو نہیں ہے؟

ج:۔چھوٹے چھوٹے بچے درختوں کے خشک پتے اور شاخیں اکٹھی کر کے بیچتے ہیں یا شاپر اکٹھے کر کے بیچتے ہیں حالانکہ ان کے پڑھنے کی عمر ہے۔عام لوگ قالین بافی کر رہے ہیں۔بچے اس میں بھی مشغول رہتے ہیں۔بہت کم وقت تعلیم کو دے پاتے ہیں۔پولیس جس آدمی کو ذرا پیسے والا سمجھتی ہے،اس کو اٹھا لے جاتی ہے اور اسے ناجائز مقدمات میں کئی کئی دن کیلئے اندر کر دیتی ہے۔

ایک اور سوال کے جواب میں انہوں نے بتایا ''ادھر تعلیمی اداروں میں بچوں پر مقابلہ بڑا سخت ہے، ہمارے مدرسہ میں پہلے سات سو بچے پڑھتے تھے،اب دو سو بھی پورے نہیں،اس کی وجہ یہ ہے کہ مختلف عیسائی تنظیموں والے لالچ دے کر بچے اپنے سکولوں میں لے جاتے ہیں۔

صوبہ سرحد میں ہمارے ریلیف پروگرام کے مسئول عبدالماجد نے دوران ملاقات بتایا ''ہم اب تک پندرہ ٹرک سامان جس میں آٹا، چینی، گھی، چاول، دالیں، بستر، گرم کپڑے، کمبل، لحاف اور ادویات طالبان حکومت کے حوالے کر چکے ہیں۔بیس ڈاکٹرز کا قافلہ جس میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لاہور، فیصل آباد، شیخوپورہ اور پشاور کے ڈاکٹرز اپنے ہمراہ آٹھ لاکھ میڈیسن افغانستان براستہ کاما لے جا رہے تھے کہ کاما کے قریب پہنچ کر افغانستان کی نئی غیر متوقع صورتحال کا علم ہوا، حالات ٹھیک نہیں رہے۔ اس وقت قریبی علاقے مہمند ایجنسی میں میڈیکل کیمپ لگا دیا گیا اور آنے والے مہاجرین اور مقامی احباب کا مفت علاج کیا گیا اور مفت ادویات بھی دی گئیں۔ امدادی سامان پہلے طالبان کو بھیجا جا رہا تھا، اب امیر صاحب سے اجازت لے کر ادھر مہاجر کیمپوں میں تقسیم کریں گے۔ میں نے کام کے بارے استفسار کیا۔

مہاجر کیمپوں میں پہلے سے جاری ریلیف کے کام سے کیا آپ مطمئن ہیں؟

جواب:۔ مہاجر کیمپوں میں اس وقت جو کام ہو رہا ہے وہ اکثر یورپی این جی اوز کر رہی ہیں یا اقوام متحدہ کے مختلف ادارے کام کر رہے ہیں۔ جن کا مشن تعاون کم اور عیسائیت کی تبلیغ زیادہ ہے۔ شیلٹر ناؤ جس کے آٹھ اراکین تبلیغ کرتے ہوئے طالبان نے پکڑے تھے، ان کیمپوں میں کھلے عام پھرتے ہیں اور کیمپوں پر ان کا مکمل ہولڈ ہے۔ ورلڈ فوڈ پروگرام والے ان کیمپوں میں کھلے عام پھرتے ہیں اور کیمپوں پر ان کا مکمل ہولڈ ہے۔ ورلڈ فوڈ پروگرام والے ان کیمپوں میں انتہائی گھٹیا اور بے کار خوراک دے رہے ہیں۔ آٹا تو بالکل چوکر دے رہے ہیں۔ صفائی کا انتظام کیمپوں کے اندر بالکل خراب ہے جس کی وجہ سے بیماریاں پھیل رہی ہیں۔ یہ نام نہاد حقوق انسانی کے دعویدار پانچ گھروں کیلئے ایک لیٹرین بنا کر دے رہے ہیں۔ کیمپ کے اندر UNHCR کا ہسپتال ہے۔ جہاں پر ادویات کا کوئی بندوبست نہیں ہے۔ اس کے علاوہ راقم نے خود کئی جگہ IRC, HAFO وغیرہ کی وال چاکنگ بکثرت دیکھی۔ شیلٹر ناؤ کے بورڈ بھی جابجا لگے دیکھے ہیں۔ عبدالماجد بھائی نے مزید بتایا اگر ہم وہاں کام کریں تو حکومت ہم سے بالکل تعاون نہیں کرتی بلکہ کام کرنے سے روکتی ہے۔ اس کی بڑی وجہ ان غیر ملکی این جی اوز کا دباؤ ہے تاکہ مسلمانوں کو بھکاری بنا کر عیسائی بنا لیا جائے۔

س:۔ حکومت کو کس طرح مجبور کیا جا سکتا ہے کہ وہ ادھر ہمیں کام کرنے دے؟

جواب:۔ عوام الناس اس کام کیلئے ہمیں وسائل تسلسل کے ساتھ مہیا کریں تو یہ کام ہو سکتا ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ حکومت میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو اس کام میں ہم سے تعاون کریں گے۔ ہمارے کاموں میں وہ تسلسل نہیں ہے جو ان عیسائی این جی اوز کے کاموں میں ہوتا ہے۔ ان کا کام تھوڑا ہوتا ہے مگر اس میں تسلسل ہوتا ہے اور ان کی سپلائی لائن مضبوط و با اعتماد ہے۔ عیسائی ریلیف کے کاموں میں پوری دنیا پر چھائے ہوئے ہیں۔ اس سے ان کے اصل مقاصد جاسوسی اور ارتداد پھیلانا بھی ہوتے ہیں۔ وہ اسی بہانے ایمان پہ ڈاکے ڈالتے ہیں۔

س:۔کوئی مہاجر کیمپوں کا خاص مسئلہ آپ کی نظر میں ہو تو بتائیں؟

جواب:۔ان کیمپوں میں پانی کا بڑا مسئلہ ہے۔ اس سلسلے میں ہمیں وہاں پر پانی کے کنویں کھدوا کر پانی کے ہینڈ پمپوں کا اہتمام و انتظام کرنا چاہیے۔ ایک کنویں اور پمپ پر اندازاً پچاس ہزار روپے خرچ آجاتا ہے۔

س:۔مہاجرین کی خوراک کا مسئلہ ہے تو بتائیں؟

جواب:۔ ورلڈ فوڈ والے ان غریب الدیار لٹے پٹے لوگوں کو اس طرح کا آٹا دیتے ہیں کہ جو چوکر سے بھی بدترین ہوتا ہے۔ ان بے چاروں کے پاس پکانے کا کوئی بندوبست نہیں ہے۔ کپڑے کے چھوٹے چھوٹے خیمے ہیں۔ ایندھن بھی پیسوں کا آتا ہے اور ان کیمپوں کے باسی مہاجرین اکثر بیروزگار ہیں جبکہ عیسائی تنظیموں نے ان کے لئے مفت روٹی پکانے کے تندور لگا رکھے ہیں۔ یعنی جو کام مسلمانوں کے کرنے کے تھے ان لوگوں نے سنبھال رکھے ہیں۔ یہ عیسائی بڑے پڑھے لکھے ہوتے ہیں اور مقامی زبانیں سیکھ کر اپنے عقیدے کی تبلیغ کی خاطر پہلے خدمت کر کے دل جیت لیتے ہیں پھر ان میں آہستہ آہستہ اپنا لٹریچر اور اپنی جہالت پھیلانا شروع کر دیتے ہیں۔ روزگار کا لالچ دے کر ارتداد پھیلاتے ہیں۔ ان کیمپوں میں انہوں نے سکول بنا رکھے ہیں جہاں پر یہ ہزاروں مہاجر بچوں کو پڑھاتے ہیں۔ کاپی پنسل کپڑے کتابیں اپنے پاس سے دیتے ہیں۔ پھر ان بچوں کو عیسائی بنانا کوئی مشکل نہیں ہوتا۔

(بشکریہ مجلہ الدعوۃ) دسمبر 2001ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

این جی اوز کی آڑ میں قادیانی نیٹ ورک

7 ستمبر 1974ء کا دن بلاشبہ عالم اسلام بالخصوص پاکستانی مسلمانوں کیلئے یادگار دن کی حیثیت رکھتا ہے جب پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا تاریخی فیصلہ کیا تھا۔ اس سے قبل مکہ مکرم میں 6 تا 10 اپریل 74ء کو رابطہ عالم اسلامی کے زیر انتظام ایک اہم کانفرنس ہوئی، جس میں دنیا بھر سے 140 تنظیموں اور ملکوں کے نمائندوں نے شرکت کی تھی اور یہ متفقہ قرارداد منظور ہوئی تھی کہ "قادیانیت" اسلام اور عالم اسلام کے خلاف ایک تخریبی تحریک ہے جو کہ اسلامی فرقہ ہونے کا دعوی کرتی ہے چنانچہ اسے غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا جائے۔ یہ ایک اہم کام تھا جسے نیک جذبے سے مکمل کیا گیا لیکن قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے بعد عالم اسلام نے اپنے آپ کو ان کی ظاہری اور پس پردہ سرگرمیوں پر نظر رکھنے کے فرض سے سبکدوش قرار دے دیا، حالانکہ 74ء کے اس تاریخی فیصلہ کے بعد مسلم تنظیموں خصوصاً اسلامی ممالک کی حکومتوں کی ذمہ داریوں میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ قادیانیوں کی زیرزمین سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھنا اور اسلامی ملکوں کے خلاف ان کی سازشوں کو ناکام بنانے کا کام جاری رہنا چاہیے تھا لیکن افسوس کہ ایسا نہیں ہوا اور اس کے سنگین نتائج اب سامنے آ رہے ہیں۔ بعض اطلاعات کے مطابق دنیا کے تقریباً 150 ملکوں میں قادیانیوں کا منظم اور مربوط نیٹ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ورک موجود ہے اور تمام غیر اسلامی ممالک میں مرزا طاہر احمد کو وی آئی پی پروٹوکول ملتا ہے۔ بعض ملکوں میں تو یہ پروٹوکول وزیراعظم یا کسی سربراہ مملکت سے کم نہیں ہوتا۔ 1986ء میں احمد یہ فرقہ نے پاکستان اور دنیا بھر میں اپنا صد سالہ جشن منایا، جس میں دنیا بھر میں قادیانیت کے اہداف کا جائزہ لیا گیا اور آئندہ 25 برس کے اہداف مقرر کئے گئے۔

☆ دنیا بھر میں مرزا طاہر احمد کی کیا مصروفیات ہیں؟

☆ دنیا کے کن کن ممالک میں کس کس مقام پر قادیانیوں کی سرگرمیاں جاری ہیں؟

☆ کون سے غیر اسلامی ملک اور غیر اسلامی تنظیمیں قادیانیوں کی سرپرستی کر رہی ہیں؟

☆ قادیانیوں کے سالانہ اجتماع کہاں ہوتے ہیں اور کون سے ملک تعاون کرتے ہیں؟

☆ اسلام کے نام پر کن کن ملکوں میں غیر مسلموں کو مسلمان اور مسلمانوں کو قادیانی بنایا جا رہا ہے؟

☆ پاکستان کے خلاف قادیانیوں کی کیا سرگرمیاں ہیں؟

ان باتوں کی تفصیل جاننے سے قبل مرزا طاہر احمد کے اس پیغام سے اقتباس یہاں درج کیا جا رہا ہے جو انہوں نے صد سالہ جشن کے موقع پر کہا۔ ''مخالفت کا وہ ہر ذریعہ اختیار کیا گیا جس کا مقصد آپ کے پیغام اور آپ کی جماعت کو صفحہ ہستی سے مٹا دینا تھا لیکن دشمنی اور عناد کا یہ طوفان اس آواز کو دبا نہ سکا اور مخالفت کی لہر سے جماعت احمدیہ میں شمولیت کی دعوت دیتا ہوں اور خدا کو گواہ ٹھہرا کر کہتا ہوں کہ یہ ایک مخلص جماعت ہے۔ گذشتہ ایک سو سال میں شدید مخالفتوں کے باوجود اس جماعت کی حیرت انگیز ترقی کوئی ایسا معمولی واقعہ نہیں، جسے نظر انداز کیا جا سکے۔ اس عرصے میں جماعت احمدیہ خدا کے فضل سے دنیا کے 120 ممالک میں قائم اور مستحکم ہو چکی ہے اور اس کی ترقی کی رفتار لحظہ بہ لحظہ تیز تر ہوتی چلی جا رہی ہے اور اس جماعت کے حق میں وہ سب کچھ رونما ہو رہا ہے، جس کا سو سال پہلے انسانی اندازوں کے لحاظ سے تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا''۔ 85-1984ء میں جنرل ضیاء الحق کو قادیانیوں کے بارے میں تفصیلی رپورٹ پیش کی گئی تو انہوں نے محتاط انداز میں مہم شروع کر دی، جس کا مقصد فوج خفیہ اداروں، بیوروکریسی، این جی اوز، سفارتخانوں، مواصلات، دفتر خارجہ، ٹی وی، ریڈیو اور دوسرے کلیدی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عہدوں پر تعینات قادیانیوں کو ہٹانا تھا۔فوج میں سے بعض افراد کو ڈسپلن کی خلاف ورزی کا جواز بنا کر ہٹایا گیا لیکن باقی افراد کی فہرست تیار ہونے کے بعد اس پر عملدرآمد نہ ہو سکا۔بعض رپورٹوں کے مطابق اس وقت بھی مذکورہ تمام اداروں میں قادیانی شخصیات موجود ہیں۔تحریک تحفظ ختم نبوت نے بھی اس دوران ایجنڈا تیار کیا لیکن بوجوہ اس پر ایک فیصد بھی عمل نہ ہو سکا۔تحریک تحفظ ختم نبوت کے کتابچے میں درج اس کے اغراض و مقاصد اور اہداف میں دو اہم نکات شامل تھے۔

☆ قادیانیوں کی اسلام اور ملک دشمن سرگرمیوں کے آگے بندھ باندھنے کیلئے جدید خطوط پر الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کا استعمال۔

☆ مختلف شہروں میں قادیانیوں پر نظر رکھنے کیلئے مراکز کا قیام

اس تلخ حقیقت کا ذکر یہاں بھی ضروری ہے کہ سابقہ حکومت کو جب اپنے اقتدار کے پہلے چند ماہ میں تاریخ کی بدترین فرقہ وارانہ دہشت گردی کا سامنا کرنا پڑا تو انسپکٹر جنرل پولیس کے سیکرٹریٹ سمیت تمام خفیہ اور حساس اداروں نے حکومت کو درجنوں رپورٹیں پیش کیں کہ پاکستان میں مذہبی دہشت گردی کو ہوا دینے میں کئی قادیانی تنظیموں کا ہاتھ ہے۔وزیراعظم سیکرٹریٹ، وزارت خارجہ، وزارت داخلہ کے قریبی حلقہ احباب اور ان کیلئے کام کرنے والے افسران کے بارے میں تشویش کا اظہار کیا گیا کہ یہاں پر قادیانی شخصیات موجود ہیں جو سکیورٹی رسک ہیں، جن کے پاس رپورٹ کرنے کا اختیار تھا۔انہوں نے اصل فتنے اور فساد کی جڑ کی نشاندہی کر دی لیکن جن کے پاس اس رپورٹ پر عملدرآمد کا اختیار تھا، انہوں نے مصلحتاً چپ سادھ لی اور معاملہ دب گیا۔یہی مصلحتیں ہیں جو پاکستان کو نقصان پہنچا رہی ہیں۔

89ء میں قادیانیوں کے صد سالہ جشن کے موقع پر اپنے ارکان میں صد سالہ کارکردگی کے حوالے سے ایک میگزین تقسیم کیا، جس میں قادیانیوں کے 120 ممالک میں اہم مراکز اور دعوت و تبلیغ کے نیٹ ورک کی تفصیلات درج تھیں۔رپورٹوں کے مطابق 150 ممالک میں باقاعدہ مضبوط مراکز اور ذیلی ادارے قائم ہیں، جن کو مختلف براعظموں کیلئے ذمہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

داریاں سونپی گئی ہیں۔

مرزا طاہر احمد کی نگرانی میں جن ممالک میں قادیانیوں کے اہم مراکز کام کر رہے ہیں ، ان میں خاص طور پر لائبریا ، گھانا ، گمبیا ، انڈونیشیاء ، ٹیچی مان ، فجی ، آئیوری کوسٹ ، لندن ، گلاسکو (برطانیہ) فرینکفرٹ (جرمنی) کومبال (سینگال) سویڈن ، ایمسٹرڈیم (ہالینڈ) بنگلہ دیش ، نیویارک ، جاپان ، ویسٹ جاوا ، ملائشیا ، سنگاپور شامل ہیں۔ تحریک احمدیہ کے سربراہ مرزا طاہر احمد کی صدارت میں ایک اجلاس کیلئے ہوٹل کا ہال بک کروایا گیا۔ اس اجلاس میں انڈونیشیاء ، ملائشیا اور سنگا پور میں کام کرنے والی قادیانی تنظیموں کے فعال ارکان نے شرکت کی۔ تحریک احمدیہ کے تبلیغی کام کا جائزہ لیا گیا اور آخر میں مرزا طاہر نے اپنے کلیدی خطاب میں تمام شرکاء کو ہدایت جاری کیں۔ پہلی نشست کے اختتام پر جرمنی ، برطانیہ ، پاکستان اور ہندوستان سے آئی ہوئی چند شخصیات سے پیراماؤنٹ ہوٹل کے ایک کمرے میں مرزا طاہر کی 3 گھنٹے الگ ملاقات ہوئی۔ قادیانیوں کو واچ کرنے والی ایک غیر سرکاری تنظیم کی رپورٹ کے مطابق اس اجلاس میں ان اسلامی مدارس اور اسلامک سنٹرز کے توڑ کیلئے غور کیا گیا جو دنیا کے مختلف ممالک میں سعودیہ اور اس کے اتحادی ممالک کی امداد سے چل رہے ہیں اور خاص طور پر جنہیں دیوبندی اور اہلحدیث مسلک کے افراد کی سربراہی میں چلایا جا رہا ہے۔ اسی اجلاس کے سلسلہ کے مزید اجلاس لندن میں ''اسلام آباد'' کے مقام پر ہوتے رہتے تھے ، ان کے بارے میں مزید اہم انکشاف کرتے ہیں۔ بھارت کی خفیہ تنظیم ''را'' اور قادیانی تنظیموں کا اس ایجنڈے پر مشترکہ مشن ہے کہ پاکستان ، بنگلہ دیش ، نیپال ، مالدیپ میں ایسے دینی مدارس اور جامعات پر نظر رکھی جائے جو دیوبندی مسلک سے منسلک ہیں اور جہاد کی ترویج کرتی ہیں۔ انتہائی اہم ذرائع سے چند سال قبل حاصل ہونے والی بعض رپورٹوں کی روشنی میں ان خدشات کا اظہار ہے کہ دیوبندی عالم قاری اشرف کو ''را'' اور قادیانیوں نے مشترکہ مشن کے تحت غائب کیا تھا کیونکہ وہ ایک بین الاقوامی اسلامی تنظیم کی طرف سے پاکستان سے باہر کسی اسلامی ملک میں ایک اسلامی سنٹر کے انچارج کے طور پر ذمہ داریاں سنبھالنے جا رہے تھے۔ قادیانیوں کے اہم مراکز ویسٹ جاوا ،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سینیگال، سویڈن، جرمنی اور برطانیہ میں ہیں۔ ویسٹ جاوا کے جنگلات میں قادیانیوں کو عسکری اور جاسوسی تربیت دینے کیلئے بہترین قرار دیا گیا ہے، جہاں کئی کئی ہفتوں کے تربیتی کیمپ لگائے جاتے ہیں، جہاں پر غیر اسلامی تنظیموں کے تربیت یافتہ افراد قادیانیوں کو تربیت دیتے ہیں۔ برطانیہ اور جرمنی سے مختلف ممالک کے پاسپورٹ جاری کئے جاتے ہیں۔ برطانیہ، امریکہ اور جرمنی سے آنے والے کئی مسلمان جو کہ حقیقتاً قادیانی ہوتے ہیں، مختلف مشن لے کر نکلتے ہیں لیکن اپنے آپ کو قادیانی ظاہر نہیں کرتے۔ معلوم ہوا ہے کہ کچھ عرصہ قبل پنجاب حکومت نے مختلف این جی اوز پر پابندی کے سلسلہ کے دوران بعض این جی اوز کے خلاف سخت نوٹس لیا تھا تو ان میں دو تنظیمیں ایسی تھیں جو برطانیہ اور جرمنی میں موجود قادیانی تنظیموں کی سرپرستی سے چلتی تھیں، جنہیں جرمنی سے بھاری فنڈ آتا تھا اور وہاں موجود قادیانیوں کی تنظیموں کی منظوری سے یہ فنڈ پاکستان آتا تھا۔ لندن میں ''اسلام آباد'' کے نام سے مشہور مقام قادیانیوں کا گڑھ ہے، جہاں سال میں کئی اہم اجلاس ہوتے ہیں۔ مرزا طاہر احمد کا بھی قیام یہیں ہوتا ہے۔ پاکستان سے جانے والی بعض شخصیات جو بظاہر قادیانی نہیں کہلاتے لیکن وہ برطانیہ کے دورے کے دوران ''اسلام آباد'' میں حاضری ضرور دیتے۔ ایک رپورٹ کے مطابق سویڈن میں ناصر مسکن نامی عمارت میں قادیانیوں کے اہم اجلاس ہوتے ہیں۔ مرزا طاہر احمد نے دنیا بھر میں ایسے ممالک اور مقامات کا انتخاب کیا ہے، جہاں ان کے خیال کے مطابق اجلاس، تربیتی کورس اور غیر اسلامی تنظیموں سے ان کی ملاقاتوں کے سلسلے اسلامی ملکوں کی خفیہ تنظیموں سے محفوظ ہوتے ہیں۔

ایک رپورٹ کے مطابق جرمنی اور برطانیہ میں قادیانیوں کے سالانہ اجتماعات کے تمام اخراجات جو کروڑوں ڈالر میں ہوتے ہیں، وہ غیر مسلم ادا کرتے ہیں۔ بعض رپورٹوں کے مطابق افریقہ کے ممالک کے سینکڑوں دیہات قادیانی مذہب قبول کر چکے ہیں، ان بستیوں کے لوگ اسلام کے نام پر قادیانیت میں شامل کیا جا رہا ہے۔ غیر مسلم مرزا طاہر احمد کو مسلمانوں کا پوپ کہتے ہیں۔ بعض رپورٹوں میں اس خدشتے کا اظہار کیا جاتا ہے کہ قادیانی مختلف ممالک میں قرآن پاک کے تحریف شدہ نسخے تقسیم کرتے ہیں یہ بات اب کسی سے ڈھکی چھپی نہیں کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قادیانی عیسائی شہری تنظیمیں مشترکہ منصوبے کے تحت دنیا کی مخصوص براڈ کاسٹنگ کمپنیوں کے خصوصی چینلو کے ذریعے اسلام اور اسلامی ممالک کے خلاف پراپیگنڈہ میں مصروف ہیں۔ خاص اوقات میں خاص فریکوینسی پر مسلمانوں کے بارے میں گمراہ کن پراپیگنڈہ کیا جاتا ہے۔ مسلمانوں کو شدت پسند، جہاد کو دہشت گردی، مجاہدین کو دہشت گرد اور اسلامی سزاؤں کو حقوق انسانی کی خلاف ورزی قرار دیا گیا۔ مرزا طاہر احمد کے بارے میں موصول ہونے والی بعض رپورٹوں کے مطابق قادیانیوں نے امریکہ اور برطانیہ میں بعض ایسی لابنگ فرموں کی خدمات لے رکھی ہیں جو اقوام متحدہ، دفتر خارجہ، امریکہ اور بین الاقوامی مالیاتی اداروں میں پاکستان کے خلاف لابنگ کرتے ہیں۔ مرزا طاہر احمد اور ہزاروں قادیانی خدام یورپ اور افریقہ میں مسلمان بستیوں میں جا کر کالجوں، یونیورسٹیوں اور سکولوں میں وہاں کی حکومتوں کی اجازت سے مسلمان بچوں کو لیکچر دے کر قادیانیت کو بطور حقیقی اسلام متعارف کرواتے ہیں۔ برطانیہ سے موصول بعض اطلاعات کے مطابق برطانیہ کے مختلف شہروں میں مرزا طاہر کی صدارت میں کئی مخلوط ڈنر ہوتے ہیں، جن میں قادیانی مرد و عورت اور انگریز مرد و عورت شریک ہوتے ہیں۔ ڈنر میں شراب اور دوسرے لوازمات مسلمانوں کو پیش کئے جاتے ہیں۔ ان تقریبات میں قادیانی اسلام کو سیکولر مذہب کے طور پر پیش کرتے ہیں، جس کے باعث برطانیہ کی اہم شخصیات اور پارلیمنٹرین بھی ایسی ڈنر پارٹیوں میں عام شریک ہوتے ہیں۔ روز ہل (مارش) میں احمدیوں کے اسلامک سنٹر جرمنی میں ناصر باغ، ناروے میں مشن ہاؤس ایسے مقامات ہیں، جہاں مرزا طاہر احمد کے ہمراہ بین الاقوامی غیر اسلامی شہری شریک ہوتے ہیں۔ جرمنی اور بھارت کے ویزے کا حصول کسی قادیانی کیلئے مشکل نہیں ہے۔ دار اسلام یونیورسٹی تنزانیہ میں طاہر احمد اسلام کے موضوع پر لیکچر دیتے رہے۔ مجلس خدام الاحمدیہ کے زیر اہتمام برطانیہ اور جرمنی کے سالانہ جلسہ کیلئے وہاں کی مقامی حکومتیں خاص تعاون کرتی رہیں۔ گذشتہ 15 برسوں میں مرزا طاہر احمد 100 سے زائد ممالک کے اعلیٰ حکام سے ملاقات کر کے قادیانیت کی تبلیغ کیلئے ان کا تعاون حاصل کر چکے ہیں۔ مذکورہ عرصہ میں گورنر جنرل ماریشش، سر دیا صوامی رنگاڈو، وزیر اعظم ماریشش

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرانیرودجگناتھ، وزیراعظم تنزانیہ، جوزف امری روبا، آئیوری کوسٹ کے صدر سمیت دیگر اہم شخصیات سے ملاقاتیں کرتے رہے ہیں۔ فری ٹاؤن سیرالیون میں بھی احمدیوں کے تربیتی مراکز ہیں۔ انٹرنیشنل احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن قادیانیت کے نام پر اسلام کو سخت نقصان پہنچا رہی ہے۔ برطانیہ میں بیت الفضل ان کا خاص مقام ہے، جہاں پر پاکستان کے نیوکلیئر پروگرام کی سب سے زیادہ مخالفت قادیانی لابی کی طرف سے ہوئی ہے۔ 28 مئی کے نیوکلیئر ٹیسٹ کے بعد برطانیہ اور امریکہ میں جن تنظیموں نے اس کے خلاف مظاہرے کیے، ان کی قیادت وہاں کی قادیانی تنظیمیں کر رہی تھیں جبکہ پاکستان میں صرف انہی این جی اوز نے پاکستان کے نیوکلیئر ٹیسٹ کے خلاف مظاہرے کیے، جن پر قادیانی سرپرستی کا الزام ہے۔ جنوری 96ء میں لندن کے اسلام آباد میں قادیانیوں کے اجلاس میں پاکستان کی تین بڑی این جی اوز کے نمائندوں نے شرکت کی تھی اور ان کی کارکردگی کو بہت تسلی بخش قرار دیا گیا تھا۔ بعض رپورٹوں کے مطابق قادیانیوں کی مدد سے سینکڑوں مسلمان نوجوان برطانیہ اور جرمنی جانے میں کامیاب ہوئے اور وہاں انہوں نے قادیانی گھروں میں شادیاں کر لی تھیں۔ ان میں سے کئی نوجوان قادیانی خدام کے طور پر مختلف ممالک میں تبلیغی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ مرزا طاہر احمد کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ امریکہ، برطانیہ، جرمنی اور سنگاپور میں عالیشان رہائش گاہیں ہیں۔ اس کے علاوہ ان کے اثاثوں کی مالیت اربوں ڈالر ہے۔ مذکورہ چاروں رہائش گاہوں کے ساتھ ان کا جدید سیٹلائٹ سسٹم موجود ہے، جہاں وہ پاکستان بھارت سمیت دنیا کے 50 ممالک میں سیٹلائٹ کے ذریعے براہ راست خطاب کرتے تھے۔ بعد ازاں ان کے خطاب کی لاکھوں کیسٹیں دنیا میں جاری کی جاتی ہیں۔ پاکستان کے علاوہ تقریباً 100 ممالک میں باقاعدہ ایک شیڈول کے مطابق ایسے ملکوں میں مرزا طاہر احمد کے دوروں کے انتظام کیا جاتا ہے۔ جہاں زیادہ تعداد مسلمانوں کی ہے، وہاں مرزا طاہر احمد کی سرپرستی میں بچوں کو تحائف کے ساتھ ایسے اسلامی کتابچے تقسیم کیے جاتے ہیں، جن میں مرزا غلام احمد قادیانی کو آخری نبی اور مقدس ترین ہستی قرار دیا گیا ہے۔ مسلمان خاندان کو طاہر کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا سلسلہ جاری ہے۔ غیر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامی تنظیموں کے ساتھ مل کر 150 ممالک میں قادیانیوں کی سرگرمیاں اور دعوت وتبلیغ کا بڑھتا ہوا سلسلہ اسلامی ممالک کیلئے لمحہ فکریہ ہے۔ ایسے حالات میں مسلمانوں کو اپنی نئی نسل کو قادیانیوں کے وجود کے حقیقی پس منظر اور مرزا غلام احمد کی حقیقت سے آگاہ کرنا چاہیے۔ 1901ء مرزا غلام کی دعوت کے دو مرکز تھے۔ ایک دعویٰ نبوت اور دوسرا جہاد کو حرام قرار دینا۔ مرزا غلام احمد کی کتابیں اور رسائل انگریز حکومت کی تعریف وتوصیف سے بھرے ہوئے تھے۔ انہوں نے کھلے عام انگریزوں کے قتل کو حرام قرار دیا، ان کی کتاب "المندیب الاقادیانی" کے صفحہ 225 میں اور دوسری کتاب "الابعن" کے صفحہ نمبر 4 اور 5 پر لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عقیدہ جہاد کی شدت کو بتدریج کم کیا ہے، اس کو جواز بنا کر جہاد کو حرام قرار دیا۔ وہ ایک رسالے میں بیان کرتا ہے "مجھ" پر مسیح موعود اور مہدی ہونے کا ایمان اس وقت بھی مکمل ہوتا ہے جب جہاد کا مکمل انکار کر دیا جائے۔

قادیان اور ربوہ کی درمیانی رکاوٹوں کو ختم کرنے کیلئے این جی اوز اور 47ء کی تقسیم کو غلط ثابت کرنے میں لگی ہوئی ہیں جو قادیانی چھتری تلے پرورش پا رہی ہیں۔ کیا قادیانی آئندہ 25 برسوں میں کامیابی حاصل کریں گے یا اسلامی تنظیمیں قادیانیوں کے اسلام کے خلاف بڑھتی ہوئی سرگرمیوں کے آگے بندھ باندھنے میں کامیاب ہو جائیں گی۔ یہی آج کا اہم اور قابل فکر نکتہ ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسانی حقوق کی عالمی تنظیموں کا اصل چہرہ

(ایک مؤقف)

ایمنسٹی انٹرنیشنل، اقوام متحدہ کا انسانی حقوق کمیشن، بہت سی مغربی حکومتیں صیہونیت نواز مغربی میڈیا اور عالم کفر کی آلہ کار این جی اوز اپنے آپ کو تمام دنیا کے انسانی حقوق کے محافظ کہتے نہیں تھکتیں، یہ تنظیمیں اپنے مذموم مقاصد کو عملی جامہ پہنانے کیلئے دنیا کے گرد ایک مضبوط اور بڑا پیچیدہ تکنیکی نیٹ ورک تیار کر چکی ہیں جو کہ اس قدر متحرک اور مستعد ہے کہ ترقی پذیر دنیا میں کوئی معمولی سا واقعہ بھی ان کی نظروں سے اوجھل نہیں رہتا۔ یہ بڑی آسانی سے اسے اپنے حق میں کیش کر سکتے ہیں اور رائی کا پہاڑ بنانے کے ماہر فنکار ہیں۔ بہت سے ملکوں کی مقامی ہم خیال تنظیمیں بھی ان کے ساتھ کام کرتی ہیں، جو ان بڑے اداروں اور ایجنسیوں سے بھاری معاوضہ وصول کرتی ہیں۔ انسانی حقوق کی نام نہاد تنظیمیں مسلمان ملکوں میں سے اپنے سینکڑوں زرخرید مہروں کو بیرون ملک پہنچا چکی ہیں۔ مثلاً پاکستان سے بے شمار مرتدین کو تو تمام مغربی ممالک نے ویزوں کا حصول ترجیحی بنیادوں پر آسان بنا کر اپنے ہاں معقول روزگار اور رہائش کی سہولتیں فراہم کی ہیں تاکہ وہ کھل کر اسلام اور مسلم امہ کے خلاف اپنے خبث باطن کا اظہار کر سکیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح گھناؤنے جرائم میں ملوث مجرم مثلاً بڑے بڑے غبن کرنے والے اور شاتم رسول شیطان رشدی، تسلیمہ نسرین اور منظور مسیح جیسے اسلام دشمن مغرب کے اشاروں پر اسلام پر کیچڑ اچھال کر بہت سی مراعات حاصل کئے ہوئے ہیں۔ ان تنظیموں کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ایمنسٹی انٹرنیشنل، اقوام متحدہ کا انسانی حقوق کمیشن، مغربی حکومتیں اور مغربی میڈیا اور این جی اوز واقعتاً تمام بنی نوع انسان کے حقوق کا دفاع کرتی ہیں؟

جب ہم احتیاط سے جائزہ لیتے ہیں تو یہ محسوس ہوتا ہے کہ یہ ایجنسیاں بلاتفریق قومیت اور رنگ و نسل تمام قسم کے انسانوں کیلئے چندہ جمع نہیں کرتیں بلکہ اپنے مفادات کے پیش نظر صرف منتخب قسم کے لوگوں کے حقوق کے دفاع میں سرگرم رہتی ہیں۔ یہ ایجنسیاں اسلامی دنیا کے روزانہ کے معمولات کو انتہائی گہری نظر سے دیکھتی ہیں۔ اسلامی معاشرے کو گدلا کرنے کیلئے ہر لمحہ ایسے ایشوز کی تلاش میں سرگرداں رہتی ہیں کہ کہیں کوئی شکار ملے۔ کوئی گھر سے بھاگی ہوئی لڑکی ملے تو اس کو دستک جیسے رسوائے زنانہ ادارے میں پھنسایا جائے جہاں سے پھر عالمی غنڈوں، بدمعاشوں، این جی اوز کے پٹھوؤں کی حیوانی تسکین کا مستقل ذریعہ بن سکے اور پھر جب اس کو استعمال کر لیا جائے تو چوڑی ہوئی ہڈی کی طرح پرے پھینک دیا جائے یا پھر یورپ، امریکہ وغیرہ میں بھجوا دیا جائے۔ یہ تنظیمیں ہر لمحہ اسلامی دنیا میں نہ صرف مغربی کلچر اور پالیسیوں کو مسلط کرنے کی کوشش کرتی ہیں بلکہ انتہائی اشتعال انگیزی کو ہوا دینے میں مگن رہتی ہیں۔

ان کا دعویٰ ہے کہ انسانی حقوق کا عالمی محافظ ان کے علاوہ کوئی اور ہے ہی نہیں، یہ ایجنسیاں انتہائی خاموشی سے اپنا کام کر رہی ہیں اور مسلسل قوم کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے میں مشغول ہیں۔ ان کا دوغلا پن اس وقت عیاں ہو جاتا ہے جب کوئی مغربی ملک مسلمانوں کے انسانی حقوق غصب کرتا ہے تو ان کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔ دوسری طرف اگر پوری مسلم دنیا میں سے کسی مسلمان کی طرف سے معمولی اشتعال انگیزی بھی سرزد ہو جائے یا محض الزام ہی ہو تو یہ ایجنسیاں فوراً حرکت میں آ جاتی ہیں۔ مثلاً فرانس میں مسلمان طالبات کو پردہ کرنے سے روک دیا گیا بلکہ تعلیمی اداروں سے اس لئے نکال دیا گیا کہ کہیں فرانسیسی غیر مسلم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لڑکیاں اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا نہ ہو جائیں ۔ سیکولر ترکی میں بھی ایسی ہزاروں مثالیں موجود ہیں ۔ امریکہ ایف 16 طیاروں کی رقم ڈکار گیا، اس پر بھی آواز نہیں اٹھائی گئی ۔ آیئے ہم جائزہ لیتے ہیں کہ انسانی حقوق کا کمشین (اقوام متحدہ) ایمنسٹی انٹرنیشنل اور بہت سی مغربی حکومتیں کیا واقعتا مسلم ممالک میں انسانی حقوق کا تحفظ کرتی ہیں یا پھر ان کا مقصد اس سے ہٹ کر کچھ اور ہی ہے ۔

منتخب انسانی حقوق

جنوری 2001ء کے دوران ایمنسٹی انٹرنیشنل کینیڈا اور ان کے علاوہ دیگر این جی اوز نائیجرین عورت ماریہ ابراہیم میگازد کے معاملہ میں بہت ہی تحریک کے ساتھ ملوث رہیں، اس فاحشہ عورت کو صوبہ زمفرا نائیجریا کی شرعی عدالت نے جنسی آوارگی کا جرم ثابت ہونے پر 180 کوڑوں کی سزا سنائی ۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل کینیڈا اور دیگر بہت سی این جی اوز نے دستخطی مہم چلائی اور میڈیا کے ذریعے حکومت پر پریشر ڈالنے اور اس عورت کو سزا سے بچانے کی ناپاک کوششیں شروع کر دیں ۔ اس سلسلہ میں انہوں نے مختلف لوگوں کی آراء اور انٹرویوز کرنا شروع کیئے تاکہ وہ اس فاحشہ و بدکار عورت کو تحفظ دے سکیں ۔ ان مہموں میں مغربی حکومتیں برابر کی شریک تھیں ۔ اس مجرمانہ مقصد کے حصول کیلئے روزانہ ہزاروں کی تعداد میں ای میل تیار کر کے مختلف ممالک کے سرکردہ افراد اور عوام میں بھیجی گئیں ۔ کوئی بھی ایسا فرد نہیں جو مبنی برانصاف مہموں کی مخالفت کر سکے لیکن کیا یہ حیرت ناک امر نہیں ہے کہ جب سینکڑوں مسلمان عورتیں اجتماعی زیادتی کے بعد قتل کر دی جاتی ہیں، بالخصوص چیچنیا میں روزانہ روسی فوجوں کے ہاتھوں ہزاروں کے حساب سے لوگ مارے جاتے رہے ۔ ان روسیوں کے مظالم کے خلاف ان این جی اوز، کینیڈا ایمنسٹی انٹرنیشنل وغیرہ نے مہم کیوں نہیں چلائی ؟ جنوری 2001ء میں جب این جی اوز اور ایمنسٹی انٹرنیشنل اس نائیجرین عورت کے لئے مہمیں چلا رہی تھیں، بی بی سی لندن نے ایک فلم دکھائی جس میں دکھایا گیا کہ کس طرح روسی فوجی چیچن عورتوں کی عصمت دری کر کے لوگوں کو مجبور کرتے ہیں کہ اپنے عزیزوں کی لاشیں لے جاؤ ۔ ذرا تصور کریں کہ ایک طرف تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاندان کے تمام افراد کو سنگدلی سے قتل کر دیا جائے اور پھر جب وہ عورت اپنے بھائی، بہن یا باپ کی نعش لینے آئے تو زبردستی پکڑ کر زنا جیسا بھیانک جرم کیا جائے۔ کس قدر شرمناک اور ننگ انسانیت حرکت ہے۔

ایمنسٹی انٹرنیشنل اور مغربی این جی اوز جو اس عورت پہ جنگ لڑ رہی ہیں، کیا ان کے نزدیک نائیجرین فاحشہ عورت کی زندگی زیادہ تحفظ کی مستحق ہے یا کہ چیچنیا میں روسی درندگی کی شکار مسلمان عورتیں؟

یہ لوگ ہمیشہ مسلمانوں کے سر انسانی حقوق کی پامالی کا الزام تھوپتے رہتے ہیں۔ بالخصوص اس وقت جب کہ مسلمان اپنے ملک میں اسلامی قوانین نافذ کرنے کیلئے تگ و دو کرتے ہیں۔ مثلاً سعودی عرب میں یہ قانون نافذ ہے کہ عورتیں پردہ کریں۔ ان تنظیموں کے نزدیک افغانستان اور سعودی عرب کی تمام باپردہ خواتین مظلوم ہیں۔ ان تنظیموں کی رائے ہے کہ سعودی عرب میں عورتوں کو حجاب نہیں کرنا چاہیے کیونکہ مغربی معیار یہ ہے کہ حکومت کو کسی فرد کی ذاتی زندگی میں دخل اندازی کا حق حاصل نہیں ہے۔ ہر فرد کو اپنی ذاتی زندگی کے انداز، طوار، تہذیب وتمدن کے چناؤ کا حق حاصل ہے، جیسا چاہے کرے، اسے آزادی حاصل ہے۔ جب مسلم خواتین باپردہ رہنے کو ترجیح دیں تو اس وقت مغربی این جی اوز اٹھ کھڑی ہوتی ہیں اور ان خواتین کو جاہل اور دقیانوس جیسے خطابات سے نواز کر طعن وتشنیع کا نشانہ بناتی ہیں اور جب کسی عورت کو بے پردگی پر مجبور کیا جا رہا ہو، اس سے پردہ اور حیاء کی متاع چھینی جا رہی ہو، اس وقت نوع انسانی کے یہ چیمپین مادر پدر آزاد مغربی تہذیب کی دلدل میں اسے دھکیلنے کیلئے ہموا بن جاتے ہیں۔ جیسا کہ فرانس میں مسلم طالبات کو بے پردگی پر مجبور کیا جا رہا ہے اور یہ تنظیمیں سب اچھا کی رپورٹ دے رہی ہیں۔

کمبوڈیا

کمبوڈیا میں جب عوامی تصادم شروع ہوا، پول پاٹ کے کھمیر وج دور میں لاکھوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کمبوڈین موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے ۔ ان لاکھوں لوگوں میں سے بیشتر مرنے والے مسلمان تھے ۔ مساجد اور مدارس تباہ کردیئے گئے ۔ بہت سے اسلامی ادارے بند کردیئے گئے ۔ مسلمانوں کو قرآن مجید پاؤں تلے روندنے پر مجبور کر دیا گیا اور انہیں خنزیر کا گوشت کھانے پر مجبور کیا جاتا رہا جو کہ سراسر دین اسلام کے سخت منافی ہے اور قطعاً حرام ہے ۔ مغربی میڈیا اور تنظیموں کی خباثت نے اسے بہت ہی برائے نام حیثیت دی اور معمولی سی نشاندہی کی ۔ جب کبھی بھی میڈیا نے زیادتیوں کی رپورٹ دی، اس کا انطباق تمام بدھوں، کمبوڈین اور دیگر ہمنوا مذاہب والے لوگوں پر کرتے رہے اور کمبوڈین مسلمانوں پر جبر و تشدد کی ذرا بھی عکاسی نہیں کی ۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل اور دیگر مغربی این جی اوز کبھی بھی کمبوڈین مسلمانوں کے حق میں آواز نہیں اٹھائیں گی کیونکہ وہ انہیں انسان ہی تسلیم نہیں کرتے ۔

جمہوریت بمقابلہ منافقت

مغربی حکومتیں اور این جی اوز اپنے تئیں بہت فخر محسوس کرتی ہیں کہ انہوں نے اپنے آپ کو دنیا کے سامنے مہذب باور کروا رکھا ہے ۔ انتہائی اہم اقدار مغربی تہذیب کے نزدیک جمہوریت اور آزادی ہیں لیکن آزادی اور جمہوریت کے معنی مسلم دنیا کیلئے استعمال کرتے وقت اہل مغرب کے پیمانے بدل جاتے ہیں ۔ مثال کے طور پر کینیڈا میں ایک نافذ شدہ قانون ہے کہ اگر 51 فیصد کیوبک لوگ کینیڈا سے علیحدگی کا فیصلہ کرلیں گے تو باقی لوگوں کو اس فیصلہ کا احترام کرنا ہوگا ۔ اس طریقہ سے کینیڈا تقسیم ہوسکتا ہے ۔ بعینہ جب چیکوسلواکیہ کے لوگوں نے ملک توڑنے کا فیصلہ کیا اور دو آزاد قومیں چیک اور سلواکیہ بن گئیں، تو تمام مغربی دنیا نے اس پر فخر کیا اور دنیا کو سب اچھا ہے ظاہر کیا ۔ ایک ملک کو توڑنے کیلئے بشرطیکہ اس کی اکثریت ایسا کرنا پسند کرتی ہو اور جب اسٹونیا، لتھوانیا اور سلوینیا کے لوگوں نے آزادی کا فیصلہ کیا تو انہیں بھی آزادی دے دی گئی ۔

☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

بیرونی عطیات اور پاکستانی این جی اوز

غیر سرکاری تنظیمیں NGO's سے مراد وہ تنظیمیں ہیں جو نجی شعبے میں کام کرتی ہیں، ان کا دائرہ کار ہر ملک میں مختلف ہے۔ تیسری دنیا کے ممالک میں ان کی ابتداء غربت کے خاتمے اور مسائل کے حل کے نعرے کے ساتھ ہوئی مگر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کے پس پردہ حقائق بھی نظر آنے لگے جو بظاہر تنظیموں نے ظاہر کئے تھے، جیسا کہ ایک شاعر نے افغان جہاد کے دوران کہا تھا "امداد کے بہانے آئے زمین چرانے"۔

ڈونر ایجنسیاں این جی اوز کے نام پر تیسری دنیا خصوصاً مسلم ملکوں میں داخل ہوتی ہیں اور ان کی برین واشنگ کرتی ہیں، جسے ایسٹ انڈیا کمپنی کا مقصد تجارتی روابط کی بجائے تاج برطانیہ کی راہ ہموار کرنا تھا۔ پاکستان میں این جی اوز کی سازش ابتدائی دنوں میں ہی ہو گئی تھی، اس عمل کا آغاز متحرک و تعلیم یافتہ خواتین سے کیا گیا۔ وہ خواتین لبرل خیالات کی حامل ہونے کے ساتھ پاکستانی معاشرے سے معمولی سی بھی رغبت نہ رکھتی تھیں۔ آج تک ان تنظیموں میں کام کرنے والے لوگ سرمایہ دارانہ نظام، سوشلزم، مارکسزم کی بات کرتے رہے ہیں جو پاکستانی عام فرد کے انداز فکر سے کہیں میل نہیں کھاتے۔ ان لوگوں اور این جی اوز کے میدان کار میں صرف وہی میدان ہیں جو انہیں باہر سے تفویض کر دیئے گئے ہیں۔ چائلڈ لیبر خواتین کے مخصوص

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایشوز، انسانی حقوق کے نام پر ہر اس فرد کی حمایت کرنا، جس کی سرپرستی ملک سے باہر ہوتی ہو اور جو مقامی نظریات کا باغی ہو، اسلام اور نظریہ پاکستان کے بارے میں معاندانہ رائے رکھتا ہو ۔اس طرح ہر وہ ایشو این جی اوز کا پسندیدہ ترین ایشو ہوتا ہے جو غیر ملکی طاقتوں اور بالخصوص امریکہ و برطانیہ کو مرغوب ہو۔ اسلامی نظریات کی بیخ کنی کرنا، عملی نفاذ کے راستے میں رکاوٹیں ڈالنا، براہ راست اور بالواسطہ پاکستان میں اسلام کو تنقید کا ہدف بنانا اور لوگوں کے ذہنوں کو الجھاؤ میں مبتلا کرنا، شرعی قوانین کو ظالمانہ اور انسانی حقوق کے خلاف گردانتا، اسی طرح مولوی اور ملا کی تضحیک کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دینا، پاکستان کے دفاع پروگرام کو فضول خرچی اور غیر ضروری قرار دینا پاکستان میں کام کرنے والے تمام این جی اوز خواتین پر ہونے والے مظالم ان کی دادرسی پر مظاہرے کرتی ہیں لیکن ان تنظیموں نے کشمیری خواتین کی عصمت دری، انسانی حقوق کی پامالیوں اور بچوں پر ہونے والے مظالم پر آواز نہ اٹھائی ہے۔ پاکستان میں کام کرنے والی ان تمام این جی اوز، جو غیر ملکی عطیات پر چل رہی ہیں کی یہ واضح اور مشترک شناخت ہے۔ ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان، عورت فاؤنڈیشن، شرکت گاہ، اے ایس آر وغیرہ۔ صوبائی دارالحکومت میں قائم اہم این جی اوز اہم ترین ہیں لیکن ان کے لٹریچر شائع شدہ مطبوعات میں کہیں کشمیر کے مظالم کی داستان نہیں ہے۔ ASR کی سربراہ نگہت سعید کی بنائی گئی کسی ڈاکومنٹری میں ان بچوں خواتین کو انسانیت سے مستثنیٰ سمجھتے ہوئے اہمیت ہی نہ دی اور اگر ان سے پوری نصف صدی سے پستے ہوئے بچے، عورتوں کے مسائل سے نظر اندازی، انسانی حقوق کی سفاکانہ خلاف ورزیوں پر خاموشی کا جواز معلوم کیا جائے تو جواب ملے گا۔ ہمارا دائرہ اختیار صرف پاکستان کے اندرونی مسائل تک محدود ہے گویا وہ اصل کام سے ہٹنا نہیں چاہتے۔ بالآخر عطیات فراہم کرنے والی ایجنسیوں کو جواب دینا ہے، یہی وجہ ہے کہ ایسی بہت سی تنظیموں نے اپنی رجسٹریشن سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ کے بجائے انڈسٹریز ڈیپارٹمنٹ کے تحت کروا رکھی ہے۔

غیر ملکی عطیات سے چلنے والی این جی اوز کی حیثیت ایک طرح سے بیرونی سفارتکاروں جیسی ہے جو ان کے موقف اور ایجنڈا پر عملدرآمد کرتی ہیں اور پاکستانی شہری کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حیثیت سے ان کی پہنچ ان حساس ایشوز تک ہوتی ہے جو ایک سفارتکار کی نہیں ہوسکتی۔ پرانے ادوار میں ایسے لوگوں کو جاگیریں عطا ہوتی تھیں، آج ان کو ڈالر، پاؤنڈ، ین مارک، یورو ہی نہیں بلکہ سیاسی پناہ اور عالمی سطح پر وی آئی پی پروٹوکول بھی حاصل ہوتا ہے۔

ان تنظیموں کی آنکھوں پر غیر ملکی اداروں کی پسند کے رنگ کے چشمے لگے ہوتے ہیں ،جس میں انہیں ہر چیز اسی رنگ کی نظر آتی ہے جیسے ان کے پالنہار اس کو دیکھتے ہیں۔ پاکستان کا جوہری پروگرام ہو یا کشمیر کی پالیسی، ان کا طرز عمل اپنی ڈونر ایجنسیوں کا ہوگا۔ پاکستان کے سیاسی مسائل ہوں یا مذہبی، ان تنظیموں کا نظریہ ہمیشہ غیر ملکی نظریات سیکولر سوچ کا حامل ہوگا۔ حتی کہ قادیانی تحریک، توہین رسالت، 15 ویں ترمیم جیسے حساس ایشوز پر بھی این جی اوز غیر ذمہ دارانہ رویہ دکھاتے ہوئے بیرونی تحفظات کیلئے آواز بلند کرتی ہیں۔ این جی اوز نے پاکستانی معاشرے میں خاندانی نظام کا شیرازہ بکھیرنے میں بھی کوئی کسر نہ اٹھا رکھی، این جی اوز کی سربراہان وہ بیگمات ہیں جو جاگیردارانہ پس منظر رکھنے والے خواتین سرمایہ داروں کی بیگمات سول اور ملٹری افسران کی بیگمات خصوصی طور پر شامل ہیں جو بیش بہا قیمتی کپڑوں، زیورات میں ملبوس ایئر کنڈیشنڈ کمروں میں بیٹھ کر خواتین کے حقوق اور مظلوم ازواجی زندگی کے حل ڈھونڈتی ہیں، بھول جاتی ہیں کہ مغربی معاشرے کے برعکس اسلام نے عورت کو مرد کی بدولت عزت و ناموس کا پیکر بنایا ہے۔ مراعات یافتہ طبقے کی یہ بیگمات حدود اسلامی قوانین دیت اور حجاب کی مخالفت کرتی ہیں، ازواجی زندگی کو عورت کا استحصال گردانتی ہیں۔

اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کا شور بپا کرنے والی تنظیمیں قائداعظم کے اقتباسات کا حوالہ دیتی ہیں لیکن کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے، یہ کسی این جی او کی نظر سے نہیں گزرا۔ مقبوضہ کشمیر میں ہزاروں بچیوں اور عورتوں کی بھارتی فوج کے ہاتھوں پامال ہوئی عزت یقیناً ان کے نزدیک انسانی حقوق اور عورتوں کی تذلیل کے منافی نہیں ہے۔ پاکستان ہونے والے ایٹمی دھماکے پر مصروف سماجی کارکن حنا جیلانی نے اپنے ماہنامے میں ایٹمی بم پر ایک باریش مولوی کو بیٹھے ہوئے دکھایا اور ایٹمی دھماکے کی مخالفت کی۔ صدائے آدم کی ایڈیٹر اور ایڈیٹوریل بورڈ شاید

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حقیقت سے واقف ہی نہ تھا کہ پاکستان سے پہلے کئی ممالک حتی کہ عالمی حقوق کا چیمپئن امریکہ انسانیت کے دلخراش واقعات ہیروشیما اور ناگاساکی میں کر چکا ہے اور پاکستان کو اپنی سالمیت کیلئے عالمی نظریے "توازن طاقت" کے مطابق خود کو محفوظ کرنا ضروری تھا۔ اگر یہ ایٹم بم اتنا ہی قابل نفرت اور قابل مذمت ہے تو امریکہ کا پینٹاگان اسرائیل کا ایٹمی پلانٹ، قابل مذمت کیوں نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

این جی اوز کو پیسہ کہاں سے ملتا ہے؟

پاکستان میں این جی اوز پر عام طور پر مغربی ایجنڈے کو آگے بڑھانے سے لیکر امدادی رقم ہڑپ کرنے تک کے الزامات لگائے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی این جی اوز کیخلاف الزامات کی ایک طویل فہرست ہے جس کا جواب دینے سے این جی اوز کے ذمہ داران کتراتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ این جی اوز کی سرگرمیوں کے بارے میں عوام میں جو شکوک و شبہات پائے جاتے ہیں وہ آج تک دور نہیں ہو سکے۔

این جی اوز پر عمومی طور پر اس قسم کے الزامات لگائے جاتے ہیں۔

این جی اوز بیرونی قوتوں کے ایماء پر کام کر رہی ہیں۔ این جی اوز بنانے کا مقصد صرف امداد بٹورنا ہے۔ این جی اوز ملک کو مغربی طرز پر سول سوسائٹی کی طرف لیجانا چاہتی ہیں۔ تاہم ان الزامات کے حوالے سے این جی اوز کا موقف ہمیشہ یہی رہا ہے کہ این جی اوز عوام کے بنیادی مسائل کا تدارک کر رہی ہیں۔ این جی اوز کے حوالے سے جو شواہد موجود ہیں ان سے یہ بات تو ثابت ہوتی ہے کہ بعض این جی اوز بیرونی قوتوں کے ایماء پر کام کر رہی ہیں اور وہ یہاں سے خودساختہ رپورٹیں بنا کر عالمی تنظیموں اداروں اور ملکوں کو بھیجتی ہیں۔ کروڑوں کے فنڈز بٹورنے والی این جی اوز کو ''لائن آف ایکشن'' باہر سے ملتا ہے۔ جہاں تک این جی اوز کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوالے سے امداد بٹورنے کا تعلق ہے تو اس امر کی شہادت اس بات سے ملتی ہے کہ این جی اوز آڈٹ کروانے سے احتراز کرتی ہیں۔ سرکاری اعداد وشمار کے مطابق تین سال قبل تک 12 ہزار سے زائد این جی اوز میں سے صرف تین این جی اوز ایسی تھیں جنہوں نے اپنے حسابات کا آڈٹ کرایا تھا۔ این جی اوز کیخلاف دستیاب شواہد سے یہ بات تو بڑی حد تک واضح ہوتی ہے کہ اس وقت بااثر این جی اوز پاکستانی معاشرے کو مغربی طرز کی سوسائٹی میں بدلنے کے لئے کوشاں ہیں اور ان کے اہداف اور میدان میں کام کرنے کا طریقہ کار مغربی طرز کی این جی اوز پر ہے اور ان کا چارٹر آف ڈیمانڈ مغرب کے تصور پر ہی نہیں ہے اور مغربی قوتیں اس بناء پر انہیں امداد فراہم کرتی ہیں۔

این جی اوز کو پیسہ کون دیتا ہے؟ اور کس مقصد کے لئے دیتا ہے؟ یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا جواب دینے سے این جی اوز ہمیشہ کتراتی ہیں۔ یہاں پہلے یہ امر بھی قابل غور ہے کہ تمام این جی اوز کسی خاص ایجنڈے یا محض پیسے بٹورنے کے لئے کام نہیں کر رہیں بعض بڑی اور اچھی ساکھ کی حامل این جی اوز کا مقصد اور ہدف عوام کے بنیادی مسائل کا تدارک بھی ہے لیکن ایسی این جی اوز کی تعداد انگلیوں پر گنی جا سکتی ہے۔ اس وقت ملک بھر میں تعلیم' زراعت' صحت' ماحولیات' غربت کے خاتمے' انسانی حقوق' چائلڈ لیبر' خواتین کے حقوق اور اقلیتوں کے حقوق کے حوالے سے چار ہزار کے قریب بڑی اور فعال این جی اوز کام کر رہی ہیں۔ تعلیم کے شعبے میں پنجاب میں 209 سندھ میں 110' سرحد میں 44' بلوچستان میں 32' زراعت کے شعبے میں پنجاب میں 125' سندھ میں 57' سرحد میں 19' بلوچستان میں 7' صحت کے شعبے میں پنجاب میں 289' سندھ میں 157' سرحد میں 77' بلوچستان میں 31 اور ماحولیات کے حوالے سے پنجاب میں 28' سندھ میں 17' سرحد میں 27 اور بلوچستان میں 9 این جی اوز کام کر رہی ہیں۔ غربت کے خاتمے کے حوالے سے پنجاب میں 105' سندھ میں 91' سرحد میں 46' بلوچستان میں 37' این جی اوز کام کر رہی ہیں۔ انسانی حقوق کے حوالے سے پنجاب' سندھ' سرحد اور بلوچستان میں بالترتیب 454' 139' 62 اور 58 این جی اوز' چائلڈ لیبر کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوالے سے پنجاب میں 302 ' سندھ میں 107 ' سرحد میں 29 اور بلوچستان میں 8 ' خواتین کے حقوق کے حوالے سے پنجاب میں 101 ' سندھ میں 87 ' سرحد میں 33 ' بلوچستان میں 11 اور اقلیتوں کے حقوق کے حوالے سے پنجاب میں 607 ' سندھ میں 201 ' سرحد میں 87 اور بلوچستان میں 17 این جی اوز مصروف عمل ہیں۔ اس طرح پنجاب میں فعال اور بڑی این جی اوز کی تعداد 2225 ' سندھ میں 966 ' سرحد میں 424 ' اور بلوچستان میں 210 ہے۔ ان این جی اوز کو 42 سے زائد بین الاقوامی ادارے' ممالک اور تنظیمیں فنڈز مہیا کر رہی ہیں۔ ان فنڈز دینے والے اداروں اور ممالک سے پہلے یہ بتا دینا ضروری ہے کہ اس وقت دنیا میں این جی اوز کو امداد فراہم کرنے والے چار قسم کے ادارے کام کر رہے ہیں۔

1۔ سفارت خانے اور ہائی کمیشن

2۔ اقوام متحدہ کے تحت کام کرنیوالی "ڈونر" تنظیمیں۔

3۔ دوطرفہ امداد دینے والے (Bilateral Donors)

4۔ بین الاقوامی این جی اوز' ایجنسیاں اور سپورٹ آرگنائزیشن۔ اقوام متحدہ کے تحت کام کرنیوالی تنظیمیں ایسی این جی اوز کو امداد فراہم کرتی ہیں جو اقوام متحدہ کے منظور کردہ انسانی حقوق کے چارٹر کے تحت کام کر رہی ہوں۔ یونیسف' یونیسکو' انٹرنیشنل لیبر آرگنائزیشن اقوام متحدہ کے اہم امدادی ادارے ہیں جو پاکستان میں بعض این جی اوز کو فنڈز مہیا کرتے ہیں۔ "BILATERAL DONORS" میں عالمی مالیاتی ادارے اور تنظیمیں شامل ہیں جو اپنے ذرائع سے یا دیگر ممالک کے تعاون سے پسماندہ اور ترقی پذیر ممالک کو اور این جی اوز کو فنڈز مہیا کرتے ہیں۔ بین الاقوامی این جی اوز' ایجنسیاں اور سپورٹ آرگنائزیشن ملٹی نیشنل کمپنیوں اور مخیر حضرات کے تعاون سے چلتی ہیں اور یہ مختلف ممالک میں ایسی این جی اوز کو امداد فراہم کرتی ہیں جو ان کے مقاصد کے تحت کام کرتی ہیں۔ سفارت خانے اور ہائی کمیشن اپنے ملک کے مفادات اور کلچر کے فروغ کے لئے این جی اوز کو امداد فراہم کرتے ہیں۔ سفارت خانے اور ہائی کمیشن اس ملک کے سیاسی حالات پر کنٹرول کرنے کے لے باقاعدہ ایک سسٹم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترتیب دیتے ہیں اور اس سلسلے میں مختلف این جی اوز سے کام لیا جاتا ہے۔ پاکستان میں این جی اوز انہی چار قسم کے اداروں کے تعاون سے اپنا سیٹ اپ چلائے ہوئے ہیں اور ان کے متعین کردہ دائرے میں رہ کر ہی کام کر رہی ہیں۔

ان این جی اوز کو جہاں جہاں سے امداد ملتی ہے ان کے نام یہ ہیں۔

1۔ ایکشن ایڈ 2۔ آغا خان فاؤنڈیشن 3۔ ایشین ڈویلپمنٹ بنک' 4۔ آسٹریلین ایجنسی فار انٹرنیشنل ڈویلپمنٹ 5۔ آسٹریلین ہائی کمیشن 6۔ کینیڈین انٹرنیشنل ڈویلپمنٹ ایجنسی 7۔ کیتھولک ریلیف سروس' 8۔ چرچ ورلڈ سروس 9۔ کمیشن آف یورپین کمیونٹی 10۔ ڈیپارٹمنٹ فار انٹرنیشنل ڈویلپمنٹ 11۔ ایمبیسی آف جاپان 12۔ فوڈ اینڈ ایگریکلچر آرگنائزیشن' 13۔ فریڈرک ایبرٹ سٹفٹنگ 14۔ فریڈرک نومان فاؤنڈیشن 15۔ ہینس سیڈل فاؤنڈیشن 16۔ ہینرک بال فاؤنڈیشن' 17۔ انٹرنیشنل لیبر آرگنائزیشن 18 جاپان انٹرنیشنل کوآپریشن ایجنسی 19 نیدر لینڈز آرگنائزیشن فار انٹرنیشنل ڈویلپمنٹ آرگنائزیشن 20 آکسفورڈ کمیٹی فار فیمن ریلیف 21 پاکستان پاورٹی ایلی ویشن فنڈ 22 پلان انٹرنیشنل 23 سیو دی چلڈرن یو کے 24 سوشل ایکشن پروگرام 25 ساؤتھ ایشیا پارٹنرشپ پاکستان (سیپ) 26 سوئس ایجنسی فار ڈویلپمنٹ اینڈ کوآپریشن 27 سوئس این جی او پروگرام آفس' 28 دی ایشیا فاؤنڈیشن 29 دی جرمن ایجنسی فار ٹیکنیکل کوآپریشن 30 دی اوورسیز کوآپریشن فنڈ آف جاپان 31 دی رائل نیدر لینڈز ایمبسی 32 ورلڈ بنک 33 ٹرسٹ فار والینٹری آرگنائزیشنز 34 یونائٹڈ نیشنز ڈویلپمنٹ پروگرام (UNDP)35 یونائٹڈ نیشنز ایجوکیشنل سائنٹفک کلچرل آرگنائزیشن (یونیسکو) 36 یونائٹڈ نیشنز انٹرنیشنل ڈرگ کنٹرول پروگرام (UNDCP)37 یونائٹڈ نیشنز پاپولیشن فنڈ 38 ورلڈ فوڈ پروگرام 39 ورلڈ وائیڈ فنڈ 40 اسسٹنٹس بیورو 41 عالمی ادارہ صحت۔ یہ ادارے این جی اوز کو فنڈز کس مقصد کے لئے دیتے ہیں؟ یہ وہ اہم سوال ہے جس کا جواب دینے سے این جی اوز کے کرتا دھرتا افراد گھبراتے ہیں۔ بظاہر تو کوئی این جی او جس شعبے میں بھی کام کر رہی ہے اس کا مقصد فلاحی بتایا جاتا ہے لیکن پس پردہ مقاصد کچھ اور ہوتے ہیں۔ اس بات کا پتہ این جی اوز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے افراد کو بھی نہیں چلتا کہ انہیں کس خوبصورتی سے استعمال کیا جا رہا ہے۔ انسانی حقوق پر کام کرنیوالی تنظیمیں پاکستان کے حالات کی جو رپورٹیں بنا کر باہر بھجواتی ہیں ان میں بہت سی خودساختہ باتیں لکھی ہوتی ہیں۔ ان رپورٹوں کی بنیاد پر بعدازاں مغربی ممالک پاکستان کے لئے پریشانیاں اور مسائل پیدا کرتے ہیں۔ پاکستان پر انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کا الزام عائد کر کے دنیا بھر میں بدنام کیا جاتا ہے۔ پاکستان کے حالات کی خودساختہ تصور پیش کرنے پر مغربی ممالک کی طرف سے این جی اوز کو کروڑوں کے فنڈز مل جاتے ہیں۔ اور پھر نئی سائٹس آف ایکشن کے مطابق این جی اوز نیا کام شروع کر دیتی ہیں۔ ایسی طرح ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن اور اس کے تحت کام کرنیوالی تنظیمیں اور ادارے ملٹی نیشنل کمپنیوں کے تعاون سے پسماندہ اور ترقی پذیر ممالک کی صنعت اور زراعت پر اثرانداز ہوتی ہیں اور اپنی مصنوعات کی مارکیٹ بنانے کے لئے مختلف حربے استعمال کرتی ہیں۔ زراعت کے شعبے میں کام کرنیوالی این جی اوز مخصوص ملٹی نیشنل کمپنیوں کے بیجوں اور کیڑے مار ادویات کی تشہیر اور فروخت کرتی ہیں۔ یہی حال صحت کے شعبے میں کام کرنیوالی این جی اوز کا ہے جو مخصوص ادویہ ساز عالمی اداروں کے ایماء پر کام کر رہی ہیں اور ان کی ادویات کو فروغ دے رہی ہیں۔

پاکستان میں ہی نہیں بلکہ دوسرے ملکوں میں بھی اب یہ بحث چل نکلی ہے کہ مغربی این جی اوز پسماندہ اور ترقی پذیر ممالک میں اپنے اپنے مقاصد کے تحت کام کر رہی ہیں۔ یہ خیال بھی اب عام ہو گیا ہے کہ یہ ادارے پسماندہ اور ترقی پذیر ممالک کی معیشت کو اپنے کنٹرول میں رکھنا چاہتے ہیں اور انہیں قرضوں کے چکر میں پھنسا کر ان ممالک کی ترقی کی رفتار کو حسب ضرورت سست یا تیز کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور اس مقصد کے لئے وہ این جی اوز کو استعمال کرتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آغا خان فاؤنڈیشن کو مالی معاونت فراہم کرنے والے ملکی وغیر ملکی ادارے وتنظیمیں

افریقن میڈیکل اینڈ ریسرچ فاؤنڈیشن (REF)

البرٹا ایڈ

ایپل کارپوریشن

اپروپریئیٹ ہیلتھ ریسورسز اینڈ ٹیکنیکل ایڈوائزری گروپ

اسسٹنس میڈیکا اوبل انٹرنیشنل (AMI)

بارناڈوس

برٹس کونسل

کیسی سینٹریل ڈی ڈویلپمنٹ اکنامک

کینیڈین انٹرنیشنل ڈویلپمنٹ ایجنسی (CIDA)

کینیڈین آفس فار ڈویلپمنٹ تھرو ایجوکیشن (CODE)

سینٹر فار ہیلتھ ایجوکیشن ٹریننگ اینڈ نیوٹریشن اویئرنیس (CHETNA)

چیریٹی پروجیکٹس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چائلڈ ٹو چائلڈ ٹرسٹ (انسٹیٹیوٹ آف ایجوکیشن، لندن)

کمیشن آف دی یورپین کمیونٹیز

کامن ویلتھ ڈویلپمنٹ کارپوریشن

کوآپریٹو فار امریکن ریلیف ایوری ویئر (CARE)

کنسلٹیٹو گروپ آف آن آرکی چائلڈ ہڈ کیئر اینڈ ڈویلپمنٹ (CGCCD)

ڈوئچے (DEG)

جرمن تنظیم (DGFT)

نیدر لینڈ فنانسر نگز

ہالینڈ کی تنظیم (FMO)

فورڈ فاؤنڈیشن

گیٹی ٹرسٹ

گورنمنٹ آف گجرات

گورنمنٹ آف انڈیا

گورنمنٹ آف جاپان

گورنمنٹ آف کینیا

گورنمنٹ آف نیدر لینڈ

گورنمنٹ آف پاکستان

گورنمنٹ آف تنزانیہ

گورنمنٹ آف یوگنڈا

گلبنکین فاؤنڈیشن

ہارورڈ یونیورسٹی

ہائیفر انٹرنیشنل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہائی اسکوپ ایجوکیشن ریسرچ فاؤنڈیشن

انسٹیٹیوٹ آف چائلڈ ہیلتھ، یونیورسٹی آف لندن

انسٹیٹیوٹ آف ڈویلپمنٹ اسٹڈیز، سیکس یونیورسٹی

انٹر چرچ کوآرڈینیشن کمیٹی فار ڈویلپمنٹ

انٹرنیشنل سینٹر فار ڈائریل ڈیسیز ریسرچ (ICDDR)

انٹرنیشنل سینٹر فار انٹیگریٹڈ ماؤنٹین ڈویلپمنٹ (ICIMOD)

انٹرنیشنل چائلڈ ہیلتھ فاؤنڈیشن (ICHF)

انٹرنیشنل ڈویلپمنٹ ریسرچ سنٹر (IDRC)

انٹرنیشنل فنانس کارپوریشن (IFE)

انٹرنیشنل اری گیشن مینجمنٹ انسٹیٹیوٹ (IIMI)

انٹرنیشنل یونین فار دی کنزرویشن آف نیچر اینڈ نیچرل ریسورسز

انویسٹرز ان انڈسٹری

کونراڈ ایڈینار فاؤنڈیشن

لوسوامریکانو فاؤنڈیشن

میساچوسٹس انسٹیٹیوٹ آف ٹیکنالوجی

میکگل یونیورسٹی

میکماسٹر یونیورسٹی

میزیریئور

نیشنل انسٹیٹیوٹ آف ہیلتھ۔ امریکہ

ناویب (NOVIB)

نارویجن ایجنسی فار انٹرنیشنل ڈویلپمنٹ (NORAD)

اوورسیز ڈویلپمنٹ ایڈمنسٹریشن (ODA) یوکے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آکسفورڈ یونیورسٹی

آکسفام (OXFAM)

پیئو چیریٹیل ٹرسٹس

پی ایچ ایس آپریشن ریسرچ (PRICOR)

پروگرام فار ایپراپریئیٹ ٹیکنالوجیز ان ہیلتھ (PATH)

راک فیلر فاؤنڈیشن

ساؤتھ ایشیاء پارٹنر شپ

سوئس ایڈ

یونیسکو

یونیسف

یونائیٹڈ اسٹیٹس ایجنسی فار انٹرنیشنل ڈویلپمنٹ (USAID)

یونیورسٹی آف ٹورنٹو

والینٹیری آرگنائزیشنز لائون کونسل فار انڈر فائیوز VOLCUF

والینٹیر ز ٹیکنیکل اسسٹنس (VITA)

ویزاک انٹرنیشنل

ویمن ایڈ

ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن (WHO)

☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

سیاسی اور اہم شخصیات کی این جی اوز

کسی کاز کیلئے مثبت اور تعمیری فکر وعمل کے ایجنڈے کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کیلئے کسی ادارے یا پلیٹ فارم کے تحت منظم کوششوں کا عمل ایک اچھی این جی او کا آئینہ دار ہے۔ یورپ کے سماجی و معاشرتی ڈھانچے میں سیاسی جماعتوں سے زیادہ این جی اوز کی جڑیں عوام میں مضبوط ہیں جو پریشر گروپ کے طور پر استعمال ہوتی ہیں۔ اگر یورپی ممالک میں کوئی این جی او اس نتیجہ پر پہنچے کہ فلاں کمپنی کی پراڈکٹ یا اشیاء حفظانِ صحت کے اصولوں کے منافی ہے اور اس سے انسانی جانوں کو خطرہ ہے اور وہ این جی او اس پراڈکٹ یا کمپنی کا بائیکاٹ کر دے تو اس کے زیر اثر علاقوں میں ٹارگٹ بننے والی کمپنی کا مکمل طور پر صفایا ہو جاتا ہے۔ ترقی یافتہ ممالک میں این جی اوز کے کردار کو دیکھتے ہوئے بڑی سیاسی جماعتیں بھی این جی اوز کی ہی مرہونِ منت ہوتی ہیں۔ یوں تو مغربی ممالک میں عموماً این جی اوز بارے تاثر اور فضا مثبت ہے۔ اسی لئے مغربی ممالک سے متاثر ہونے والے لوگ بھی این جی اوز سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

تاہم جوں جوں مغرب زدہ لوگوں نے این جی اوز کے نام پر ''کارروائیاں'' ڈالنا شروع کیں تو این جی اوز بارے تاثر اور رائے تبدیل ہونا شروع ہو گئی۔ خاص طور پر جب سیاسی لوگوں نے این جی اوز کے نام پر لوٹ مار کی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیاستدانوں، وفاقی وصوبائی سطح پر خواتین سمیت بیوروکریٹوں اور امیر بیگمات کا اہم ترین مشغلہ این جی اوز بنا کر عوام کی ''خدمت'' کرنا رہ گیا ہے۔ نامور خواتین میں سابق وفاقی وزیر عطیہ عنایت اللہ' وفاقی وزیر تعلیم زبیدہ جلال' صوبائی وزیر شاہین عتیق الرحمٰن' شہناز وزیر علی ایم این اے' فرح پرویز صالح' منیزہ ہاشمی' عاصمہ جہانگیر' سابق وفاقی وزیر عابدہ حسین' ڈاکٹر فرزانہ نذیر ایم این اے' ڈاکٹر فردوس عاشق اعوان ایم این اے بھی مختلف این جی اوز سے وابستہ ہیں۔ سابقہ وفاقی وزیر ڈاکٹر عطیہ عنایت اللہ خاندانی منصوبہ بندی کے شعبے میں سب سے زیادہ بجٹ والی این جی او فیملی پلاننگ ایسوسی ایشن آف پاکستان چلاتی ہیں۔ وفاقی وزیر تعلیم زبیدہ جلال بلوچستان میں تعلیم کے شعبے میں کام کرنے والی بڑی این جی او کی چیئر پرسن ہیں۔ صوبائی وزیر تعلیم شاہین عتیق الرحمٰن کی این جی او ''بنیاد'' صوبے بھر میں غیر رسمی تعلیم کیلئے بچوں کے سکول چلاتی ہے۔ جسٹس (ر) ملک قیوم کی اہلیہ رخسانہ قیوم کی این جی او ''باجی'' ہے' عاصمہ جہانگیر اور حنا جیلانی قانونی خدمات فراہم کرتی ہیں۔ ان کی این جی او ''دستک'' ہے۔ سابق وفاقی وزیر اور موجودہ ایم این اے شہناز وزیر علی بھی این جی او کی ڈائریکٹر ہیں۔ ''عورت فاؤنڈیشن'' کی ڈائریکٹر نگار احمد کی والدہ وفاقی سیکرٹری وومن ڈویژن تھیں۔ ''اثر'' این جی او کی ڈائریکٹر نگہت سعید ایک جرنیل کی صاحبزادی ہیں۔ ڈاکٹر عطیہ عنایت اللہ کی بہن ثریا انور این جی او ''ایس او ایس ولیج'' چلا رہی ہیں۔ پیپلز پارٹی کے رہنما پرویز صالح کی اہلیہ فرح پرویز صالح سٹیزن فار ہیومن ڈویلپمنٹ اور سابق وفاقی وزیر سینیٹر ایس ایم ظفر کی صاحبزادی روشانے ظفر کشف فاؤنڈیشن' ڈائریکٹر پی ٹی وی منیزہ ہاشمی وومن اِن میڈیا' ڈاکٹر عطیہ عنایت اللہ کے شوہر عنایت فاؤنڈیشن کے نام سے این جی او چلا رہے ہیں۔ اسی طرح متعدد نامی گرامی شخصیات اور ارکان پارلیمنٹ بالواسطہ یا بلاواسطہ طور پر این جی اوز کے ساتھ وابستہ ہیں۔ عمران خان' سینیٹر ایس ایم ظفر' وزیر خارجہ خورشید قصوری' سابق وزیر اعظم معراج خالد (مرحوم)' سابق گورنر حکیم سعید (مرحوم) نے ''ہمدرد'' جیسا لافانی ادارہ بنایا۔ مرزا اسلم بیگ نے ریٹائر ہونے کے بعد ''فرینڈز'' کے نام پر این جی اوز بنائی۔ حمید گل' جنرل نصیر اختر' جنرل توقیر ضیا' جنرل محمود

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حسین، جنرل شفقات، سابق گورنر غلام جیلانی، میجر (ر) رشید وڑائچ بھی این جی اوز سے وابستہ رہے ہیں۔ معذور بچوں کی تنظیم لائف کیئر سینٹر کے سرپرست اعلیٰ لیفٹیننٹ جنرل ضرار عظیم ہیں۔ سابق وفاقی وزیر مشیر علی محمد خواجہ اسلامک الائنس ٹرسٹ کے سرپرست اعلیٰ ہیں۔ جسٹس نسیم حسین شاہ، خالد رانجھا، ڈاکٹر باسط، جسٹس قیوم، جسٹس ظفر پاشا چودھری نامور قانون دان اور وکلا کا بھی این جی اوز سے ناطہ ہے۔ چونکہ کاغذی این جی اوز کی تعداد بہت زیادہ ہیں اور انہوں نے مفادات حاصل کرنے کیلئے عوامی سطح پر بہت زیادہ فراڈ کئے ہیں۔ اس کے علاوہ متعدد این جی اوز نے غیر ملکی ایجنڈے کی تکمیل میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اس لئے بھی ان کی مغرب نواز پالیسیوں کی وجہ سے عوام میں ان کا تاثر اور ساکھ بہت متاثر ہوئی ہے اس پورے تناظر میں لفظ ''این جی او'' بہت بدنام ہوا ہے۔ ورنہ تو معنویت کے اعتبار سے مذہبی اور دینی جماعتوں کے زیر سایہ کام کرنے والے تمام مدارس مثلاً جامعہ نعیمیہ، جامعہ اشرفیہ، منہاج القرآن انسٹی ٹیوٹ، قرآن آسان تحریک وغیرہ بھی این جی اوز کی تعریف کی مد میں آتے ہیں۔ مختلف طبقہ فکر کے لوگوں نے فلاحی کاموں کے حوالے سے لازوال کارنامے انجام دیئے، حکیم سعید شہید کی این جی او ''ہمدرد'' کا تحقیقاتی کام پاکستان کا قابلِ فخر اثاثہ ہے۔ لاہور میں بڑے بڑے ادارے گنگا رام ہسپتال، دیال سنگھ کالج، کنیئرڈ کالج، میو ہسپتال، شوکت خانم ہسپتال، ثریا عظیم ہسپتال، شالامار ہسپتال، جلال دین وقف ہسپتال، منشی ہسپتال، الخیر سوسائٹی کی درجنوں ڈسپنسریاں، شیڈ تنظیم کے میڈیکل کیمپ اور صحت و تعلیم کے حوالے سے متعدد این جی اوز اور شخصیات کا کردار ناقابل فراموش ہے۔

فلاح و بہبود کے نام پر فنڈز لینے والی این جی اوز کی فہرست طویل ترین ہے جبکہ موجودہ حکومت کی پالیسیوں میں ایک پالیسی یہ بھی ہے کہ جتنی رہائشی سکیمیں بن رہی ہیں۔ ان میں نئے سکول نہیں بنائے جارہے بلکہ این جی اوز کو پلاٹ دیئے جارہے ہیں جو انہیں کمرشل بنیادوں پر اپنی مدد آپ کے تحت چلائیں گے لیکن 80 فیصد پلاٹ سیاسی رشوت کے طور پر دیئے جاتے ہیں اور پلاٹوں کو اصل مقاصد سے ہٹ کر استعمال کیا جاتا ہے۔ پنجاب یونیورسٹی کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شعبہ صحافت کے پروفیسر ڈاکٹر اے آر خالد کی سربراہی میں ایک سروے کیا گیا جس کے تحت این جی اوز کو 40 فیصد عطیات بین الاقوامی اداروں کی طرف سے 30 فیصد عطیات کثیرالجہتی اداروں کی طرف سے اور دس فیصد عطیات مختلف سفارتخانوں کی طرف سے جاری ہوتے ہیں۔ سروے میں بتایا گیا کہ پنجاب کی ساڑھے چار ہزار این جی اوز' سندھ کی 3301' سرحد کی 309' بلوچستان کی 286 اور آزاد کشمیر میں 92 این جی اوز ایسی ہیں جو اپنے منشور اور وعدوں کے مطابق کسی فلاحی کام میں حصہ نہیں لیتیں بلکہ ان کا مقصد رقم بٹورنا ہے۔ اکثر تنظیمیں صحت' تعلیم' بچوں' بالخصوص معذور بچوں اور افراد کی امداد کیلئے ہیں لیکن حقیقی طور پر کہیں کام ہوتا نظر نہیں آتا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ غیر ملکی اشاروں پر کام کرنے والی این جی اوز کو پوری طرح بے نقاب کیا جائے اور آئندہ کیلئے ایسے اداروں کی حرکات پر کڑی نظر رکھی جائے۔ کیونکہ بعض این جی اوز کے بارے میں یہ تاثر ہے کہ وہ ایسٹ انڈیا کمپنی کی طرز پر کام کر رہی ہیں۔ خاص طور پر موجودہ دور میں جب سے نصاب تعلیم کے حوالے سے ایک این جی او سوشل ڈویلپمنٹ پالیسی انسٹی ٹیوٹ کی رپورٹ منظر عام پر آنے اور قرآنی آیات کو حذف کرنے کرنے سے لے کر نصاب تعلیم میں تبدیلیوں کے حوالے تک حکومتی اقدامات کے بعد این جی اوز کا کردار پھر موضوع بحث بن چکا ہے۔

این جی اوز کو پہلی بار نواز شریف کے دوسرے دور میں اس وقت کے صوبائی وزیر بیت المال وسماجی بہبود وترقی خواتین پیر بنیامین رضوی نے بے نقاب کیا۔ انہوں نے ایک طویل عرصہ چھان بین کے بعد سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ کے تحت رجسٹر ہونے والی 5967 این جی اوز میں سے 1941 کی رجسٹریشن مجوزہ قانون کی شق نمبر 10 کے تحت منسوخ کر کے ان کے اکاؤنٹس منجمد اور اثاثے قبضے میں لے لئے۔ اور ان اثاثوں کو قریبی علاقوں میں نیک اور اچھی شہرت کی حامل این جی اوز میں تقسیم کر دیا گیا۔ 5967 این جی اوز میں سے 944 این جی اوز نے تین ماہ کا وقت لیا لیکن نواز شریف کی حکومت کا تختہ الٹ دیا گیا اور بوگس این جی اوز کے خلاف ہونیوالی کارروائیاں درمیان میں ہی رک گئیں۔ چونکہ ہمارے ملک میں این جی اوز کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عوام کے فلاحی منصوبوں پر کم اور نظریاتی مذہبی اور مشنری جذبوں کے تحت زیادہ چلانے کی کوشش کی گئی ہے اور سیاسی شخصیات کی ایک بڑی تعداد این جی اوز کے ساتھ وابستہ ہونے اور این جی اوز کو فلاحی اور ترقیاتی فنڈز کے نام پر "سیاسی رشوت" دینے کے بعد اکثریت کا کردار مشکوک ہو گیا ہے۔ مذہبی تعلیم اور فہم القرآن کے حوالے سے جماعت اسلامی کی تنظیمات، جماعت اہلسنت، تنظیم مشائخ عظام، جمعیت علمائے اسلام، جمعیت علمائے پاکستان، جماعت اہلحدیث، تنظیم اسلامی، مجلس التحقیق الاسلامی اور ان کے تحت کام کرنے والے اداروں اور تنظیمات کا کردار قابل ستائش ہے۔ گو کہ اب بڑی تعداد میں ایسی این جی اوز بھی کام کر رہی ہیں جن کا مقصد امریکی ایجنڈے کی تکمیل ہے اور محض غیر ملکی آقاؤں کی خوشنودی اور اس کے ذریعے فنڈز اور مفادات کا حصول ہے۔ ہمیشہ پس پردہ رہ کر کام کرتی رہی ہیں لیکن مشرف حکومت میں انہیں کھل کر کام کرنے کا موقع ملا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ مشنری جذبے کے تحت کام کرنے والی این جی اوز اور ملکی مفادات کے برخلاف کام کرنے والی این جی اوز کی تفریق کی جائے۔ ان این جی اوز کو غیر ملکی استعمار اپنے مقاصد کیلئے آسانی سے استعمال کرتے ہیں اور غیر معروف این جی اوز غیر ممالک کے اداروں کے ساتھ وابستہ ہو کر اپنی بقا کی جنگ لڑتی ہیں۔ دونوں صورتوں میں نقصان عوام اور ملک کا ہوتا ہے، حکومت کو این جی اوز کی بنیادی اساس اور فکر کی راہیں متعین کر کے بے راہ روی کی شکار این جی اوز کا علاج فوراً کرنا چاہیے۔ قبل اس کے کہ وہ "ناسور" نہ بن جائیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیت المال سے فنڈز لینے کون لیتا رہا؟

اہم این جی اوز کے ناموں کا پوسٹ مارٹم

1990ء سے لیکر 31 دسمبر 1996ء تک بیت المال سے کروڑوں روپے کی خطیر رقوم این جی اوز کے نام پر دی گئیں۔ رقوم لینے والوں میں درجنوں بیگمات اور شخصیات شامل ہیں۔ 31 دسمبر 1996ء تک 70 این جی اوز کے نام پر صرف ضلع لاہور میں 2 کروڑ 48 لاکھ 45 ہزار روپے نکلوائے گئے۔ سابق وزیر اعلیٰ منظور وٹو نے صرف ڈیڑھ ماہ میں ایک کروڑ 91 لاکھ 45 ہزار روپے پنجاب بیت المال اور ڈسٹرکٹ بیت المال کمیٹی لاہور سے کاغذی این جی اوز کو جاری کئے۔ غرباء کے اس مال پر ایس ایم بشیر کے ذریعہ لوٹ مار کی گئی۔ ایس ایم بشیر نے 22 جون 93ء کو ماڈل سوشل ویلفیئر ایسوسی ایشن جو صرف کاغذی ایسوسی ایشن تھی اپنی بیوی مسز حلیمہ بشیر کے نام پر 15 لاکھ نکلوائے۔ عمران خان نے شوکت خانم ہسپتال کے نام پر 27 لاکھ روپے' مسز محمود حامد نے 3 لاکھ' سلمیٰ فاروقی نے 6 لاکھ' مسز نوشیر نے ایک لاکھ' ڈاکٹر فہمیدہ ملک نے 10 لاکھ' بیگم ایم ایچ شیرازی نے 5 لاکھ' بیگم ممتاز کرامت نے 5 لاکھ' مسز ثریا انور نے 2 لاکھ' مسز مزمل نے 3 لاکھ' جاوید شاہین نے 4 لاکھ' جسٹس (ر) سی اے رحمان نے 2 لاکھ' ڈاکٹر نسیم خواجہ نے 2 لاکھ مسز رضیہ شیخ نے ڈھائی لاکھ' مسز ایس کے جان نے 3 لاکھ' ثناء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ خان نے 3 لاکھ نکلوائے۔ دو کروڑ روپے کی ادائیگی کی ذمہ داری سابق وزیر اعلیٰ میاں منظور وٹو پر عائد ہوتی ہے۔ جتنی جعلی این جی اوز کو رقوم دی گئیں وہ ایس ایم بشیر کی سفارش پر دی گئیں۔ لانگ مارچ کے موقع پر بھی لاکھوں روپے کی رقم نکلوائی گئی' یہ رقم غلام حیدر وائیں نے سیلاب زدگان کیلئے رکھی تھی۔ لاہور کی جن این جی اوز نے رقوم حاصل کیں ان کے نام اور رقوم درج ذیل ہیں۔ پاکستان سوسائٹی برائے طالبات (مسز ایم شیرازی 4 لاکھ روپے) سوشل ویلفیئر سوسائٹی مغلپورہ (حاجی محمد اسماعیل 6 لاکھ روپے) حجاز ہسپتال گلبرگ (حاجی انعام الہیٰ 3 لاکھ روپے) فیملی ویلفیئر کوآپریٹو سوسائٹی اسلام پورہ (مسز یوکرامت 3 لاکھ) بہبود ایسوی ایشن ایف او آر آئی (مسز سلیم فاروقی 40 ہزار) ایس او ایس چلڈرن ولیج فیروز پور روڈ (مسز ثریا انور 4 لاکھ) لاہور' میو ہاسپٹل ویلفیئر سوسائٹی (بیگم فہمیدہ ملک 3 لاکھ) ویمن سوشل ویلفیئر آرگنائزیشن (مسز زیدی ایک لاکھ) چلڈرن قرآن سوسائٹی گلبرگ (انعام رضا 2 لاکھ) چلڈرن قرآن سوسائٹی وحدت کالونی (ڈاکٹر نسیم خواجہ 2 لاکھ) الفلاح سوشل ویلفیئر سوسائٹی (ملک محمد سرور 30 ہزار) لاہور ہاسپٹل سوسائٹی آفیسر کالونی غازی روڈ (ڈاکٹر امتیاز سلیم فاروقی 10 ہزار) انجمن سلیمانیہ سمن آباد (اشرف علی خواجہ 10 لاکھ) ٹی ایس اے 23 ریس کورس روڈ (شگفتہ آرین سیموئل 10 لاکھ) سوشل ویلفیئر سوسائٹی مغلپورہ (حاجی محمد اسماعیل 15 لاکھ) شوکت خانم میموریل ہسپتال (عمران خان 27 لاکھ) ٹی بی ایسوسی ایشن گلبرگ (میاں فضل احمد 6 لاکھ) پاکستان سوسائٹی برائے طالبات (بیگم ایم ایچ شیرازی 15 لاکھ) ایسوسی ایشن آف فاطمہ جناح میڈیکل کالج (ڈاکٹر زاہدہ درانی 5 لاکھ) پاک سوشل ویلفیئر سوسائٹی گلبرگ (جسٹس ریٹائرڈ عامر رضا خان 5 لاکھ) نیشنل یوتھ آرگنائزیشن اینٹی نارکوٹکس کینٹ (ایم منصب چوہدری ایک لاکھ) لاہور سوشل اینڈ اکیڈمک سوسائٹی شاہ جمال (اقتدار حسین 4 لاکھ) انجمن بہبود خواتین گلبرگ (مرزا لطیف بیگ 4 لاکھ پچاس ہزار) سوشل ویلفیئر سوسائٹی گلبرگ 5 لاکھ) کمیونٹی ڈویلپمنٹ کونسل عوامی کالونی جنرل ہسپتال (محمد حسین سندھو 70 ہزار) انجمن اصلاح معاشرہ فیروز پور روڈ (صوفی علی احمد 30 ہزار) پاک سوشل ویلفیئر ایسوسی ایشن کاہنہ (ڈاکٹر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فیاض الٰہی 30 ہزار) مجلس سماجی کارکنان پاکستان وحدت روڈ (شیخ غلام یاسین 70 ہزار) رحمت اللہ ویلفیئر ٹرسٹ ٹاؤن شپ (انوار الحق نظامی 1 لاکھ) اپوا جیل روڈ لاہور (مسز محمودہ حمید 3 لاکھ) بہبود ایسوسی ایشن جی او آر ون (مسز سلیمہ ایم اے فاروقی 6 لاکھ) پاکستان گرلز گائیڈ ایسوسی ایشن حبیب اللہ روڈ (مس عصمت نیاز ایک لاکھ) صوف ادارہ فلاحِ عوام بہاولپور ہاؤس (مسز نوشیر دستور ایک لاکھ) حوا ویلفیئر ایسوسی ایشن گلبرگ (مس نسیم لودھی 70 ہزار) لاہور ہاسپٹل ویلفیئر سوسائٹی میو ہسپتال (ڈاکٹر فہمیدہ ملک 10 لاکھ) پاکستان سوسائٹی برائے طالبات فیروز پور روڈ (بیگم ایم ایچ شیرازی 5 لاکھ) فیملی ویلفیئر کوآپریٹو سوسائٹی اسلام پورہ (بیگم ممتاز کرامت 5 لاکھ) ایس او ایس چلڈرن ولیج (مسز ثریا انور 5 لاکھ) شاہین سوشل ویلفیئر سوسائٹی شادباغ (جاوید شاہین میمونہ شاہین 4 لاکھ) رحمت علی میموریل ٹرسٹ (جسٹس ریٹائرڈ سی اے رحمان 2 لاکھ) زینبیہ ویلفیئر سوسائٹی ہنجر وال (ڈاکٹر مس مزمل 3 لاکھ) پیشنٹ ویلفیئر سوسائٹی گلاب دیوی ہسپتال (ڈاکٹر محمد احسان 15 لاکھ) چلڈرن قرآن سوسائٹی (ڈاکٹر نسیم خواجہ 2 لاکھ) انجمن رفاہ عوام شام نگر (ابرار احمد 5 لاکھ) جنرل ڈسٹوڈنٹس ویلفیئر سوسائٹی کینٹ (شوکت ملک ایک لاکھ) رضیہ شیخ ویلفیئر ٹرسٹ (مسز رضیہ شیخ 2 لاکھ 50 ہزار) علی گڑھ اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کینٹ (مسز کے ایچ نازمی ایک لاکھ) عزیز جہاں بیگم ٹرسٹ (مسز ایس کے جان 3 لاکھ) احسان ویلفیئر سوسائٹی (ثناء اللہ 3 لاکھ) انجمن بہبود مریضاں کینٹ (ڈاکٹر سجیلا ایک لاکھ) مناواں ویلفیئر سوسائٹی (اللہ بخش پچاس ہزار) مجلس سماجی کارکنان کینٹ (خالد پرویز پچاس ہزار) پاک سوشل ویلفیئر سوسائٹی (مسز فرح دیبا ملک 75 ہزار) پیپلز ویلفیئر سوسائٹی (اظہر مجید 80 ہزار) ویلفیئر سوشل ویلفیئر کونسل (مرزا اسلم بیگ 75 ہزار) انجمن رفاہ عامہ شام نگر (ابرار احمد ایک لاکھ) سنت نگر سوشل ویلفیئر سوسائٹی (الیاس خان ایک لاکھ) انجمن رفاہ عامہ جیا موسیٰ (حامد نواز پچاس ہزار) کمیونٹی کونسل راوی روڈ (مسز فرح ملک دیبا ایک لاکھ) کمیونٹی آرگنائزیشن (مسز عطا سلیم پچاس ہزار) پاک سوشل ویلفیئر ایسوسی ایشن (مرزا فیاض الٰہی بیگ پچاس ہزار) وویمن ویلفیئر سوسائٹی اسلام پورہ (مسز عبیدہ زیدی تیس ہزار) مسلم یونٹی کلفٹن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کالونی (مسز زبیدہ نواز ملک 35 ہزار) نیو مزنگ ویلفیئر سوسائٹی گلبرگ (مسز نصرت باجوہ پچاس ہزار) انجمن خدمت خلق (محمد اشرف پچاس ہزار) اصلاحی کمیٹی نظر رحمت (ایم ڈیوڈ پچاس ہزار)

☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چند این جی اوز کا تعارف

"دستک"

دستک مشکل حالات میں عورتوں کا سائباں جنوری 1991ء کو AGHS کے لیگل ایڈسیل کے تعاون سے شروع ہوا۔ AGHS ایک رجسٹرڈ این جی او ہے۔ حالیہ ادارہ AGHS کے لیگل ایڈسیل اور NORD (Royal Natherland Embassy) کے تعاون سے کام کر رہا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق دونوں ادارے 1/3 حصہ اخراجات برداشت کر رہے ہیں۔

مجموعی مقاصد

اس گھر کے قیام کا بنیادی مقصد مشکل حالات کی ماری عورتوں کی پناہ گاہ اور عارضی رہائش میسر کرنا ہے۔ اس کے علاوہ اس گھر کا مقصد ظلم واستحصال کے خلاف پناہ اور مناسب قانونی مشورہ اور مدد فراہم کرنا بھی ہے۔ اس کا بنیادی مقصد صرف رفاہِ عامہ ہی نہیں ہے بلکہ عورتوں کی ان کے بنیادی اور قانونی حقوق تک رسائی کو ممکن بنانا بھی ہے، جن مسائل کا یہ مظلوم عورتیں شکار ہیں۔ ان میں سے کچھ مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ قیدی عورتوں کی رہائی میں مدد اور دوبارہ زندگی شروع کرنے کی کوشش میں مدد۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2۔ پناہ گاہ کی متلاشی عورتوں کی مدد، جو کسی بھی مقدمہ میں ملوث ہوں مثلاً

(i) ریاست کے خلاف

(ii) خاندانی معاملات، جیسے طلاق، چائلڈ کسٹڈی وغیرہ

3۔ گھریلو تشدد کا شکار عورتیں۔

4۔ عورتیں جو گھریلو ظلم کی ستائی ہوئی ہیں یا جنسی تشدد سے بچ کر بھاگی ہوئی ہیں یا ان کو مجبور کیا گیا، ایسی جگہوں پر پناہ لینے پر۔

5۔ آبروریزی کا شکار عورتیں، جنہیں ان کی فیملیز نہیں اپناتیں۔

6۔ خواتین، جن کے بنیادی حقوق کو پامال کیا جارہا ہو۔

انتظامیہ کا طریق کار

انتظامیہ تنخواہ دار عملے اور خدمت خلق کا جذبہ رکھنے والے لوگوں پر مشتمل ہے۔ بنیادی طور پر یہ مصیبت کی ماری عورتوں کیلئے پناہ گاہ ہے۔ بہت سی عورتوں کو یہاں مفت قانونی امداد دی جاتی ہے۔ بہت سے مقدمات لیگل ایڈسیل نے ان عورتوں کی خاطر لڑے ہیں تاکہ انہیں پولیس کی غیر ضروری پوچھ گچھ اور خوف سے بچایا جا سکے۔ اس ادارے نے اپنی کارکردگی کی بناء پر عدالتوں اور حکومتی اداروں کا اعتماد حاصل کر لیا ہے اور اسی وجہ سے پورے ملک سے مختلف این جی اوز، عدالتیں اور انتظامی امور کے ادارے ان عورتوں کو اسی ادارے کا حوالہ دیتے ہیں۔ عورتوں کو پناہ دینے اور ان کی مختلف مقدمات میں پیروی کرنے والے شعبہ میں وہ عورتیں بھی شامل ہیں جو پناہ گزین ہیں اور اپنے معاملات اور مقام کے تعین کیلئے UNHCR کے فیصلے کی منتظر ہیں۔ ان میں وہ خواتین جو بیرون ملک سے آئی ہیں اور اپنے بچوں کے حصول کیلئے ان کے پاکستانی والد سے مقدمہ لڑ رہی ہیں یا جنہیں اپنی پسند کی شادی کے حق سے محروم کیا گیا ہے اور زبردستی ان کی مرضی کے خلاف شادی کروائی گئی ہے یا جو عورتیں خاندانی معاملات میں کسی زبردستی کا شکار ہیں یا وہ عورتیں جو طلاق یافتہ ہونے کے بعد بے گھر ہیں یا وہ بچیاں جو جنسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشدد کا شکار ہو کر بے سہارا و بے گھر ہیں، بھی شامل ہیں۔ کچھ عورتوں کے ساتھ ان کے بچے بھی اس گھر کی سہولیات سے مستفید ہو رہے ہیں۔

اس ادارے کی حکمت عملی اور قواعد وضوابط کا تعین ایک بورڈ کرتا ہے جو 1982ء میں قیام عمل میں آیا۔ اس ادارے میں ہونے والا ہر کام، خواہ کسی کی پناہ یا حفاظت کا مسئلہ ہو مکمل قانون وضوابط کی پابندی کے ساتھ ہوتا ہے۔ یہاں موجود عورتوں کی فیملیز کو ان عورتوں کے یہاں آنے کی خبر دی جاتی ہے۔ کسی نابالغ کی سرپرستی کیلئے مناسب قانونی کارروائی کی جاتی ہے مگر اس میں اس کے مفاد کا خیال رکھا جاتا ہے۔ عورتوں کو ان کی درخواست پر رکھا جاتا ہے اور جب وہ جانے کی ضرورت محسوس کریں تو انہیں اجازت دے دی جاتی ہے۔ دستک میں ان کی آمدورفت اور حرکات پر کوئی پابندی نہیں لگائی جاتی۔ وہ اپنے ذاتی، ضروری امور کیلئے باہر جا سکتی ہیں۔ مثلاً وکلاء سے ملاقات، عدالت میں پیشی وغیرہ۔ تمام عورتیں جو باہر جاتی ہیں، ان کیلئے آنے جانے کے اوقات رجسٹر پر درج کرنا لازمی ہوتا ہے۔ یہ تنظیم ان عورتوں کو ان کے رشتہ داروں سے ملنے کا بھرپور موقع فراہم کرتی ہے بلکہ بعض عورتوں کیلئے باقاعدہ ملاقاتی آتے ہیں۔ یہ آنے والے ان عورتوں سے AGHS کے دفتر میں ملتے ہیں ''دستک'' میں کسی ملاقاتی کو آنے کی اجازت نہیں البتہ تمام ملاقاتیں ان عورتوں کے باہمی صلاح ومشورے کے بعد طے کی جاتی ہیں۔ اگر کوئی دستک کی رہائشی عورت کسی جرم میں ملوث ہو یا کوئی پولیس کیس چل رہا ہو تو متعلقہ تھانے کو اس کے رہنے کے متعلق معلومات دی جاتی ہیں اور تفتیش کا موقع بھی فراہم کیا جاتا ہے نہ کہ اس کو چھپایا جاتا ہے۔ البتہ دوران تفتیش ان عورتوں کو مکمل تحفظ دیا جاتا ہے۔

جنوری 1990ء سے مئی 1995ء تک دستک میں قریباً 700 عورتیں داخل ہوئیں، ان میں سے کچھ عورتیں دوبارہ ان مسائل کا شکار ہو کر دستک میں آئیں اور ان نامساعد حالات کا سامنا کیا جس سے وہ پہلے گزر کر واپس گئیں تھیں۔ ان کے بچوں کو بھی ماؤں کے ساتھ داخل کیا گیا۔

قیام کا عرصہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں پر ان عورتوں کے قیام کا دورانیہ چند دنوں سے تین ماہ تک ہو سکتا ہے، جو ادارے کے قوانین کے مطابق زیادہ سے زیادہ عرصہ ہے، تاہم کچھ معاملات میں اصولوں کو نرم کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اسی لئے ان عورتوں کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے حفاظتی بنیادوں پر کچھ فیصلے کئے جاتے ہیں۔ گمشدہ بچوں یا بچے زیادہ ہونے کی صورت میں یا تو انہیں ان کے خاندان میں واپس بھیج دیا جاتا ہے یا SOS چلڈرن ویلیج میں۔

رفاحی سرگرمیاں

مجموعی طور پر عورتیں گھریلو تشدد یا خاوند کی طرف سے ظلم کا شکار ہوئی ہوتی ہیں۔ کچھ مقدمات میں عورتیں واپس اپنے گھر چلی جاتی ہیں یا اپنے والدین کے گھر لوٹ جاتی ہیں، جہاں وہ اپنے آپ کو محفوظ تصور کریں اور ان کے خاندان یا ان کو کوئی خطرہ نہ ہو۔ خاوند سے علیحدگی کی بنیاد پر جو عورتیں پناہ مانگتی ہیں ان کو سب سے بڑا تحفظ معاشرے اور خاندانی دباؤ کے خلاف چاہیے ہوتا ہے۔ ایسی بہت سی خواتین اپنے کیس فائل ہونے کے بعد جانے کے قابل ہو جاتی ہیں لیکن وہ خواتین جن کیلئے دوبارہ واپسی ناممکن ہو، ان کیلئے روزگار کے مواقع اور شراکتی رہائش گاہوں کا انتظام ہوتا ہے۔ بہت سی عورتیں جو واپس نہیں جاتیں، گھریلو کام کاج کرنا شروع کر دیتی ہیں۔ AGHS میں ایسے کاموں کی تربیت کا انتظام کیا گیا ہے، جن میں مختلف ہنر بھی شامل ہیں۔ مختلف این جی اوز بھی اس مقصد کیلئے ورکشاپس منعقد کرتی ہیں، جن میں ان عورتوں کیلئے روزگار بڑھانے کے مواقع اور مختلف اشیاء بنانے کی تربیت دی جاتی ہے۔ AGHS لیگل ایڈ سیل اور دستک کی انتظامیہ عورتوں کی فلاح و بہبود اور ان کا معاشرتی، معاشی اور قانونی رتبے کی ترقی کو اپنا نصب العین بنائے ہوئے ہیں۔ اس تنظیم کی حکمت عملی اور تمام فیصلے انہیں اپنے مقاصد کو مدنظر رکھتے ہوئے متعین کئے جاتے ہیں۔

SAP (South Asian Partnership)

ایک بلا منافع غیر سرکاری تنظیم (این جی او) ہے، جسے پاکستان کے سربرآوردہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترقیاتی اور سماجی کارکنوں کے ایک گروپ نے 1987ء میں قائم کیا تھا۔ یہ تنظیم ان سماجی اور معاشی تبدیلیوں کا ادراک رکھتی ہے جن کا ہدف معاشرے کے ہر فرد کو مساوی مواقع فراہم کرنا ہے تاکہ اس کی صلاحیتیں پوری طرح ظہور پذیر ہوسکیں۔ ایس اے پی کا مشن ہے کہ ان سی بی اوز اور گروپس کی مدد کرے جو معاشرے کے غیر مراعات یافتہ طبقات کے ساتھ مل کر سماجی اور معاشرتی ترقی کے کام کر رہے ہیں تاکہ وہ بااختیار بن سکیں اور خود انحصاری کی راہ پر گامزن ہوسکیں اور جنوبی ایشیاء، کینیڈا اور شمالی ممالک کی دیگر ترقیاتی تنظیموں کے ساتھ تعلقات کو فروغ دے تاکہ پاکستان میں عوام کو بااختیار بنانے سے متعلق مسائل اور اقدامات کے بارے میں انہیں بہتر آگہی دی جاسکے۔ ایس اے پی، پاکستان جنرل باڈی، نیشنل کونسل اور سیکرٹریٹ، جس کا انتظام پیشہ ور عملے کے ہاتھ میں ہے، پر مشتمل ہے۔ ادارے نے اپنے متعینہ مقاصد اور اہداف کو مندرجہ ذیل چار وسیع دائرہ ہائے کار میں تقسیم کر رکھا ہے۔

1۔ پاکستانی سی بی اوز، این جی اوز اور سول سوسائٹی کی دیگر تنظیموں کو، جو پائیدار شراکتی ترقی کیلئے کام کر رہی ہیں، پروگرام مرتب کرنے میں مدد مہیا کرنا۔

2۔ پاکستانی سی بی اوز اور این جی اوز کی استعداد بڑھانے میں ان کی مدد کرنا تاکہ وہ متحرک اور پائیدار تنظیموں کے طور پر پھل پھول سکیں۔

3۔ کینیڈین اور دیگر بین الاقوامی این جی اوز اور پاکستان میں مقامی سطح پر کام کرنے والی این جی اوز کے ساتھ باہمی شراکت کو فروغ دینا۔

4۔ غیر ملکی این جی اوز اور لوگوں کو اس شراکتی عمل کے متعلق آگہی دینا جو پاکستان میں فروغ پا رہا ہے۔

SAP کے بارے میں 1996ء میں ایک رپورٹ منظر عام پر آئی جس کے مطابق اس تنظیم کو کروڑوں ڈالر کی امداد ملتی ہے اور اس کا 50 فیصد فرضی ناموں سے عزیز و اقارب میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ ادارے کا ڈائریکٹر محمد تحسین ہر سال کینیڈا، امریکہ اور سوئٹزر لینڈ فیملی کے ہمراہ سیر کیلئے جاتا رہتا ہے۔ پہلے یہ شخص گوالمنڈی کا رہائشی تھا مگر اب ڈیفنس میں عالیشان بنگلے میں رہتا ہے۔ تنظیم 60 فیصد بجٹ انتظامی امور اور 40 فیصد پراجیکٹ پر خرچ کرتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس تنظیم کا نظریہ ترقی پسندی ہے تاہم جو تنظیم ترقی پسند ہو، وہ اس کے تحت کام کرتی ہے۔اس وقت ایک ہزار کے قریب تنظیمیں اس کے زیر سایہ کام کر رہی ہیں۔

YOUTH COMMISSION FOR HUMAN RIGHTS (YHCR)

YHCR کا قیام حادثاتی طور پر 1990ء میں عمل میں آیا۔ تنظیم کے سربراہ زخام خان اور شازیہ خان میاں بیوی ہیں۔ تنظیم کے قیام میں SAP نے بڑھ چڑھ کر مدد کی جبکہ تنظیم کے تمام کارکن رشتہ دار ہیں۔ تنظیم کو SAP کی جانب سے 4 لاکھ کے قریب فنڈز دیئے گئے، جس کے بعد TVO سمیت دیگر تنظیموں نے بھی اس کی امداد کی۔ YHCR چھوٹے پیمانے پر کام کرتے ہوئے بھی اپنی مضبوط حیثیت رکھتی ہے اور سالانہ بجٹ کا آڈٹ بھی اپنی مرضی سے کرواتی ہے۔

حوا ایسوسی ایٹس

1990-91ء کے دوران معروف مصنفہ کشور ناہید نے حوا ایسوسی ایٹس کی بنیاد رکھی ۔کشور ناہید پہلے بزنس اینڈ پروفیشنل ویمن کلب لاہور کی صدر تھیں مگر بعد میں حوا ایسوسی ایٹس تشکیل دی جس کا دفتر 413 پاک بلاک میں بنایا گیا۔ یکی گیٹ لاہور میں سکھی کے نام ایک سنٹر کا فیملی پلاننگ کے تعاون سے ہوا، تاہم بعد ازاں اس چھوٹے سے سنٹر میں بھی غیر ملکی ڈونرز کی لائنیں لگ گئیں جنہوں نے اندرون شہر میں کام کرنے والی خواتین کو نمائش کے طور پر پیش کیا ۔''حوا'' کے تمام پراجیکٹس یکی گیٹ کے علاقے میں شروع کئے گئے لیکن بعد میں ان کو گھوڑے شاہ منتقل کر دیا گیا۔

الف لیلیٰ بک بس اور ہابی کلبز

الیف لیلیٰ بک بس اور ہابی کلبز کے ڈائریکٹر دو میاں بیوی بصارت کاظمی اور مدحت کاظمی ہیں۔ تنظیم کا مقصد تعلیم کی غریب بچوں تک فراہمی اور پرائمری سکولوں کے بچوں کیلئے لائبریری کی سہولتیں فراہم کرنا ہے۔اس مقصد کے تحت تنظیم بیرونی ممالک سے بھاری فنڈز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وصول کرتی ہے۔ یہ تنظیم کارپوریشن کے سکولوں کے بچوں کو نمائش کے طور دکھا کر امداد حاصل کرتی ہے جبکہ تنظیم کا عملہ ایئر کنڈیشنڈ کمروں میں بیٹھا رہتا ہے۔ بیرونی ممالک سے اس تنظیم کو بچوں کیلئے مفت کتابیں اور بس فراہم کی جاتی ہیں۔ الف لیلیٰ بک بس کے علاوہ ہابی کلبز کے نام پر کمپیوٹرز میکینکس کارپنٹری اور فوٹوگرافی کے مقابلے منعقد کروا کر فنڈز حاصل کیئے جاتے ہیں۔

ASR (Applied Socio Economic Research)

ASR ایک غیر سرکاری ادارہ ہے، جس کا بنیادی مقصد عورتوں کی ترقی اور فلاح کا کام ہے۔ اس ادارے کی ڈائریکٹر نگہت سعید خان ہیں۔ یہ ادارہ عورتوں کی آزادی، تحریک نسواں آزادی پر پمفلٹ اور لٹریچر تقسیم کرتا ہے، جس پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ یہ ادارہ عورتوں کو منفی انداز میں ابھار کر انہیں مذہب، خاوند اور معاشرتی نظام سے دور کر رہا ہے، جس کے تحت خاندانی نظام میں بگاڑ پیدا کیا جا رہا ہے۔ غیر ملکی کمپنیوں سے بھاری امداد وصول کی جاتی ہے۔ ASR کے بارے میں ایک رپورٹ شائع ہوئی، جس کے مطابق ASR بھارتی لوک دھنوں، ہندو شعراء کی شاعری کی لوک دھن پر کیسٹ بنا کر فروخت کر رہا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق ASR کا سالانہ بجٹ 70 لاکھ ہے اور اس حوالے سے یہ تیسری بڑی تنظیم ہے۔ یہ اپنے فنڈز جرمنی اور یو این او سے حاصل کرتی ہے۔ اس انسٹیٹیوٹ کے تحت خواتین کو تربیتی ڈپلومے کروائے جاتے ہیں۔ اے ایس آر مطبوعات کے علاوہ ڈاکومنٹری فلمیں بنانے کا کام بھی کرتی ہے، جن میں عورتوں پر ہونے والے مظالم اور ان کی مشکلات کو موضوع بنایا جاتا۔ ASR کی ایک فلم غیر ملکی ایوارڈ بھی حاصل کر چکی ہے۔ یہ فلم چائلڈ لیبر کے موضوع پر بنائی گئی تھی اور برٹش کونسل نے 1995ء میں مانچسٹر میں اس فلم کو ایوارڈ دیا۔ ایک ڈاکومنٹری اسلام اور خواتین کے حوالے سے بنائی گئی، جس میں مختلف قوانین کا جائزہ خواتین کے نقطہ نظر سے لیا گیا۔ تیسری فلم لوگوں کے مذہبی رجحانات پر بنائی گئی، جس میں یہ تاثر پیش کیا گیا کہ خواتین مولوی کے نقطہ نظر کو پسند نہیں کرتی ہیں۔ لوگوں کے سمجھنے کی خاطر یہ فلمیں مختلف زبانوں میں بنائی گئیں۔ چائلڈ لیبر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر بنائی گئی فلم پنجابی زبان میں تھی۔ دوسری فلم میں روزمرہ زندگی کے حوالے سے مختلف زبانیں استعمال کی گئیں جبکہ تیسری فلم اردو، انگریزی اور سندھی زبان میں تیار کی گئی۔

ASR نے بہت سی کتابیں بھی شائع کیں، جن میں نمایاں خواتین کشور ناہید، فہمیدہ ریاض اور عذرا عباس وغیرہ شامل ہیں اور یہ کتابیں اردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں آچکی ہیں۔ اردو لکھنے والوں کے انگریزی تراجم بھی پیش کیے جاتے ہیں۔ ASR کے تحت انسٹیٹیوٹ آف ویمن سٹڈیز قائم کیا گیا، جس کے تحت سیاست، معیشت اور سیاست میں خواتین کے کردار کو موضوع بحث و تعلیم رکھا گیا ہے۔ ASR نے اپنا تربیتی پروگرام پہلے سندھ سے شروع کیا، پھر پنجاب میں منتقل کر دیا۔ اس کا ایک دفتر ٹوبہ ٹیک سنگھ میں قائم ہوا لیکن اسے بند کر دیا گیا۔ اس کے علاوہ اس تنظیم نے چکوال اکوڑہ خٹک وغیرہ کے دیہات میں ریسرچ کا کام شروع کیا ہوا ہے۔ تاحال ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان اور عورت فاؤنڈیشن کی طرح اس کی شاخیں پورے ملک میں نہیں ہیں۔ ASR نے خود کو انڈسٹریز ڈیپارٹمنٹ کے تحت رجسٹر کروا رکھا ہے۔

☆☆☆

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامی ممالک میں کام کرنے والی مغربی این جی اوز کے پس پردہ کام کرنے والے عیسائی مشنری اداروں کی تفصیلی فہرست

Africa	**AEAM**	Association of Evangelicals in Africa and Madagascar, PO Box 49332, Nairobi, Kenya.
Asia	**ACCF**	Asia Christian Communications Fellowship, c/o CCL, PO Box 95364 Tsimshatsui, Kowloon, Hong Kong.
	EFA	Evangelical Fellowship of Asia. See **EFI.**
Australia	**EMA**	The Australian Evangelical Alliance, PO Box 243, Box Hill, Vic. 3128
Brazil	**AMTB**	Associaçã de Missões Transculturais Brazileiras. c/o CP 582, 01051-S. Paulo.
Germany	**AEM**	Arbeitsgemeinschaft Evangelikaler Missionen (EMA), Dobelstr. 14, 7000 Stuttgart 1.
Hong Kong	**HKACM**	Hong Kong Association of Christian Missions. 525 Nathan Rd., Bell House, Bock A, Flat 2003, Kowloon.
India	**EFI**	Evangelical Fellowship of India, 92/803 Deepali, Nehru Place, New Delhi 110019.
Netherlands	**EZA**	Stichting Evangelische Zendings Alliantie (EMA), Vlaanderenlaan 54, 8072 CG Nunspeet.
New Zealand	**EMA**	Evangelical Missionary Alliance, PO Box 68-140, Auckland 1.
Nigeria	**NEMA**	Nigeria Evangelical Missions Assoc., U.I.PO Box 9890, Ibadan, Oyo State.
Philippines	**PCEC**	Philippine Council of Evangelical Churches, Inc., PO Box 10121, Q.C.P.O., Quezon City 3008.
Singapore	**EFS**	Evangelical Fellowship of Singapore, #04-05, Bible House, 7 Armenian St., Singapore 0617.
UK	**EMA**	Evangelical Missionary Alliance, Whitefield House, 186 Kennington Park Rd., London SE11 4BT
USA	**EFMA**	Evangelical Foreign Missions Association, Box 794, Wheaton, IL 60189-0395.
	IFMA	Interdenominational Foreign Mission Assoc., Box 395, Wheaton IL 60189-0395.
	MARC(WV)	Missions Advanced Research and Communications Center, 919 W. Huntington Drive, Monrovia, CA 91016.
	USCWM	US Center for World Mission, PO Box 40638, Pasadena, CA 91104.

المکتبة الرحمانية
٩٩-جے ماڈل ٹاؤن-لاہور
نمبر 14936

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Abbr.	Mission name and address
ABC	**Afghan Border Crusade** **UK** 12 Horsebrook Park, Calne, Wilts. SN11 8EX **USA** 1107 Mayette Avenue, San Jose, CA 95125. **NZ** 25a Haultain St., Hamilton.
ABMS	See **BMS**.
AE	**Africa Enterprise** **S. Africa** PO Box 647, Pietermaritzburg 3200.
AEF	**Africa Evangelical Fellowship** **UK** Int.Office. 17 Westcote Rd., Reading, Berks RGA3 2DL. **UK** Br.Office. 30 Lingfield Rd., London SW19 4PU. **USA** PO Box 1679 Bloomfield, NJ 07003. **NZ** PO Box 1390, Invercargill. **S. Africa** Rowland Hse, Montrose Ave., Clairmont 7700. **Aust.** PO Box 292, Castle Hill, NSW 2154.
AIM	**Africa Inland Mission** **UK** 2 Vorley Rd., Archway, London N19 5HE. **USA** PO Box 178, Pearl River, New York 10965. **Aust.** 36 Hercules St., Chatswood, NSW 2067 **NZ** 144 White Swan Rd., Auckland 4.
AO	**Asian Outreach International Ltd** **Hong Kong** GPO Box 3448 **USA** PO Box 9000, Mission Viejo, CA 92690. **UK** 2 Kingswood Close, Lytham, Lancs FY8 4RE. **NZ** PO Box 2160, Tauranga. **Singapore** Maxwell Rd., PO Box 3038, Singapore 9050.
AoG	**Assemblies of God** **USA** Div. of For. Miss., 1445 Boonville Ave., Springfield, MO 65802. **UK** 106/114 Talbot St., Nottingham NG1 5GH. **Aust.** PO Box 229, Nunawading, Vic. 3131 **NZ** PO Box 8023, Tauranga.
APCM	**Asia Pacific Christian Mission** **Aust.** 345 Bell St., Preston, Vic. 3072 **NZ** 427 Queen St., Auckland 1
AsEF	**Asia Evangelistic Fellowship** **Singapore** Maxwell Rd., PO Box 579, Singapore 9011. **Aust.** PO Box 122, Epping, NSW 2121.
BCU	**Bible Christian Union** **USA** PO Box 718, Lebanon, PA 17042
BCMS	**Bible Churchman's Missionary Society** (Anglican) **UK** 251 Lewisham Way, London SE4 1XF.
BEM	**Belgian Evangelical Mission** **UK** High House, Walcote, Lutterworth, Leicester LE17 4JW

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Abbr.	Mission name and address
BFM	**Bethany Fellowship Missions** USA 6820 Auto Club Rd., Minneapolis, MN 55438.
BMMF	**BMMF International** UK 186 Kennington Park Rd., London SE11 4BT. USA PO Box 418, Upper Darby, PA 19082-0418 Can. 4028 Sheppard Ave. E., Agincourt. Ont M1S 1S6 Aust. 7 Ellingworth Parade, Box Hill, Victoria 3128 NZ PO Box 10-244, Balmoral, Auckland 4.
BMS	**Baptist Missionary Society** UK 93 Gloucester Place, London W1H 4AA Aust. ABMS, PO Box 273, Hawthorn. Victoria 3122.
Brethren	UK Echoes, 1 Widcombe Cresc., Bath. Avon BA2 6AQ. USA CMML Inc., PO Box 13, Spring Lake. NJ 07762. Can. Missionary Service Committee, 1562A Dunforth Ave., Toronto, Ontario M4J 1N4. Aust 19 Alexander Ave., Willoughby, NSW 2068. NZ Missionary Funds (NZ) Inc., PO Box 744. Palmerston North.
CAM	**Central Asian Mission** UK 166 Tonbridge Rd., Maidstone, Kent ME16 8SR
CAMI	**CAM International** USA 8625 La Prada Drive, Dallas, TX 75228.
CBFMS	**Conservative Baptist Foreign Missionary Society.** USA PO Box 5, Wheaton, IL 60189-005
CBOMB	**Canadian Baptist Overseas Mission Board** Can. 217 St. George St., Toronto, Ontario M5R 2M2
CCC	**Campus Crusade for Christ International** USA Arrowhead Springs, San Bernardino, CA 92414. UK 103 Friar St., Reading Berks RG1 1EP NZ 73 Khyber Pass Rd., Auckland 3.
CLC	**Christian Literature Crusade** UK 201 Church Rd., London SE19 2PT. USA PO Box C, Fort Washington, PA 19034. Aust. PO Box 91, Pennant Hills, NSW 2120.
CM	**Calvary Ministries** Nigeria PO Box 6001, Jos, Plateau State, Nigeria.
CMA	**Christian & Missionary Alliance** USA PO Box C, Nyack, NY 10960. Can. PO Box 7900, Station B, Willowdale, Ontario M2K 2R6. Aust. 86 The Esplanade, French's Forest, NSW 2086

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Abbr.	Mission name and address
CMF	**Christian Missionary Foundation** **Nigeria** PO Box 9890, U.I.P.O., Ibadan, Nigeria.
CoN	**Church of the Nazarene** (Holiness) **USA** PO Box 655, Fergus Falls, MN 56537.
CRWM	**Christian Reformed World Missions** **USA** 2850 Kalamazoo SE, Grand Rapids, Michigan 49560.
CWI	**Christian Witness to Israel** **UK** Seven Trees, 44 Lubbock Rd. Chislehurst, Kent BR7 5JX. **NZ** 88 Jervois Rd., Herne Bay, Auckland 2.
DM	**Dorothea Mission** **S. Africa** PO Box 219, 0001 Pretoria. **UK** 179 Coldharbour Rd. Bristol BS6 7SX.
ECF	**Evangelize China Fellowship, Inc.** **USA** 1583 E. Colorado Blvd., Pasadena, CA 91106.
ECM	**European Christian Mission** **UK** PO Box 180, Northampton. **W. Germany** Postfach 1103, 7842 Kandern 1 **Can. Miss. to Europe's Millions**, 116, 1077-56 St., Delta, BC V4L 2A2. **Aust.** PO Box 15, Croydon, NSW 2132.
EHC	**World Literature Crusade** (Every Home Crusade) **USA** PO Box 1313, Studio City, CA 91604.
Elim	**Elim Pentecostal Churches International Missions Dept.** **UK** PO Box 38, Cheltenham, Gloucestershire GL50 3HN. **NZ** 26 Burleigh Rd., Blenheim.
EMS	**Evangelical Missionary Society — of Ev. Ch. of W. Africa, Nigeria** **Nigeria** PO Box 63, Jos, Plateau State. **USA** c/o SIM International, PO Box C, Cedar Grove, NJ 07009.
EUSA	**Evangelical Union of South America** (with the **Andes Evang. Mission**) **UK** 186 Kennington Park Rd., London SE11 4BT
FEBA	**Far East Broadcasting Association** **UK** Ivy Arch Rd., Worthing, W. Sussex BN14 8BU.
FEBC	**Far East Broadcasting Company, Inc.** **USA** PO Box 1, La Mirada, CA 90637. **Aust.** PO Box 183, Caringbah, NSW 2229. **NZ** PO Box 4140, Hamilton.
GEM	**Greater Europe Mission** **USA** PO Box 668, Wheaton, IL 60189.
GMU	**Gospel Missionary Union** **USA** 10000 N. Oak, Kansas City, MO 64155.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Abbr.	Mission name and address
GRI	**Gospel Recordings World Fellowship** **USA** 122 Glendale Blvd., Los Angeles, CA 90026 **UK** PO Box 62, Gloucester GL1 5SE. **Aust.** G. R. Inc., PO Box 171, Eastwood, NSW 2122 **Can.** G. R. Inc., 2 Audley St., Toronto, Ont. M8Y 2X2 **India** G. R. Assoc., 8 Commissariat Rd., Bangalore 560025. **S. Africa** G. R. Inc., PO Box 62, Observatory, Cape Town 7935.
HCJB	See **WRMF** (World Radio Missionary Fellowship)
IBRA	**International Broadcasting Association** **Sweden** S-105 36 Stockholm.
ICF	**International Christian Fellowship** **UK** 20 Vicarage Farm Rd., Hounslow, Middx. TW3 4NW. **USA** 213 Naperville St., Wheaton IL 60187. **Aust.** PO Box 206, Box Hill, Vic. 3128.
IEM	**Indian Evangelical Mission** **India** Post Bag 2557, Bangalore 560025.
IHCF	**International Hospital Christian Fellowship** **USA** PO Box 4004, San Clemente, CA 92672. **Aust.** 24 Box St., Merbein, Victoria 3505. **Holland** Noordersingel 90, 3781 XK Voorthuizen.
IMI	**International Mission, Inc.** **USA** PO Box 323, Wayne, NJ 07470.
IMF	**Indonesian Missionary Fellowship** **Indonesia** Jln Trunojoyo 2, Batu 65301, E. Java.
INF	**International Nepal Fellowship** **UK** 2 West St., Reading, Berks RG1 1TT. **Aust.** 20 Cunningham St., Matraville, NSW 2036. **NZ** PO Box 144, Wellington 1
IFES	**International Fellowship of Evangelical Students** **UK** 10 College Rd., Harrow, Middx. HA1 1BE. **USA** **Inter-Varsity Christian Fell.**, PO Box 270, Madison, WI 53701. **Aust.** **AFES**, 129 York St., Sydney 2000. **NZ** **TSCF**, PO Box 9672, Wellington.
ISI	**International Students Inc.** **USA** Star Ranch, PO Box C, Colorado Springs, CO 80901. **UK** I.S.C.S., 59 Petts Wood Rd., Orpington, Kent BR5 1JU.
JEB	**Japan Evangelistic Band** **UK** 275 London Rd., North End, Portsmouth PO2 9HE. **USA** 2237 Manhattan Ave., Hermosa Beach, CA 90254. **Aust.** PO Box 167, Collins St., Victoria 3000.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Abbr.	Mission name and address
LAM	**Latin America Mission Inc.** **USA** PO Box 341368, Coral Gables FL 33134.
LM	**Leprosy Mission (International)** **UK** 50 Portland Place, London W1N 3DG **Aust.** 174 Collins St., Melbourne, Vic. 3000. **NZ** 591 Dominion Rd., Balmoral, Auckland 4.
MAF	**Missionary Aviation Fellowship** **USA** Mission Aviation Fell., PO Box 202, Redlands, CA 92373. **UK** Ingles Manor, Castle Hill Ave., Folkestone, Kent CT20 2TN. **Aust.** PO Box 211, Box Hill, Vic. 3128. **NZ** PO Box 611, Manurewa, Auckland.
MECO	**Middle East Christian Outreach** **Cyprus** PO Box 662, Larnaca. **UK** 22 Culverden Park Rd., Tunbridge Wells, Kent TN4 9RA. **Aust.** PO Box 528 Camberwell, Vic. 3124. **USA** PO Box 725, Highland Park, IL 60035.
MT	**The Messianic Testimony** **UK 189 Whitechapel Rd.,** London E1 1DN.
Nav	**The Navigators Inc.** **USA** PO Box 6000, Colorado Springs, CO 80934. **UK** Tregaron House, 27 High St., New Malden, Surrey KT3 4BY. **Aust.** PO Box A0143, Sydney South PO, NSW 2000. **NZ** PO Box 1951, Christchurch
NAM	**North Africa Mission** **UK** 2 Radmoor Rd., Loughborough, Leics. LE11 3BS. **USA** 47 Long Lane, Upper Darby, PA 19082
NGK	**Nederduits Gerefermeeerde Kerk** (Dutch Reformed Church) **S. Africa** Algemene Sendingsekretaris N. G. Kerk, Posbus 433, Pretoria 0001
NTM	**New Tribes Mission** **USA** 1000 E. First St., Sanford, FL 32771 **UK** Derby Rd., Matlock Bath, Matlock, Derbys. DE4 3PY. **Aust.** PO Box 84, Rooty Hill, NSW 2766. **NZ** PO Box 2339, Christchurch.
OD	**Open Doors** **Netherlands** PO Box 47, 3840 AA Harderwijk. **UK** PO Box 6, Standlake, Witney, Oxon OX8 7SP. **USA** PO Box 2006, Orange, CA 92669. **S. Africa** PO Box 41, Kenilworth 7745.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Abbr.	Mission name and address
OM	**Operation Mobilisation** (also Send The Light). UK The Quinta, Weston Rhyn, Oswestry, Shropshire SY10 7LT. Send The Light, PO Box 48, Bromley, Kent BRI 1BY. USA PO Box 148, Midland Park, NJ 07432. Aust. 62 Glengale Drive, Rochedale, Brisbane, Qld 4123. Singapore PO Box 1063, Bedok S. PO 9146.
OMF	**Overseas Missionary Fellowship** Singapore 2 Cluny Rd., Singapore 1025. USA 404 South Church St., Robesonia, PA 19551. UK Belmont, The Vine, Sevenoaks, Kent TN13 3TZ. Aust. 14 Grange Rd., Kew, Vic. 3103. NZ PO Box 10-159, Auckland 4. S. Africa 5 Rippleby Rd., Claremont, 7700 Cape Town.
OMS	**OMS International** USA PO Box A, Greenwood, IN 46142. UK 1 Sandleigh Ave., Didsbury, Manchester M20 9LN. NZ PO Box 962, Hamilton.
QIM	**Qua Iboe Fellowship** UK Room 317, 7 Donegal Square West. Belfast BT1 6JE.
PAoC	**Pentecostal Assemblies of Canada, Overseas Miss. Dept.,** Can. 10 Overlea Boulevard, Toronto, Ontario M4G 1A5.
RBMU	**RBMU International** UK Whitefield House, 186 Kennington Park Rd., London SE11 4BT. USA 8102 Elberon Ave., Philadelphia, PA 19111 Aust. PO Box 554, Camberwell, Vic. 3124.
RSMT	**Red Sea Mission Team** USA PO Box 16227, Minneapolis, MN 55416. UK 33/35 The Grove, Finchley, London N3 1QU. Aust. PO Box 3302, Sydney, NSW 2001. NZ 24 Firth Rd., Browns Bay, Auckland 10.
SA	**Salvation Army** UK 101 Queen Victoria St., London EC4P 4EP Aust. PO Box 1287K, Melbourne, Victoria 3001
SAMS	**South American Missionary Society** (Anglican) UK Allen Gardiner House, Pembury Rd., Tunbridge Wells TN2 3QU. Aust. 25 Alexander Parade, Roseville, NSW 2069.
SAO	**Southeast Asian Outreach** UK 90 Windmill St., Gravesend, Kent DA12 1LH.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Abbr.	Mission name and address
SBC	**Southern Baptist Convention** USA PO Box 6597, Richmond, VA 23230.
SEND	**SEND International** USA PO Box 513, Farmington, MI 48024
SGM	**Scripture Gift Mission** UK Radstock House, 3 Eccleston St., London SW1W 9LZ. Aust. PO Box 163, Summer Hill, NSW 2130.
SIL	**Summer Institute of Linguistics** — see WBT.
SIM	**Sudan Interior Mission** USA PO Box C, Cedar Grove, NJ 07009. UK Joint Missions Centre, Ullswater Cresc., Coulsdon, Surrey CR3 2HR. Aust. PO Box 171, Summer Hill, NSW 2130. NZ PO Box 38-588, Howick. Nigeria ECWA/SIM, PMB 2009, Jos, Plateau State. Singapore Bras Basah, PO Box 239, Singapore 9118.
SGA	**Slavic Gospel Association, Inc.** USA PO Box 1122, Wheaton, IL 60189. Aust. PO Box 216, Box Hill, Vic. 3128. UK 37a The Goffs, Eastbourne. E. Sussex BN21 1HF.
SSEM	**South Sea Evangelical Mission** Aust. 12a Coronation Str., Hornsby, NSW 2077. NZ PO Box 67010, Mt. Eden 1003.
SU	**Scripture Union** UK 130 City Road, London EC1V 2NJ Aust. 129 York St., Sydney NSW 2000.
SUM	**The SUM Fellowship** UK 75 Granville Rd., Sidcup, Kent DA14 4BU. Aust. PO Box 237, Baulkham Hills, NSW 2153. Nigeria Church of Christ in Nigeria, PMB 2127, Jos, Plateau State.
TEAM	**The Evangelical Alliance Mission** USA PO Box 969, Wheaton, IL 60189. Can. PO Box 980, Regina, SK S4P 3B2. Aust. 26 Homebush Rd., Homebush, NSW 2140.
TEAR Fund	**The Evangelical Alliance Relief Fund** UK 11 Station Rd., Teddington, Middx. TW11 9AA. Aust. PO Box 464, Hawthorn, Vic. 3122. NZ PO Box 68-140 Auckland 1
TWR	**Trans World Radio** USA PO Box 98, Chatham, New Jersey 07928. UK 45 London Rd., Biggleswade, Beds. SG18 8ED
UBS	**United Bible Societies World Service** UK First Floor, 6A Carter Lane, London EC4 5DY.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Abbr.	Mission name and address
UFM	**Unevangelized Fields Mission** UK 47a, Fleet St., Swindon, Wilts. SN1 1RE.
UWM	**United World Mission** USA PO Box 8000, St. Petersburg, FL 33738.
WBT	**Wycliffe Bible Translators Inc.** USA Huntington Beach, CA 92647. Aust. Graham Rd., Kangaroo Ground, Vic. 3097. NZ PO Box 10, Featherston, Wairarapa. UK Horsleys Green, High Wycombe, Bucks. HP14 3XL.
WEC	**WEC International** UK Bulstrode, Gerrards Cross, Bucks. SL9 8SZ. USA PO Box 1707, Fort Washington, Penna 19034 Can. 37 Aberdeen Ave., Hamilton, Ontario L8P 2N6. Aust. 48 Woodside Ave.,Strathfield, NSW 2135. NZ PO Box 27264, Mt. Roskill, Auckland 4. Singapore c/o PO Box 185, Colombo Court Post Office, 9117. Hong Kong Block D, Flat 2003, Amoy Gardens, 77 Ngau Tau Kok Rd., Kowloon.
WRMF	**World Radio Missionary Fellowship, Inc.** (Radio HCJB) USA PO Box 3000, Opa Locka, FL 33055. NZ PO Box 27-172, Auckland 4. UK 7 West Bank, Dorking, Surrey RH4 3BZ
WT	**Worldteam** USA PO Box 143038, Coral Gables, FL 33114.
WV	**World Vision International** USA 919 W. Huntington Dr., Monrovia, CA 91016. Can. 6630 Turner Valley Rd., Mississauga, Ontario L5N 2S4. Aust. PO Box 399 C, Melbourne, Vic. 3001. NZ PO Box 1923, Auckland 1
YWAM	**Youth With A Mission** USA Int. HQ. 75-5851 Kuakini Highway, Kailua-Kona, HI 96740 PO Box 304, Dallas Highway, Tyler, TX 75710. UK 13 Highfield Oval, Ambrose Lane, Harpenden Herts. AL5 4BX. NZ PO Box 13-580, Auckland 6. Netherlands Samaritan's Inn, Prins Hendrikkade 50, 1012 AC Amsterdam. Singapore PO Box 246, 118 Fidelio St., Bras Basah, Singapore 9118.

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ